No. 16

Diwani Wila, le divan de Mirza Lutf Ali Wila, poète hindoustani de Delhi. (caractères persans), in folio rel. [illegible]
Ce manuscrit a fait partie de la bibliothèque de sir Graves Chamney Haughton. Il existe un exemplaire identique à la Bibliothèque du vizir de Nizam [illegible].

Offert par le Duc de Camposelice à la Bibliotheca Nacional de Lisboa.
Octobre 1881.

Duc de Camposelice
Paris Octobre 1881.

Y, 4, 26

1

BIBLIOTHECA NACIONAL DE LISBOA

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہان میں کی ہی یہہ فیض بہار نے تاثیر — کہ خار و خس بھی ہوا ہی شگفتہ گل کی نظیر
چلی یہ باد صبا عطر بیز عالم میں — کہ خاکِ دشت بھی خوشبو ہوئی برنگ عبیر
چمن گلوں سے یہان تک ہوئے ہیں رنگارنگ — بہارِ خلد نہو جسکے آگے رنگ پذیر
چمن کا نقشہ جو بہزاد کھینچے حیران ہو — اور اُسکے ہاتھ سے گر جائے خامۂ تصویر
کہیں بنفشہ کہیں سنبل کہیں ہی سوسن — کہیں ہی غنچہ و گل رشکِ گلشنِ کشمیر
کہیں ہی طوطی و طاؤس ہُد ہُد و قمری — کہیں ہی فاختہ و عندلیب و ابر مطیر
نگار و مطرب و ساقی ہی اور بادہ و جام — ہی بزم عیش و طرب جسمیں ہی خوشی کی نفیر
کھلا چمن میں ہی اس رنگ کیوڑا ہر سو — کرے دماغ میں کوسوں ہی جسکی بو تاثیر
زبسکہ نجم و شجر ہیں شگفتہ و سرسبز — کریں ہیں طائرِ بستان ہزار گونہ صفیر

صفاے صحنِ چمن کیا بیاں کروں آگے — شگفتہ ہوئے جسے دیکھکر دلِ دلگیر
بہریں ہیں باغ میں وہ گلعذارانِ غنچہ دہن — کہ ایک کرشمے سے عاشق کا دل کریں تسخیر

خرام ناز میں ہیں ہر ایک نازنیں ہر سو — نئی طرح سے سجا پہنے ہوئے لباسِ حریر
طلسم صانعِ خالق کو دیکھ حیراں ہوں — کہ ہر طرف نظر آتی ہے ایک نئی تصویر

ہوئی ہے بزم یہہ عشرت سے غیرتِ فردوس — کہ جسکی محوِ تماشا ہیں سب غنی و فقیر
سماں یہہ دیکھ کے حیرت زدہ میں ہوکر — خموش رہگیا مانندِ بلبلِ تصویر

کہ ناگہاں یہہ کہا پیر عقل نے آکر — تو کیوں خموش ہے ناداں کچھ آگے کر تقریر
زبانِ مدح و ثنا کھول وصفمیں اُسکے — کہ جسکے ہیں گے ثناخواں سبھی امیر و فقیر

وہ یعنے کون ہے شاہِ نجف امامِ امم — کہ ایک آن میں کی جسنے شش جہت تسخیر
مہِ سپہرِ جلالت علی ولی اللہ — خدیوِ ملکِ ولایت امیرِ کل امیر ۳

وہ ذات اُسکی ہے عالی جسے پیمبر نے — وصی کیا ہے بامرِ خدا بروزِ غدیر
بیاں میں کیا کروں ذات و صفات کا اُسکی — کہ جسکی شان میں نازل ہے آیۂ تطہیر

یہہ فیضِ جود کہ محروم اُسکے در سے کبھی — پھرا نہیں کوئی مسکین سائل یتیم و اسیر
خلافِ راے مبارک کے ایک حرف رقم — کرے نہ کاتبِ اعمال و منشیٔ تقدیر

پڑھوں وہ مطلعِ عالی حضورِ انور میں — کہ مہر و بدر ہو جسکے مثلِ ذرہ حقیر

۳ من کنت مولاه فعلی مولاه
[illegible]

تیرے ہی واسطے اے فخر پادشاہ و وزیر — رکھا فرشتوں نے لاکر فراز عرش سریر

یہہ مرتبہ ہے کہ بعد از محمد عربی — نہیں ہوا ہے نہووےیگا کوئی تیرا نظیر

جو اُسنے معجزہ شق القمر کا دکھلایا — تو وقت عصر کیا تو نے شمس کو تسخیر

حریم میں تیرے حور و پری کریں جاروب — بچھے ہیں بال ملایک بجائے فرش حریر

تیرے حریم کے در کے ہیں خاک بوس ملک — کریں ہیں طوف حرم قدسیاں بصد توقیر

جو رات کعبے کو دیکھے ہے خواب میں اپنے — سحر و طوف حرم کی تیرے کرے تعبیر

صفات و ذات کا تیری کوئی عدیل و مثال — نہ تیری شکل و شمائل کا کوئی شبیہ نظیر

توہی ہے ماہ عرب فخر یوسف کنعان — توہی ہے اوج سپہر شرف کا مہر منیر

دلاوری و جوانمردی و شجاعت میں — نہ دیکھا چشم نے گیتی کے کوئی تجھا دلیر

وہ ذو الفقار دو دم جب نیام سے نکلے — تو آب آب ہو ہیں بلیں ہو وے زہرۂ شیر

توہی ہے خواجۂ بذل و کرم بجود و سخا — توہی ہے صاحب تیغ و علم بصد توقیر

کسیکو اسپ و یراق و جواہر و زر و سیم — کسیکو دولت کونین دے ہے بے تاخیر

یہہ عدل و داد سے دی تو نے دہر کو رونق — کہ ہے شگفتہ و خوشنود جان ہر دلگیر

تیرا جو عدل مددگار ہر ضعیف کا ہے — تو ہے اگی پیل دماں پر نگاہ مور دلیر

نہ وصف انکا تیرے تعداد لا سکیں شمار — جو دو جہانکے بہم ہوں محاسبان دبیر

مری یہہ عرض ہی تیری جناب اقدس میں — ز راہِ لطف و کرم سن لے ای امیر کبیر

یہی ہی دل کی تمنا زِ خاکِ کوئی نجف — کروں میں خانۂ عقبی کبھی جا کے وہاں تعمیر

یہی ہوس کہ مروں تیرے آستانے پر — غبارِ در ہو کفن میں میرے بجائے عبیر

نظر آتا نہ کبھی دیکھوں مہر و ماہ کو میں — یہاں تلک ہیں دل و دیدہ میرے عکس پذیر

بیاں نہیں کیا کروں اپنے قفس کا احوال — کہ ریش ریش ہی سینہ میں صغیر و کبیر

فقط نہ انسے غم و غصہ رنج لاحق ہی — ہوں مبتلائے بلا یا بچنگِ فتنہ اسیر

نہ رہنے کا ہی ٹھکانا نہ جانے کا کہیں ٹھور — حدیثِ بے کسی اپنے کی کیا کروں تعبیر

نہ ہمدم و نہ برادر نہ مشفق و نہ رفیق — نہ غمگسار و نہ یاور نہ محرم و نہ ظہیر

یہہ ناتوان و ضعیف و نحیف و زار و نزار — غریب و مضطرب و عاجز و فقیر و حقیر

ہوا ہی قیدِ غم یہہ کہ اب رہائی کی — کسی طرح سے نہیں سوجھتی ہی کچھ تدبیر

نہیں ہی مجکو کسی نک یہاں خلیل عزیز — ہوئی ہی آب و خورش کی یہہ پا میں زنجیر

شتاب عقدہ کشائی کر اسکی عقدہ کشا — ولا کے کام میں بہر خدا نہ کر تا خیر

کہاں یہہ نطق و فصاحت کہ تجہ جناب کا یہہ — بیاں کرے کچہ اب اوصاف یا کرے تحریر

موافقیں کو تیرے ہو نصیب جنتِ عدن — منافقیں کو تیرے ہو سدا عذابِ سعیر

باغ جہاں نہیں ایک یہ ہی کثرت بہار — ہی شاخ گل سے نشو و نما گل بجائے خار
بخشے ہے ابر سبز بن سبزہ سرو کو — غنچے کو زرد رو ہے کہ در کار ہیں عیار
مہندی لگائے سبزہ نو پائے سرو میں — دست صبا رز زلف میں سنبل کے شانہ دار
پروانہ باغبان سے کہتا ہے دمبدم — کردے ضیا سے لالہ کے روشن چراغ یار
فیض ہوا سے شعلۂ آتش فقط نہ سبز — ہر کوہ ہے برنگ نے مرد کے سبزہ زار
نشو و نما ہے فیض ترشح سے یہاں تلک — کر دیوے سبز نار جہنم کو ایکبار
لیکن سخن سے کیا مرے نسبت ہی ہمصفیر — ہے چند روز میں تو خزاں اسکی سب بہار
اور خاص و عام کے ہو زبان زد یہاں تلک — اشعار کو پڑھیں مرے ہر بلبل و ہر ہزار
پھر جا بجا رسے کا مجلس عشاق میں سدا — خوانان مرے سخن کا ہر ایک ہوگا بار بار
باور تو اسکو کیجیو اے یار حشر تک — میرا سخن رہیگا زمانے کا یادگار
مخصر طبیعت اپنی یہاں ہو سخن طراز — سو عکس صد نمایان ہو اسکو بہ انکسار
رنگینی کلام کا میں کیا بیان کروں — حاسد کا جگر رشک سے دل ہیگا داغدار
میرے سخن کے روبرو ہرگز نہ سبز ہو — طوطی چمن میں جا کے کرے چہچہے ہزار
میرے کلام جوہر ذاتی کو حسن عدو — دل میں سیتے ہی تیغ سخن یہ ابدار
مضمون نو جو پھرتے ہیں دنبال نطق کے — ہے محض میرے حال پہ نا امید کردگار

ربم واہی

رتبہ مرا ہے نامور و نیں یہہ ہند کے — شہرہ ہے اصفہان سے تا بزنگبار

اتنی بھی خود ستائی نہیں خوب خلق میں — ایسے سے ننگ و عار رکھیں اہل روزگار

بہتر ہے اسسے یہہ کہ کر آگے تو اسکی مدح — لاریب جن انس کا ہو جکا شہریار

زیبا ہے اسکے تن پہ سراسر لباس سبز — جسنے کیا ہے زہر کو اپنے خوشگوار

پیتا کبھی نہ زہر نہ ہوتی اسے اگر — مد نظر رضائے خداوند کردگار

گر مصلحت شعار نہوتا دل اسکا تو — کو زیکو مہر و مہ کے پتنگ و تیا ایکبار

دیتا الٹ وہ هفت طبق بلکی پلکمیں گر — اسکے نہ ہووے حلم کا ہوتا زہیچ بار

قبیسے کا اسکی قدر کے ایسا ہے اوج سقف — روزن کا جسکے مہر ہے مکڑی پہ پود و تار

پہر مہر تعجب ہے جاہ کا اسکے جسکو دیکھ — کرتا ہے عرش اوج کو اپنے سدا نثار

دلبند مرتضی ہے جگر گوشہ رسول — ابر کرم محیط سخا معدن وقار

یعنے حسن امام زمن پیشوائے دیں — مختار بارگاہ خداوند کردگار

بخت لے نیو الدھر کو گر ہو نہ اسکا خلق — سر خاک سے اٹھا نہ سکے خلق زینہار

اس آستان پہ آگے ملایک کے خیل خیل — ہوتے ہیں خاک بوس بصد عجز و انکسار

زایر کے اسکے پاؤں کی لاکے خاک کو — سرمہ کریں ہیں حور و پری بہر افتخار

پہنچے سے مہر کے بھی فلک سے وہیں نکالا — زوار کے جو پاؤں میں چبہے کوئی خار

اِک زعفرانکا مزعفر یہہ مطبخ میں اُسکا ہی
کشمیر کا مزعفر نہ کافی ہوئے زینہار

ہوتا ہی صرف وُو یہہ اُسیجا پہ سیر و پیاز
چھالکوں نکے بوجھ سے لدتی ہی اونتونکی قطار

فیضِ طعام اُسکا یہاں تک ہی خلق پر
لے وحش و طیر جن و بشر سب ہیں فیض خوار

کب ملح غائبانہ سے دلکی تسلی ہو
جب تک پڑوں حضور میں مطلع نہ ایکبار

لاریب ذات حق کا تو ہی ہیگا راز دار
مخفی جو خلق پر ہی وہ تجہ پر آشکار

یوں مملکت میں آیہ فرمان تیرا کہ نص
جس رنگ سے ہی شرع میں برہانِ استوار

وارد ہو جا کے دیر میں تو تجکو دیکھ کر
لے برہمن سے بت پڑیں کلمہ ہزار بار

روزِ گذشتہ کو جو تو پھر پھیرے کیا عجب
اُس سے زیادہ مرتبہ تیرا ہی شہریار

ہاے سے تیرے بسکہ فلک زیر دست ہی
کرتا و گرنہ تجکو اُسکو وہ نثار

پاوے جلد نہ آئینہ مہر جب تلک
مُنہہ سے ملے نہ اپنے ترے درکا وہ غبار

رُخصت نہ پائے سے تیری یہو اگر فلک
ہووے نہ صبح و شام خلایق پہ آشکار

فرمان میں تیرے ہفت کو اکب ہیں روز و شب
عنصر ہیں چاروں حکم میں ہر دیو و ہر بہار

نطفہ نہ ٹھہرے رحم میں بے اذن کے تیرے
پاوے ورم رواج نہ بے حکم زینہار

جانے تنگر گ برسیں کہہ کچہہ عجب نہیں
کردے جو حکم ابر کو اپنا کہ ہاں بیار

گر ہو معاونت تیری مور ضعیف تو
دم میں نکالے اژدرِ خونخوار کا دمار

شہرہ ہے

شہرہ یہہ عدل کا ہے شہا تیرے عہد میں — فتنہ بھی سو رہا ہے بس اب پاؤں کو پسار
ہم آشنا ہیں عدل سے شاہین تدروں ہیں — باز و کلنگ بھی آ رہے ہیں باندھ کر قطار
یہاں تک ہی تیری داد و دہش خلق پر کہ اب — عدل و سخا میں حاتم و کسرا ہیں بندہ وار
محتاج جو کہ رخت گزی کا جنم سے ہو — بخشے اُسے تو خلعت سنگیں ہزار بار
مانگے ذرا اُشنک بھی تجھ سے اگر کوئی — دیوے اُسے تو ملک ختا و ختن تتار
ہرگز کہیں جسے نہ ملا جائے بود و باش — بخشے اُسے تو قصر جواہر کے بے شمار
رستم لے کے زال و نریمان و سام تک — ہو ویں نہ تیرے روبرو وے روز کارزار
ایسا ہی رعب تیری شجاعت کا دہر میں — لرزے ہے خوف سے نہ فقط خلق ذرہ وار
دیکھے ہے تیری تیغ کو جس دم کہ چرخ پر — بے اختیار کانپے ہے مریخ بار بار
سرعت کو تیرے گھوڑے کی آگے میں کیا لکھوں — وہم و خیال جس کے نہ ہمسر ہوں زینہار
ہے اچپلاہٹ اتنی ہی اسمیں کہ ایک پل — مانند برق کے نہ کسی جا پہ ہے قرار
راکب جو شرق سے کبھی عازم ہو غرب کا — ہو وے پھر ایک آن میں اسکا وہیں گذار
عالم یہہ اسکا ہیگا جلوے کا جسکو دیکھ — حور و پری بھی ہوتے ہیں سو جان سے نثار
جو کچھ کیا ہے نظم ولا نے یہہ مدح میں — خدام کے تیرے نہیں لائق زینہار
لیکن یہہ عرض ہے تیری خدمت میں یا امام — اسکو قبول کیجیو تو بہر کردگار

مدفن ہو اسکا خاک در آستاں تیرا
نو روز رستخیز کے بعد بھی ہو رستگار

احباب ہوں سدا تیرے مسرور و شادکام
اعدا ہوں جو تیرے رہیں نت وے ذلیل و خوار

کیا جو صبح نے یکسر تیرہ جہاں میں ظہور / تو رنگ تیرہ ہو گئی شب ہوئی ز عالم نور

سپیدہ دم نے اوٹھایا کر نقاب تاریکی / شتاب چہرۂ شب سے کی آئینہ دور

وہ نور صبح ہوا جب فروغ بخش جہاں / تو بلبلیں ہو گئی معدوم بہر شب دیجور

نمود جب ہوا خاقان صبح عالم میں / تو ناپدید ہوئے جملہ اختران سحور

میں دیکھ روشنی صبح باوضو ہو کر / ہزار دل سے لگا کرنے شکر رب غفور

دو ہیں یہ شاہد بزم ازل سے آئی ندا / کہ ای ستودہ رطب اللسان فہم و شعور

غلام بندہ فیاض عشق رہ تو سدا / دو ہی کریگا عطا جو کہ ہو تجھے منظور

یہ سکے مژدہ جاں بخش سنتے ہاتف سے / قلم کو ہاتھ میں لیکر وو ہیں کیا مسطور

ثنا کر اوسکی تو ایدل کہ کل موجودات / ازل سے جسکی ثنا کے لئے ہوا مامور

وہ کون یعنے امام زماں شہ کونین / ادب سے ناطقہ کرتا ہے جسکا نت مذکور

امام مہدی یعنے ہادی شفیع ہر دو جہاں / کہ ہے وہ چشم خلایق سے اب یہاں مستور

ظہور اوسکا ہو یارب کہ نور سے جسکے / تمام کفر کی ظلمت ہوا ایک پل میں دور

گر آوے حفظ او حمایت میں اوسکی اک برکاہ / کرے وہ کار عصائے کلیم اوسکے حضور

عدو گدازی پہ آوے مزاج گر اوسکا / تو مثل سیم گلیں عظم پیکر مقہور

دلا دو مطلع تازہ حضور میں کر عرض / کہ جسکے سامنے بے نور ہووے مطلع نور

مطلع ثانی

وہ ہو نصیب مرے خاکِ آستانِ حضور — کہ ذرّہ ذرّہ ہے جسکا ہر ایک چشمۂ نور

بیاں ہو مرتبہ کیا تیرے آستانے کا — کہ جسکی گرد بھی ہے توتیائے دیدۂ حور

ہیں عتبہ بوس ترے در کے بسکہ شام و سحر — زمیں سے تا بفلک جنّ و انس و وحش و طیور

ہے فرشِ بالِ ملک سے حریم میں تیرے — طواف سے ہے دلِ قدسیاں سدا مسرور

لگے کب اُسکی صفائی کو آئینہ خانہ — نہ دیکھا روحِ سکندر نے خواب میں وہ نور

تجلّیات کا اُسکی بیاں کروں میں کیا — ہر ایک نقشِ جبینِ ملک ہے جلوۂ طور

وہ کچھ معائنہ ہو تیری رہنمائی سے — جو کچھ کہ دیدۂ عالم سے ہے یہاں مستور

تری وہ ذات ہے شاہا کہ معجزہ تجسے — جو ہو قیاس سے باہر وہ آئے پھر بظہور

جو ہووے رائے تری توڑ بیضۂ فولاد — نہیں عجب کہ نکل آئے بچۂ عصفور

کبھی جو ذرّہ بکیے ذرّے کو دیوے تو پر و بال — تو پہنچے مہر سے تیرے وہ ہمسرِ عالم نور

کرے جو سرکشی فرماں سے تیرے چرخ زرہ — ہلال طوق گلے کا ہو اُسکے تا بہ نشور

معاونت جو ہو ضعیف کی تو آئے — تو فیلِ مست کا بلبل وہ پلکے توڑے غرور

جو تیرا عدل کرے تنگ حمایتِ مظلوم — کُلاہِ باز اُچک لیوے بچۂ عصفور

پڑھا شکمِ مادر میں تو نے سورۂ قدر — درود بھیجے ہے تجھپر تمام عالمِ نور

ہے تیری ذاتِ کریم وہ مصحفِ ناطق — کہ جسپہ معنئِ انجیل حل ہے تا بزبور

ہے تیری ذات

ہی تیری ذات پہ موقوف رونق اسلام — خدا کرے کہ جہاں میں ہو جلد تیرا ظہور
تیری وہ تیغ کہ اکدم میں لیوے اعدم — جو ہو وے سامنے دجال کافر مقہور
وگر لگاوے تو گوئے زمیں پہ اسکا وار — تو کاٹے پشت سمک تک کرے نہ اسمیں قصور
جو ضرب گرز تیرے ہو خیال اعدا میں — تو استخوان ہوں بدن میں تمام انہونکے چور
ہو عزم سے تیرے ملک عدو کا یہہ احوال — کہ دربدر رہو ہر ایک زندہ مردہ گور بگور
ہو سہم تیر نگہ سے تیرے بروز نبرد — عدو کی چشم زرہ سے رواں لہو بو فور
تیرا وہ ادہم شبرنگ ہی فلک سیار — کہ برق گرد ہی جولان گری میں جسکے حضور
براق اصل ہی وہ مرکب غضنفر فر — کروں میں اسکی تک و دو کا آگے کیا مذکور
پہر آوے مشرق سے تا غرب اپنے عرصے میں — کہ آئینے سے بھی اسکا نہ عکس ہووے دور
نہ ہمسری ہی صبا کو کچھ اسکی سرعت میں — نہ پہنچے اسکے جلد وے کو بھی شمال دبور
یہ جو پہنچکے تو صف اعدا پہ اسکو روز مصاف — تو ہوں صفونکی صفونکے تمام اعضا چور
کنوتیونکی لطافت میں ہی زبان قاصر — ہزار رنگ سے سوسن کیا کرے مذکور
کرے ہی خامہ یہہ توصیف یال و چتر کی — کہ وہی غیرت سنبل یہہ رشک طرۂ حور
شرار نعل کہوں یہہ جو سب ستارے ہیں — برار ہلال زہیں ہی جا نقش سم مستور
جو ہوں عدو تیرے لعنت دوام ہی انپر — ملے مجہکو جنت میں تا تیرے حور و قصور

تیری جناب مقدس میں یا امام زمان | قبول اسکی دعا ہو بحق رب غفور
کرے یہہ خدمت سادات و مومنین بدل | کرم سے اپنے ولا کو دے اسقدر مقدور
سوائے اسکے یہی بس ہے باہر آمرزش | کہ تیرے زیر لوا ہووے حشر کو محشور
ہر ایک موئے بدن ہو جائے خامہ اگر | تو وصفو نکا تیرے شمہ نہو سکے مسطور
تیری ثنا کے بیاں میں زبان قاصر ہے | نہ حق مدح ادا کر سکے تو ہے معذور
زبان اسکی بہی الکن بیان ہی ابتر | کہ شہہ یہہ ہیچ مدانی سے اپنی ہی مجبور
کرم سے بخش فصاحت سخن کو وہ میرے | کہ جسکے سنتے ہی ہو جاوے معین کو سرور
تیری جناب کے ادنا ترین غلامو نکا | ۳ یہہ مرتبہ ہے کہ جسکا نہو سکے مذکور
خدا پرست و جوان صالح و جہان پرور | خلیق و حاتم و عادل وہ جگت میں ہے مشہور
۴ زبسکہ خلق ہوا ہے بہر صفت موصوف | باالاتفاق کہے ہے یہی اسے جمہور
کہ ہے حسین علیخان بہادر دوران | خزینہ کرم و فیض و جود کا گنجور
بیان میں کیا کروں اب اسکی جاہ و رفعت کا | کہ جسکے رتبے کو پہنچے نہ قیصر و فغفور
سخاوت اسکی تو حد بیان سے افزوں ہے | ہر اک گدا کو وہ بخشے ہے لعل و در بو فور
نہووے کیسہ زر بادلوں سے کچھ بھی کم | ہزار بخشے کسیکو وہ لولوئے منثور
زبسکہ محسن اہل جہان جہاں میں ہے | زبان خلق کی کیونکر نہووے پہر مشکور

زبانکا تیری اوصافانکا ہووے گا محصور
نہ ہوا اوسکی سی کسی کی نہ ہوگی

رہا کیسے ہمت

رکھے ہے ہمتِ عالی وہ ایسی عالی شان
کہ فیضِ عام سے اُسکے جہان ہے معمور

اب آگے مطلعِ غرّا کر التماس ادیب
کہ جسکو سُنکے تجھے آفریں کہیے جمہور

ہمم کا تیرے کوئی کر سکے ہے کیا مذکور
کہ دے ہے حجم کا تو اکدم میں ہو کو مقدور

جنم سے جسکے ہو بر میں لباسِ عریانی
اُسے دے ہے خلعتِ دیبا و قاقم و سیمور

سوائے اسکے عطا ہووے خلعتِ ملبوس
مکلّل اور مذہّب بکا بتی سمور

عرق فشاں ہو ترا جبہ کرم جس دم
تو برسیں قطرہ بجائے نُطفہ دُرِّ پر نور

نہ پرورش ہے فقط کچھ صحیح و سالم کی
غنی ہے مال سے بھر کور و لنگ و ہر رنجور

ہر اک مکاں ہے منقّش برنگِ بوقلموں
ہر ایک جا پہ ہے مفروش اطلس و سیفور

تو وہ کہ دہ جبیں ہے کہ تیری محفل میں
مئے نشاط سے معمور رہیگا جامِ بلور

ہر ایک عیش و طرب میں ہے اسقدر مصروف
گویا کہ شیشۂ دل ہے پُر از شرابِ طہور

ز بس خوشی ہے کا عالم میں ہر طرف سیلاں
ہر ایک روح کو راحت ہے ہر ایک دل کو سرور

تو وہ ہے انجمن آرائے عالمِ ناسوت
کہ تجھ پہ دل سے فدا ہو ویں قدسیاں اور حور

کرے بقاعدہ یوں تو قراءتِ قرآں
کہ جوں فصاحتِ داؤد در ادائے زبور

تری جنابِ معلّیٰ وہ عدل گستر ہے
کہ تیرے عصر میں ہرگز کرے نہ فتنہ فتور

فقط نہ عدل سے ہم بینہ ہے غزال و پلنگ
رہے ہے باز بھی اک آشیانہ میں اور عصفور

یہ بہار احتساب کہ اسقاط ہو حمل ملہیں — جو ہووے دختر رز سے بھی بارور انگور
اب آگے حالت خمار کیا کہوں تجھ سے — جو قطع ہاتھ ہیں اسکے تو سر ہے اس سے دور

کمند موجۂ سیلاب عہد میں تیرے — پہنچ سکے نہ کبھی بر فراز خانۂ مور
لگا کے مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال — ہے دھاک تیغ کی تیری جہاں میں مشہور
نہیب ترکش شمشیر سے تیری ہر سو — ہے خیل خیل عدو سے گریز پا جمہور
کبھی لگاوے اگر کوہ آہنی پہ اُسے — کرے نہ گاوے زمیں تک کسی طرح وہ قصور
تیر افگند تنگ لگاے کمان سے گر پر و بال — تو سینہ پر وہیں تنو تکا ہو خانۂ زنبور
اب آگے وصف لکھوں کیا میں تیرے گلگوں کا — پری وش اسکو کہوں یا کہ ہے وہ جلوہ حور
نہ سطح آب کو چلنے لگے اسکے ہووے خلل — سبکروی میں کرے بحر سے اگر وہ عبور
وہ شہسوار تو ہنگا کر اپنی چوگان میں — جو گوے ماہ کو کھینچے تو کچھ نہیں ہے دور
وہ سربلند ترا فیل عرش رفعت ہے — کہ جسے چرخ بھی ہے ہمسری میں اب مجبور
صفائے لو نہیں اسکے نہ جلوہ گر دندان — دو شعلے نور کے یہہ مشتعل ہیں بر سر طور
رہے ہے سونڈھ یوں دانتو میں اسکے لیل و نہار — کہ جوں انامل کاتب میں خامہ ہے مشہور
نہیں ہے مستک زنگیں پہ اسکے یار و کچک — کیا ہے شام و شفق میں ہلال نے یہ ظہور
یوں جلوہ گر ہے عماری زرنگار اسکی — کہ کوہ طور پہ گویا ہے اک قبۂ نور

فردون

فروغ بخش ہو یوں اُسکی تو عمار ہمیں　کہ جیسے برج حمل ہیں کرے ہے مہر ظہور
بزرگ و خورد و برادر رفیق و یار و عزیز　جو ہو ملا دیں دوست تیرے دو سلا رہیں مسرور
ابد تلک رہیں خونیں جگر تیرے اعدا　تنوں پہ انگلے ہر ایک مو ہوے نشتر زنبور
دعا ولا کرے اور سنکے سب کہیں آمین　خدا نصیب کرے وہ جو ہو تجھے منظور
اگر جناب مہندس کرے زروئے جمل　نہ عمر کے تیرے محسوب ہوں سنین و شہور
ہو عمر و جاہ تیری ہمسفر بن مہدی کے　بحق آل محمد بحق رب غفور

یہ ہو در و لعل ہے در سخن کر رقم　اُسکے بجا ہیں سدا منتری اہل کرم
ہے یہ سخن گو شرف دیدہ بیناسے دیکھ　کہتے ہیں کن کے ہوا لوح سے لے تا قلم
عین کرامت ہے وہ ہے جو حدیث رسول　اُسپہ کلام خدا ہے کا دلیل اتم
ہے یہہ مراد سخن یعنے کہ ہو حمد و نعت　بعد خدا کے کروں نام محمد رقم
کیا کروں آگے بیاں اُسکا ہے خلق عظیم　دیکھ لے قرآن میں سورۂ نون والقلم
بعد نبی کے علی حسن لے تو مہدی تلک　آیۂ رحمت ہیں وہ منبع فضل و کرم
مالک ہے دو جہاں فخر زمن و زمان　عالم علم نبی وارث تیغ و دم
ذات و صفات اپنی میں بہتر ہے سبھی　بخشے ہیں کونیں کو ایسے ہیں واللہ نعم

گر ہوں شجر سب قلم اور ہوویں دریا مداد   وصف اونہوں کا ملک کر نہ سکیں کچھ رقم

اونکا تو کیا ذکر ہے انکے محبوں سے اب   وہ جو ہے عالی گہر صاحب طبل و علم

مدح کروں اسکی اب جسکے وضیع و شریف   تابع فرمان ہیں لے کے عرب تا عجم

حامی شرع نبی قوت بازوے دیں   منبع جود و سخا معدن لطف و کرم

صاحب عالم لقب یعنی سلیمان شکوہ   وارث تخت و کلہ مالک سیف و قلم

نصرت و فتح و ظفر شوکت و اقبال و فر   دامن دولت کے گرد اسکے یہ سب ہیں خدم

شوکت و حشمت کا کیا اسکی کروں میں بیاں   مور و ملخ سے فزوں اسکا ہے خیل و حشم

خلعت و تیغ و سپر سیم و زر و لعل و در   بخشے ہے مال و منال اب ہی و الا ہمم

تو بھی حضوری میں جا مدح پڑھ اسکی ولا   تا کہ ترا دور ہووے دلکا یہ سب رنج و الم

آگے اب اوصاف کیا تیری کروں میں رقم   ہے ورق چرخ بھی تیری ثنا میں کم

اے شرف انس و جاں سب کا تو ہے افتخار   ذرے کو نسبت ہے کیا تجھ سے اے مہر کرم

کیوں کہ نہ شام و سحر خلق ترے دیکھیے ہاتھ   مثل مہ و مہر تو بخشے ہے دام و درم

جھک کے ادب سے تجھے دور سے مجرا کریں   ہیں گے زمانے کے اب جتنے یہ والا حشم

ہے جو ترا خانداں اسکا کروں کیا بیاں   جسکے سدا باج دہ ہوویں فریدون و جم

اے شہ مسند نشاں ہے وہ ترا آستاں   جسکے زمیں بوس سے خلق ہوئی محترم

خلق نے نام و نشان پیدا یہاں سے کیا — پائی سدا پرورش سب نے نیاز و نعم

اسمیں نہیں جو تجھے کچھ بھی یہ سب واقعی — حرفِ خوش آمد نہیں کہتا ہوں اسپر قسم

تیرے کرم سے ہوا دفترِ حاتم بھی طے — ذاتِ ہمایوں تیری الٰہی والا ہمم

ہاں گئے تیرے گرد و پیش ایسے دلاور جوان — تیغ سے دم میں کریں جو سرِ رستم قلم

درہم و برہم وہ ہیں فوجِ عدو ہو تمام — عازمِ میدان ہو جس گھڑی تو بلا جرم

گر تیری شمشیر کے دیکھیں شرر چرخ پر — کانپ کے مریخ بھی لے وہیں راہِ عدم

بہمن و برزو سدا رستم و افراسیاب — سام نریمان سبھی بندہ ہیں تیرے بیدرم

مجھکو دہر سے ڈر اسے ہرگز نہیں — تجھ عدالت نشان جسکا ہوا اب حکم

ہووے جہاں خسروِ عدل کا تیرے بیاں — عدل کا ہرگز وہاں مار نے کھینچا بھی دم

واہ مبارک تیری حامیٔ ضعفا ہو گر — بھاگ گئے ہے بے اختیار پشہ سے پیلِ دژم

امن و اماں یہاں تلک عہد میں تیرے ہے اب — گرگ شبانی کرے دشت میں گر ہو غنم

مور نہ پامال ہو پیل وہاں سے کبھی — شیر سے آہو کرے بیشہ میں ہرگز نہ رم

رہتے ہیں یکجا بہم باز و کبوتر سدا — ہدہد و شاہیں بھی ہوتے ہیں پرّاں بہم

دھاک تیرے قہر کی ہیگی یہ آفاق میں — فتنہ سدا مبتلا ہیگا بخوابِ عدم

کہتے ہیں سب وزیر اسے وہ جو ہی گردوں خرام — اسکے تگ و تاز کا کیا کروں آگے رقم

شفیع عصیاں ... [illegible]

جسے کبھی ہمسری کر نہ سکے باد و برق — اشہب رنگین تیرا ہے وہ ہمایوں قدم
جسکی ہر اک میخ و نعل دیکھ خلایق کہی — کیا ہوئے ہیں جلوہ گر آب گہر پروین بہم
ہے وہ دلاور تیرا فیل دمان عرش وش — دیکھ کے جسکے تئیں رم کرے شیر دژم
سونڈ ہیں زنجیر دین اسکے اگر روز رزم — فوج عدو کو وہیں بھیجے براہ عدم
چہرۂ شب رنگ پر دانت یوں ہیں جلوہ گر — نکلے ہیں دو طور سے نور کے شعلے بہم
دیکھ عماری میں یوں خلق کہی ہے تجھے — برج حمل میں عیاں آج ہے مہر کرم
ذات مقدس تیری وہ ہے شہا بے نظیر — جسکے مقابل کوئی پہنچے نہ ہرگز بہم
تو ہے وہ بحر عطا گوہر کان سخا — آگے ہمم کے تیری آب کا قطرہ ہے یم
اسکا نہیں کچھ عجب گر اسے ہو مرحمت — از رہ لطف و عطا ذرۂ خوان کرم
بلکہ سخا سے تیری کچھ نہیں ہرگز بعید — گر صلۂ مدح میں بخشے عراق و عجم
ہے یہ تیرا خانہ زاد اے میرے بندہ نواز — تیرے کرم کے سوا چاہے نہ دام و درم
کرتا ہے یہ اختتام آگے دعا پر کلام — تیرے ولا کا یہی ورد ہے اب دمبدم
دونو جہاں میں تیرا جو کہ ہے ما فی الضمیر — حق سے یہ امید ہے پہنچے وہ تجکو بہم
ہوویں بناز و نعم تیرے احبا مدام — حاسد حشمت تیرے رہویں ہمیشہ بغم

بنائی

چلے ہے باد صبا اور اُٹھا ہے ابر بہار — چمن میں چہچہے کرتے ہیں طایرِ گلزار
پلا نہ ساقیِ گلفام وہ مئے گلرنگ — کہ جسکے پینے سے ہو مرغ طبع خوش گفتار
بری رنگون سے یہہ عالم ہے آج گلشن کا — کہ ہر طرف نظر آتی ہے ایک نئی گلزار
ہر ایک گلبدن اب کے ہے رشکِ صد طاؤس — صدا ہر ایک کی اُٹھی کہ جیسے صوتِ ہزار
نوائے چنگ کہیں ہے تو ہے کہیں مزرنگ — کہیں بجے ہے طنبورا کہیں بجے ہے ستار
کہیں رقص و غزل خوانی اور کہیں ہے شب — سئے خیال میں اپنے ہر ایک ہے سرشار
بساطِ جشن و طرب ایسی ہے نشاط انگیز — کہ پائے شیشہ بھی ہوتا ہے مایلِ رفتار
سماں یہہ میں نے جو دیکھا تو وہیں بلبلِ طبع — برنگ طوطیِ ہند آئی بر سرِ گفتار
خیال دل میں یہہ گذرا کہ اُسکی مدح و ثنا — رقم کروں کہ رفع ہووے جیکا غبار
جو رہنمائی سے پیرِ خرد کی اُس ساعت — گیا بوادیِ مدح و ثنائے شاہ گذار
شگفتہ بخت و شہزادہ بلند اختر — کہ جسکا زیر نگیں ہے جہاں سلیماں وار
یہہ وہ جنابِ معلی انور گستر ہے — کہ جسکی مدح میں ہیں جن و انس لیل و نہار
شکوہ و حشمت و جاہ اُسکا کیا کروں میں بیاں — کہ ساقی ہووے جہاں جم سکندر آئینہ دار
بلند مرتبہ اب وہ نیک اختر ہے — کہ آسمانِ بلند اُسکی راہ کا ہے غبار
مزاج اُسکا گر آوے عدو گدازی پر — تو مثلِ سیم گلین عظم پیکرِ اشرار

ہے خاندانِ کیانی کا یہ وہ چشم و چراغ / کہ آفتابِ فلک جسکا ہیگا مشعل دار
ہمائے ہمت والا ئے شہ جو کھولے بال / رہے زمیں پہ نہ نام گدا کہیں زنہار
طلسمِ عیش فزا اُسکی بزم ہے ایسی / کہ جسکو دیکھ کے حیراں ہو چشمِ نرگس وار
پڑھوں وہ مطلعِ ثانی حضورِ اقدس میں / کہ جسکا لفظ معانی ہر ایک ہو تہ دار
جہاں کہ ابرِ کرم تیرا ہووے گوہر بار / بجائے دانہ زمیں سے اُگے دُرِ شہوار
کرے جو وزن تو میزانِ عدل میں اپنے / تو کوہ کاہ کا بے شک کہ ہو برابر بار
پھرے نہ عدل سے یکجا رہے ہی آہو و شیر / کرے ہے بز شبانی بھی گرگ لیل و نہار
اگر تو آوے حفاظت پہ ایک ادنا کی / تو پائے پیل سے پہنچے نہ مور کو آزار
پڑھوں وہ آگے ترے اب میں مطلعِ ثالث / کہ جس میں شانِ شجاعت کا تیری ہو اظہار
جو معرکہ میں مورِ ستم بھی تجھسے آکے دو چار / تو دیکھنے ہی تیری شکل کے کرے وہ فرار
لگاوے روزِ وغا توپ پہ اگر تو ہاتھ / کرے دو حصہ اُسے ضربِ تیغ مثلِ خیار
دگر وہ برقِ بلا کوہِ آہنی پہ گرے / جسد نہ اُسکا ہو محسوس جز بشکلِ غبار
لگاوے میلِ فلک پر تو اُسکی ہو یہ شکل / کہ دو الف کے ہوں جس طرح یازدہ بشمار
اگر تو گوشے زمیں پر لگاوے اک شمشیر / تو کاٹ ہفت طبق تا سمک کرے وہ گذار
کمانسے کوہ کے دامن پہ گر لگاوے تیر / کرے وہ تو رہی ایسا کہ ہو کے جاوے دو سار

تمام کن

تمام خاک کو روئے زمیں کی گر چھانے
بجز زنخ نہ کے آوے نظر نہ پھر سوفار

بجائے تو دھے جو دیوے قرار کوہ کو تو
تو مثل خانۂ زنبور ہو شبکہ دار

خیال و وہم کو کیا دخل اس جگہ پہنچے
جہاں کہ جاوے ہے تیرا توسن فلک سیار

بیاں میں کیا کروں اب جست و خیز کا اسکی
برنگ برق نہو ایک جا پہ جسکو قرار

زمیں پہ رشک مہ نو ہے نقش نعل اسکا
مجال کیا ہے کہ ماہ فلک ہو اس سے دو چار

وہ چشم اسکی ہی دیکھے ہے جسکے چشم غزال
طرح زنخ نہ کی رہ جائے وہ بھی حیران وار

کنوتیونکی لطافت میں کس زبان سے کہوں
عدیل ہو نہ سکے جسکی سوسن گلزار

نہ یال کہہ اسے ایدل وہ جعد مشکیں ہے
کہ لہلہاتی ہے گردن پہ اسکے سنبل وار

جو دیکھے خلق تجھے اسپہ یوں کہے یارب
رہے ہمیشہ سلامت یہ ہر جگہیں شہ سوار

پلکوں میں ہاتھی کی تیرے آب آگے گر رفعت
کہ جسکے رو برو اوج فلک ہی بے مقدار

صفائے لون میں اسکے پھر حسن دانتوں کا
کہ کوہ طور سے نکلا ہے شعلہ انوار

سوائے اسکے جو دیکھا تو پھر قتیل عدو
نہیں وہ دانت برابر علم ہیں دو قدوار

بیاں میں کیا کروں بابل ہی کیسے جلنے میں
بجھول اب کہ جسمیں لکال نہیں زنہار

کہے ہے خلق تجھے دیکھ اسکے ہودج میں
فلک پہ جیسے کہ ہے ماہ چاردہ بسیار

عجب نہیں ہے جو مداح کو تو دے دے بخشش
زہند تا بصفاہان ز چین تا بہ تتار

کہ حق نے دی ہے تجھے ابرِ کرم کو یہہ تاثیر — کہ خار زار ترشح سے جسکے ہے گلزار
تفضلات سے تیرے امید ہے شاہا — ملے خطاب قصیدے کو اب شگفتہ بہار
کرے ہے ختم دعائیہ پر دلا یہہ کلام — کہ سنکے آمین کہے جسپہ بزم کے حضار
رہے فلک پہ درخشندہ مہر و مہ جب تک — رہا نہ در پہ تیرے جبہ سا ہوں لیل و نہار
جو دوست ہوں تیرے دنیا میں شاد کام رہیں — بنائے ہستیِ اعدا ہمیشہ ہو مسمار

چمن کا جوش گل و لالہ سے ہے یہہ ساماں — کہ جسکو دیکھ غزلخواں ہے بلبلِ بستاں
ہر اک نہال ہے شاداب خرم و سرسبز — نئی روش سے ضیا بانیں آبجو ہے رواں
بنانِ دستِ دعا ہے ہر ایک برگِ شجر — تمام مرغِ گلستاں ہیں زمزمہ سنجاں
ہوائے ابرِ بہاری نے فیض سے اپنے — برنگ بوقلموں کر دیا ہے سب بستاں
بساطِ فرحت و عیش و طرب بچھی ہر سو — چمن چمن گل و بلبل ہے خرم و شاداں
کمال فرطِ خوشی سے جو دل شگفتہ ہے — بدن میں پھولی سماتی نہیں ہے جانِ جہاں
گذار کسکا ہوا ہمصفیر گلشن میں — کہ جسکے فیضِ قدم سے یہہ سبز ہے بستاں
یہہ سنکے پیرِ خرد نے دیا جواب مجھے — رہیگا فکرِ سخن میں تو کب تلک ناداں
یہہ وقت مدح کا اسکی ہے جسکے باعث سے — رہے تو گلشنِ ہستی میں مثلِ گل خنداں

حضور اقدس

حضور اقدس والا میں اسکی حاضر ہو | کہ ذرہ خوار ہے جسکی تمام خلق جہان
علو قدر سلیماں شکوہ آصف عہد | کہ جسکے زیر نگیں ہے یہہ خاتم دوران
وفور مور و ملخ سے زیادہ فوج اسکی | عروج جاہ یہہ اسکا کہ ہو سکے نہ بیان
لوای ہمت والا ہوا اسکا ہی برپا | گدا کا نام بھی سننا نہیں ہے گوش جہان
ہی فیض بخش وہ دہر سپہر بیستا پور نہ | رکھے ہی فخر یہہ جسکے اشرف سپہر بوستان
نثار اسکے ہیں فیض سے ممنون فقط ہی وحوش و طیور | ہی ذرہ خوار جہاں میں ہر ایک پیر و جوان
نہیں ہی سطح زمیں ہی میں نطع فلک | گدا اسکے خوان کرم پر ہر ایک ہی مہمان
لکھوں میں کونسا کی رنگ کی جسکا کیا تعریف | ہر ایک قصر ہی اسکا عجب بلند مکان
وہ دولت ہے عمارت مکاں ہر ایک عجیب | کہ دیکھہ کر نہ پھرے جسکے تئیں نگاہ جہان
ہر ایک پایہ کرسی کا اسکے یہہ رتبہ | کہ جسکو دیکھہ کیسے خلق ہے فلک پنہان
اور اسمیں برج مثمن جو ہی لب دریا | یہہ رشک گنبد خضرا دہ چشمہ حیوان
لذیذ و ہاضم و شیریں و صاف اور سبک | کہ جسکے پینے کا رکھے ہے خضر بھی ارمان
بھر اسے پانی کا کیا کہہ سکے کوئی اوصاف | اگرچہ رکھے وہ فوارہ سی ہزار زبان
کہا ہی حق نے من الماء کل شی حی | کہ جسکی شان میں صادق ہی آیہ قران
وہ آستان فلک قدر عرش رفعت ہی | ملایک اسکے نگہبان ہیں قدسیان دربان

وہ بارگاہِ معلیٰ غریب پرور ہی — ملے ہے رتبۂ بالِ ہما مگس کو جہاں
وہ بہر ہی منبعِ جود و سخا و بحرِ عطا — کہ جسکے فیضِ کرم سے ہی نت خجل نیساں
بنے اگر نظرِ کیمیا اثر اُسکی — تو دُو میں ہو زرِ خالص مسِ وجودِ جہاں
عرق کے قطرے اگر پونچھ کر کے پھینکے — رومال اپنے کو جسکے تو ہو گہر افشاں
کرے جو مہر کی اپنی نگہ بہار کی سمت — تو ہووے واں میں ہر اک سنگ گوہرِ رخشاں
کرے ہی کام وہاں فہم و مدرکہ اُسکا — کہ جس مکاں پہ نہ پہنچے فراستِ لقماں
لسانِ مدح و ثنا عقلِ کل کی ہو قاصر — بیانِ نطق و فصاحت کا اُسکی ہووے جہاں
وجیہ کیا کہوں اُسکے وہ مہرِ انور ہی — کہ جسکے رشک سے ہی داغ یہہ مہِ تاباں
وہ جلوہ گر ہوا آگر دوبارہ دہر کے بیچ — کہے ہی خلق جسے دیکھ یوسفِ کنعاں
اب ایک مطلعِ رنگیں رقم کروں ایسا — کہ چہچہے کریں سن جسکو طائرِ بستاں
تہدا گذر جو ہو گلزار میں اے سرورِ رواں — بجائے سبزہ زمرد کا فرش ہو یکساں
نگاہِ لطف سے تیرے وہ رنگ گلشن ہو — کہ جسکو دیکھ کے حیراں ہو نرگسِ فتاں
عجب نہیں ہی اگر دستِ فیض سے تیرے — چنار کی ہو ہر اک شاخ پنجۂ مرجاں
نہیبِ عدل کہوں کیا میں تیرے عہد کے بیچ — رہے ہی فتنہ سدا مبتلا بخوابِ گراں
معاونت ہو اگر اک ضعیف کی تجھسے — تو کیا عجب کہ ہو نخجیرِ پشہ پیلِ دماں

نہ عدل کی ہم سے

نہ عدل سے تیرے ہم بیش ہیں غزال پلنگ ‏ ‏ ‏ قطار باندھکے بازو کلنگ ہوں پرّاں

ہی بسکہ امن و اماں اس عصر میں تیرے ‏ ‏ ‏ کہ جاکے گرگ ہوئے ہیں گلہ بز کا شباں

تیرے ممالک محروسہ میں جو ہوا آباد ‏ ‏ ‏ سوائے سود نہ ہرگز کبھی ہوا اسکو زیاں

کہوں وہ وصف شجاعت میں مطلع ثالث ‏ ‏ ‏ کہ جسکے سننے ہووے عدو کا خوں رواں

تیرے دیں کوئی کیا تیرے ہووے ہم میداں ‏ ‏ ‏ شجاع وقت ہے تو مثل رستم دستاں

قطعہ

علم ہو جس گھڑی میدان میں تیغ تیز تری ‏ ‏ ‏ عدو کے فرق پہ مانند برق ہے رخشاں

اگر ذرہ بھی اترے سے ہاتھ کے اسکو ‏ ‏ ‏ لگا وے خود پہ اسکے تو ایکدم میں وہاں

وہ خود کا تکے دو ٹکرے کر کے کاٹ سر ‏ ‏ ‏ گلو کو چیر کے سینے تلک جو ہووے رواں

زرہ کو کاٹ کے بکتر کو چار آئینہ کو ‏ ‏ ‏ وو قاش زین سے سر رخش پر ہو پھر براں

دو حصہ کر کے سر رخش تا بہ پشت سمک ‏ ‏ ‏ تمام کرۂ ارضی کو کاٹتی ہے یکاں

تفنگ بازی ایسا کہ تیر سے تیرے ‏ ‏ ‏ پرند کو ہو ہوا میں گریز کا امکاں

خدنگ سے تیرے جاں بر نہ ہووے دیو تن ‏ ‏ ‏ لگے جو سینے پہ ہو پار پشت سے پیکاں

لکھوں میں وصف میں گلگوں کے مطلع چارم ‏ ‏ ‏ کہ کس قدر ہے وہ سرعت میں تند جلد رواں

کرے جو صفحۂ باد نسیم پر جولانی عرصے میں ‏ ‏ ‏ قدم کو اسکے دیکھتی ہے اسکی برق ہو حیراں

بہار آوے اگر سبک نا نزق اتنے عرصے میں ‏ ‏ ‏ کہ جسکے آگے نہ باہم جھپک سکیں مژگاں

پھر وہ سمند فلک سیر تیز رو ہی جیسے / خیال و وہم کا ہرگز کرے نہ کام گماں
خجل ہوا ابر سیہ دیکھ تیز اوس بادل / کہ عرش و فرش ہے سواری کا جیسے پیل دماں
بجا ہی گر اسے کہیے کہ ہی یہ چرخ مسیر / دو ہیں قطب نمودار اسکے ہیں فرداں
پھر مست وہ ہی کہ جسکے لگے ہی ریشے ہیں / دو طرفہ شیشہ بلوریں سے درمیاں دہاں
بہار رستک رنگیں کی اسکی ایسی تھا / کہ جیسے شام و شفق موسم بہارستاں
وہ پائیل اب ہی چلنے میں جیسے ابر سیاہ / نجھول اب کہ ہرگز نہیں ہی اسمیں نکاں
سوار دیکھ کے ہاتھی پہ تجکو کہتی ہی خلق / کہ کوہ طور پہ بیٹھا ہی موسی عمراں
جو ہو تو چڑھنے کو ہودج میں ناگکی پہ سوار / تو یک بیک کہیں آسمیں ملکے پیر جواں
وزیر ملک ہندی سلیماں جاہ / رہے ہی جسکی سواری میں نت یہ تخت رواں
کب اسکے رتبے کو پہنچے ہی تخت طاوسی / جواہر اسمیں لگے ہیں جو کچھ سو اسمیں کہاں
غرض کے دیکھے جو محراب چار طرف اسکی / یقیں ہوا اسکو کہ ہی قبلہ زمین و زماں
ہی بے مثال خداوند بسکہ ذات تیری / نہیں نظیر تیرا کوئی ہی پھر سب یہ عیاں
سوائے تیرے میں تشبیہ تجسے دوں کسکو / تو آپ دیکھ کے حیرت ہی آئینہ کو یہاں
ہم سے تیرے نہیں ہی بعید گر بخشے / تو مدح خواں کو اپنے ز ہند تا ایراں
بر استفد نہیں مداح کو تیرے درکار / تیرے ہی وصف سے شیریں ہی اسکا کام و دہاں

امیدوار

امید وار تفضّل سے ہے وے اتنا ۔۔۔ کہ اقتدار ہو اسکو بچشم ہم چشماں
و لا دعا یہ تو اب ختم کر قصیدہ کو ۔۔۔ کہ آمین آمین کہیں سنکے عرش کے سکّاں
الٰہی جب تئیں مشرق سے مہر کا ہو طلوع ۔۔۔ نمود جب تئیں مغرب سے ہو مہ تاباں
لگا کے مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال ۔۔۔ ترے ہی حکم کا محکوم ہو تمام جہاں
خدا کی حفظ میں تو اور تیری حمایت میں ۔۔۔ ہوں بے تہ بہا ہی پہنچے رفیق خورد و کلاں
عدو ہو جو کوئی دولت کا تیری تا بہ ابد ۔۔۔ بسان چرخ کی گردش میں ہو وہ سرگرداں

تنبیہ کو روہے لونکی جب تو ہوا سوار ۔۔۔ فتح و ظفر رکاب میں حاضر تھے بندہ وار
اقبال و فرّ و نصرت شوکت تھے گرد پیش ۔۔۔ تھے طرقو کناں حشم و جاہ و اقتدار
جس دبدبہ سے تھا متوجہ ہوا تیرا ۔۔۔ جیش ظفر اثر طرف ہیچ نابکار
کثرت اگر بیاں کروں اسکی حضور میں ۔۔۔ عہدہ سے بر نہ آسکے تعداد اور شمار
نہیں تو ہیں اسقدر تر لشکر کے درمیاں ۔۔۔ وہم و گماں بھی کر نہ سکیں جنکو انحصار
اس رنگ سے تھیں پلٹنیں آراستہ ہوئیں ۔۔۔ صد لالہ زار جیکے ہو یک نمونہ وار
القصہ حد و حصر کی طاقت کہاں ہے یہ ۔۔۔ لا دے احاطہ اپنے میں جو پیادہ و سوار
اس دبدبہ سے نہضت عالی کی سن خبر ۔۔۔ مانند بید کے تھی مخالف پہ اضطرار

نزدیک پہنچنے کی خبر جس گھڑی سُنی — اُس دن عظیم وحشت سے لشکر دلاللہ کی بار بار
ہیبت بڑی تھی سُنکے یہہ دل میں ہر ایک کے — تھا عنقریب تن سے کرے روح بھی فرار
بر عکس گریز گاہ نہ دیکھی کسی طرف — باہم جو ہو کے آئے تھے مرنے کا کر قرار
انگیز کے ہوئے تھے وہ لشکر کے سامنے — یکدست کھینچ کھینچ کے شمشیر آبدار
اور رکھتے تھے دل کا لگا لیں وہ اپنے جوش — بے اختیار ہو کے بمیدان کارزار
غنیم بل جب اُسگھڑی یہہ دیکھے معرکہ — لے چند پلٹنوں کو ہوئے مستعدِ کار
پھر کیا کہوں کہ آتش توپ و تفنگ کا — طوفان کسقدر ہوا ابر بار و آشکار
اکثر وہ باصبی ہوئے واصل جحیم کے — جو کچھ بچے قضا سے وہ سب کر گئے فرار
ہر چند کھا شکست وہ پہنچے برام پور — واں بھی نہ امن دیکھا لیا کوہ میں قرار
جب تنگ عافیت ہوئی سردار فوج کی — تب لا علاج صلح کا ہو کر امیدوار
آخر کو اپنے پاؤں سے آکر ہوا اسیر — تھا گرچہ مکر و حیلہ میں وہ طاق روزگار
جتنا بھرا تھا مغز میں اُسکے غرور و کبر — اُتنا ہیں آسمان نے کیا اُسکو خوار زار
جسنے کیا جہاں میں تیرا عدول حکم — نظروں میں خلق کی وہ رہا نت ذلیل و خوار
اقبال و بخت کی تیرے ای معدن کرم — کہاوین قسم بجا ہی اگر اہل روزگار
ایسے ہی عدل و داد تیرے عہد عصر میں — ہو پائے پیل سے جو دل مور بھی فگار

باور ہے یقین

پاوے نہ چین خاطرِ عالی کہ جب تلک — اُسکی عوض نکالے نہ تو فیل سے ہزار

جو وو سخی کا تیری کوئی کیا بیاں کرے — بخشش کا تیری پایا نہ تعداد اور شمار

کیا قدر اسپ و فیل کی نزدیک ہے تیرے — ہمت تیری کے سامنے گوہر کو کیا وقار

طے کر دیا ہے دفترِ احسانِ طے کو اب — پایا جہاں میں جود نے تیری یہ اشتہار

کیا فہم و فکر کیا لب و لہجہ میرا کہ میں — تیری ثنا و مدح کو لاؤں بہ اختصار

کرتا ہے اب و لابد غایۂ اختتام — اس نظم کا حضور میں با عجز و انکسار

تا مہر و مہ فلک پہ درخشاں رہیں ہے — تیرا چراغ دولت اقبال نور بار

عیش و نشاط و عشرت و جشن طرب نصیب — ہووے تجھے مدام تا ابد کردگار

بد خواہ ہووے جو کوئی خدام کا تیرے — رکھے اُسے زمانہ ہمیشہ ذلیل و خوار

یہ فتح بندگانِ خداوند کے تئیں — ہووے مبارک اور ہمایوں ہزار بار

سخن وہ گوہرِ عالی ہے بے عدیل و نظیر — کہ مشتری ہیں سدا اسکے بادشاہ و وزیر

سخن ہے خلقتِ لوح و قلم کا باعث بھی — کیا وو صرف نے کون و مکاں کو نقش پذیر

رکھے ہے لطف و کرامت حدیثِ مصطفوی — دلیل اسپہ ہے واضح کلامِ حی قدیر

غرض سخن سے ہے حمدِ خدا و نعتِ نبی — خدا ہے خالقِ اکبر نبی بشیر و نذیر

سخن ہے مدحِ علی و ائمہء اطہار
سخن ہے آیہء تنزیل و آیہء تطہیر

سخن میں وصف ہے ہر ایک محبِ مولا کا
خصوص اُسکے کہ جسکو کیا خدا نے وزیر

سپہرِ عز و شرف ہے وہ ذاتِ عالی قدر
ہوا ہے نیّرِ اقبال اُسکا عالم گیر

خطاب اُسکو سزاوار ہے مبارزِ جنگ
شجاع ابنِ شجاع و دلیر ابنِ دلیر

بلند اختر و دارا حشم سکندر فر
کریم و عادل و دانا و صاحبِ تدبیر

علو مرتبہ و جاہ کیا کہوں اُسکا
کہ ہے زحاتم و نوشیرواں میں اُسکے امیر

یوں فیضِ عام سے اُسکے امیدوار ہے خضر
کہ جیسے سبزہ رکھے ہے نظر بہ ابرِ مطیر

دلا وہ مطلعِ انوار حضور میں کر عرض
کہ جسکے نور کو پہنچے کبھی نہ بدرِ منیر

تو عدل و داد میں آپ ہے عدیل و نظیر
کہ تیرے عہد میں آہو سے بھاگے نرہ شیر

جو اک ضعیف کا حامی تیرا کبھی ہو عدل
تو شاہ باز پہ ہو وے نگاہ صعوہ دلیر

ہم آشیاں نہ فقط یہاں ہیں بعہدِ شہ وہ ہیں
وہاں بھی بیٹھے ہیں یکجا رہیں ہیں آہو و شیر

یوں مدح میں تیری کرتا ہے دل سخن سنجی
کہ جیسے بلبل شیدا کرے چمن میں صفیر

تیری جو مصحفِ مدح و ثنا سے آیہ پڑھوں
مفسرانِ زماں بھی نہ کر سکیں تفسیر

سپہرِ داد و دہش آفتابِ اوجِ ہمم
محیطِ خلق و کرم بہر ہر غنی و فقیر

تیری جناب ہے عالم میں افضل انوار
صفات و ذات میں جسکا کوئی نہیں ہے نظیر

تراده ۱۳

ترا وہ اسم سعادت ہوا ہی نقش نگیں   کہ جیسے مملکت جن و انس کی تسخیر

تیری وہ ذات کہ ہی بجا وضیع و شریف   بجود و بذل و انجام جمع صغیر و کبیر

نبرد میں جو مقابل ہو تیرے رو میں تن   کہ تو شجاع ہی ابن شجاع کشور گیر

تو وہ ہی صفدر غازی کہ روز ہیجا کے   کرے ہی توصف اعدا کو آئیں تدبیر

تیری وہ تیغ ہی الماس رنگ برق مثال   کہ تن ہر ایک کا جیسا ل تراہی جوں تصویر

وگر ہوں سام و نریمان و رستم و برزو   بجز فرار کے انکو نسوجھے کچھ تدبیر

وہ ترکی تازی عراقی تیرے طویلا میں   کہ جسکو دیکھئے عالم میں اپنے ہی تصویر

علے الخصوص وہ اشہب تیرا اسریع السیر   کہ جست و خیز کی جسکے نہو سکے تقریر

فلک کا ایک بھی درجہ قمر سے ہو و طی   کرے تمام وہ دورے کو پلمیں بے تاخیر

ہر ایک دیکھ جلدوے کو اسکے کہتا ہی   وہ برق و باد ... نک دو دویں عدیل نظیر

شکوہ و شان و بزرگی یہہ تیرے فیل کی ہی   کہ جسکے وصف میں حیراں منشی تقدیر

وہ عرش سا ہی سواری کا تیرے دل بادل   کہ جسکے رتبے کے آگے ہی پست چرخ اثیر

ہی ایک عالم شنجرف اسکی مستک پر   کہ جیسے ابر سیہ میں ہو قوس کی تحریر

رنگی یوں سونڈ مہاوت نے تابہ پیشانی   کہ کھینچی مانی ارژنگ نے گویا تصویر

وہ دانت اسکے ہیں خمدار و سربلند و سفید   گویا اٹھتے ہوئے دست دعا ہیں در شب تیر

بھسوند ھاد انوں میں اُسکے یوں نشتر شب و روز
کہ جوں انامل کاتب میں خامہ ہی تحریر

یوں اُسکے بازوں پہ خرطوم کماں ہی معلق
کہ جوں ستوں سے شب لپٹے اژدہائے دلیر

نہ سوندھ کہیے اُسے ہے وہ صور اسرافیل
کرے ہی لشکر اعدا کو دم میں وہ تدمیر

یوں جلوہ گر قد و قامت یہ جشم ہی اُسکی
کہ جیسے رات اندھیری میں ہو سیاہی منیر

یوں اُسکا جلوہ گنج گاہ گوش مشکین پر
کہ جیسے شمع ہوی ہیگی شب کی دامن گیر

کنچک کا مستک رنگیں پہ اُسکے یہ عالم
ہلال عید کی جیسے شفق میں ہو تصویر

کہے ہی دیکھ کے ہاتھی یہ تجکو یہ آفاق
کہ کوہ طور پہ موسی ای ہی بے شبیہ و نظیر

ہر ایک موئے بدن ہو بجائے خامہ اگر
تو وصف لکا تیرے شمہ نہو سکے تحریر

کسیکو اسپ و یراق و کسی کو مال و منال
کسیکو فیل و جواہر تو دے ہی بے تاخیر

عجب نہیں تیری ہمت سے اے خجستہ شیم
صلہ میں مدح کے بخشے ز ہند تا کشمیر

پر اسقدر تیرے مداح کو نہیں منظور
تو اسکو کیجو بقس ای وزیر ابن وزیر

تفضلات سے تیرے ہے بس غرض اپنی
کہ ہووے جشم خلایق میں اُسکی نت توقیر

کر اختتام دعا پر ولا قصیدے کو
کہ آمین آمین کہے سنکے ہر صغیر و کبیر

فروغ نیر اقبال کا تیرے ممدوح
رہے قیام قیامت تلک پئے تسخیر

ہمیشہ تا بابد سب تیری حفاظت میں
ہوں بے تکے بہائی بھیجے رفیق و یار و مشیر

زمیں جب

زمین جب تلک ساکن رہے زمانے میں — جہاں میں جب تلک دایر رہے بساطِ مدیر
مرا نصیب کے تیرے چہرے سرخ ہوں جوں گل — مخالفین ہوں تیرے زرد رو برنگ زریر
خدا رکھے تجھے دایم مظفر و منصور — بحقِ حیدرِ صفدر بحقِ حیِ قدیر

سخن کے فیض کا گر برسے اوسپہ ابرِ مطیر — صدف سے نکلے گہر اب جسکا ہو نہ نظیر
سخن کا رتبہ جو پوچھو ہر ایک سے برتر — لطائف ایسے کہ جسکی نہو سکے تقریر
جو ہووے مجکو بھی امدادِ فیضِ لطفِ سخن — پھر آگے دیکھیے کرتا ہے خامہ کیا تحریر
مگر یہہ ہوتا ہے معلوم اسکا نقشے سے — کہ دل میں اسکے کسو کی مدح کی تد بیر
تجھے ہر ایک کی مدح و ثنا سے کیا حاصل — نہ کر تو فکر عبث اور ہو نہ تو د لگیر
مدام مدح و ثنا کر نواب اسکی — کہ جسکی خلق کرے ہے ثنا بصد توقیر
ہے میرزائے محمد علی لقب جسکا — امیر ابنِ وزیر و وزیر ابنِ وزیر
اگرچہ صورتِ انسان ہے وہ ملک سیرت — جہاں میں اور کوئی نہیں ہے اسکا نظیر
شکوہ و شان و مراتب کو اسکی کر کے نظر — رکھے ہے پشت خم اپنی سدا چرخِ اثیر
کرے جو نظروں سے اسکی جہاں کو یکبار — کبھی نہ خشم خلایق میں اسکی ہو توقیر
علوِ ہمتِ والا جناب کیا میں کہوں — کہ بخش دیوے ہے بلمحہ گدا کو گنجِ خطیر

نہ یہہ کہ صبر سمجھ کر یہہ اُسکو بخشے ہی — کہ اُسکی جود و سخا کا نہیں ہی عشر عشیر

گر اُسسے خلوتِ سرما کا کوئی سوال کرے — تو اُسکو بخشدی نے انور صوبہ کشمیر

وجیہہ دیکھو تو ہی اسعد رو مہر لقا — نہ دیکھی اُسکی سی جسم فلک نے بھی تصویر

یوں خوشنما لگے محفل میں بیٹھنا اُنکی — کہ جیسے رات کو انجم میں ہووے بدرِ منیر

غبارِ در کا یہہ رتبہ ہی اُسکے ہر اعمی — بجاے سرمہ جو دے چشم میں تو ہو وہ بصیر

سواے اُسکے جو دیکھا تو پھر خلد ہی کو — جہاں میں خاکِ در اُسکی ہوئی اکسیر

نہ فیض اُسکا ہی بے وحش و طیر و انسان تک — ہی ریزہ خوار جہاں میں ہر ایک امیر و فقیر

ہو جسکے وصف میں قاصر لسانِ مدح و ثنا — زبانِ خامہ بھلا کیا کرے وہاں تحریر

بیاں میں کیا کروں اب اُسکی حسن و خوبی کا — نہیں ہی ناطقہ میں میرے قوتِ تقریر

اب ایک مطلعِ تازہ پڑھوں ہوں میں اُسپے — نہ ہووے مطلعِ خورشید کو جہاں توقیر

خجل ہو حور و ملک دیکھ کر تیری تصویر — قلوبِ جن و بشر کی کرے ہی تو تسخیر

ترا جو عدل کرے کوہ و کاہ کو ہمسنگ — زرا نہ فرق کرے اسمیں منشیِ تقدیر

جو ایک ضعیف کی انگ ہو معاون تجسے — تو کیا عجب ہی کرے پشہ پیل کو نخچیر

نہ ہیبتِ عدل سے یکجا نہیں ہیں گرگ و غنم — کہ دیکھے ایک ہی جا بیٹھے یکجا آہو و شیر

پھر سنو وہ وصفِ شجاعت میں مطلعِ ثانی — کہ جسکے دبدبے سے ہووے ملک کی تسخیر

کبھی جو سائے ارادہ

کبھی جو لے بہ ارادہ تو ہاتھہ میں شمشیر
تو بھاگنے کے سوا سام کو نہووے گذر

تو ہیگا اشجع روئیں تن اب روز نبرد
کہ جسکے دیکھنے سے ہووے آب زہرۂ شیر

کبھی جو وار کرے کوہ آہنی پہ تو
کرے وہ گاوِ زمیں تک دو ٹکڑے بے تاخیر

تو روز رزم لگاوے جو تیر دشمن پر
تو تیرے تیر کی ہرگز سپر نہو تقدیر

کشش کماں کی تیرے کیا بیاں کرو ممدوح
جو لاگے کوہ پہ بے شک دو سار ہووے وہ تیر

گر اسمیں عزم کرے دشمنوں کو تو بہر شکار
تو بے حساب کرے شیر و کرگدن نخچیر

رگمت خامہ تیرے وصف رخش میں اقدام
کرے ہے صفحۂ قرطاس پہ چرخ پہ شبگیر

میں وصف کیا کہوں اب اسکی تیز گامی کا
جو دیکھی برق میں عشر کی اسکی ہی تاثیر

قدم کو پہنچے کب اسکے تند رو کے باد صبا
جو اسکا کام ہے اول ہے اسکا کام اخیر

وہ فیل تیری سواری کا ہے فلک رفعت
کہ جسکے پاؤں کی ہے سطر کہکشاں زنجیر

سماں یہ ہے دانتوں لگا ہے اسکے لوئیں گویا
رسیئہ کہیتا سے دو نکلیں ہیں برق کی تحریر

نظر بغور جو میں اور کی تو یہ ہے سو بجا
نکالیں کوہ سے فرہاد نے دو جوئے شیر

کہوں میں مستک رنگیں کی اسکی کیا تزئین
کہ رشک شام شفق جس کی ہے ہر ایک تحریر

وہ راہ چلنے میں بادل ہے اسقدر کہ جسے
کہیں ہیں اہل زمیں دیکھ ہے یہ ابر مطیر

تو بیٹھتا ہے جو ہودج پہ اسکے گیتی ہی خلق
کیا طلوع مہ چاردہ نے در نسب تیر

توبے عدیل ہے تشبیہ کس سے دوں تجکو | تو وہ جہاں میں ہے جسکا کوئی نہیں ہے نظیر
مگر مثال تیری ایکطرح نظر آوے | کہ آئینے میں کبھی دیکھے اپنی تو تصویر
اب آگے عرض کرے کیا حضور والا میں | برا ہے ور یہ تیرے آکے یہہ نحیف و حقیر
بجز کرم ترے منظور کچھہ نہیں اسکو | یقیں تو کیجو میرا سخن یہہ ابن وزیر
تفضلات سے تیرے مگر غرض اتنی | کہ ہووے چشم خلایق میں اسکی بھی توقیر
دعا یہ ختم کرے ہے ولا قصیدے کو | کہ سنکے آمین کہے تا ہر ایک صغیر و کبیر
ہمیشہ خورم و خنداں رہیں ترے احباب | جو ہیں یے خویش و برادر رفیق و یار و مشیر
جو کوئی مخالف و بدخواہ ہو عدو یارب | سدا رہے وہ گرفتار طوق اور زنجیر

کرے جو شعر و سخن کا طبیعت اپنی خیال | نہ عدت کریں الفاظ و معنی استقبال
گر آوے ناطقہ اپنا سخن طرازی پر | نہووے آکے ترے نطق کے کسیکو مجال
میں وہ ہوں مایۂ فطرت کہ طبع کے میری | شعور فرد ہیں و دکا ہیں غلام بے زر و مال
جو میں بطور ہجا و مدیح دشمن و دوست | تنزل اور ترقی کا دلمیں لاؤں خیال
کروں میں ذرّے کو ایک پلمیں مہر نورافشاں | کروں محیط کو شبنم کا قطرہ میں فی الحال
محیط طبع رواں ہے زبسکہ گوہر خیز | صدف کی طرح گہر سے دہن ہے مالا مال

کلام وہ

کلام وہ در شہوار ہے کہ دیکھ جسے کریں ہیں لعل و جواہر نثار اہل کمال
یہہ عندلیب زباں کا بیان رنگیں ہے کہ جسکے روبرو ہووے زبان طوطی لال
نہ کیوں ہو ناطقہ گلریز و ب مو گلچیں کہ باغ طبع میں ہے نغمہ سنج مرغ خیال
سخن کا زیب مرا اسلیے یہہ پہنچی ہے کہ ہے شعار مرا مدح یکستودہ خصال
وہ یعنے کون ہے والا حسب بلند نسب کہ فیض عام سے آفاق جسکے ہے خوشحال
وہ نام نامی آفاق ہے بلند اختر کہ بزم و رزم میں جسکی کوئی نہیں ہے مثال
وہ یعنے مہدی علیخاں بہادر دوراں امیرزادہ والا حشم خجستہ خصال
یہی منادی ہر سو کہ ای خواص و عوام شراب رنج حرام و مے طرب ہے حلال
رہا ہے عصر میں اُسکے ہر ایک مرد و زن سرور عیش و طرب کے سوا نہ قیل نہ قال
پڑھوں وہ مطلع غرا حضور والا میں کہ ہووے جسکا ہر ایک مصرع بزیب سلک لآل
پڑے جو لطف سے تیری نگاہ مہر خصال تو ہووے گوہر خشتاں ہر اینٹ سنگ و سفال
سپہر فضل و کرم آفتاب اوج سخا تری جناب ہے عالم میں ای ستودہ خصال
ترا جمال ہے گویا کہ احسن التقویم دیا وہ خوبی نے تجھے چہرہ ہمایوں فال
جو انبساط تجھے دیکھ ہو خلایق کو نہ ہو وہ دیکھ کے عید صیام کا بھی ہلال
ترا وہ دست کرم ہے کہ ایکعالم کو کرے ہے لعل و جواہر سے بلکہ مالا مال

گرا وے خاک مذلت پہ گر کسی کو فلک — زراہِ لطف و کرم اسکو پھر وے تو ہی سنبھال

نہ ریزہ چین تیرے تنہا صحیح و سالم ہیں — ہیں زر نہ خوار تیرے لنگ و کور سے لا لال

کسیکو بخشے اگر تو خطاب زرخانی — تو وہ بھی اپنے سے ہے جھڑنکے فارغ بال

پڑھوں و پُن ان شجاعت میں تیرے انکے مطلع — کہ جسکے سننے سے ہو وے عدو تیرا پامال

نہ دبدبے سے تیرے آسکے کوئی بہرِ جدال — رکھے نبرد کی رستم نہ تاب صفدرِ زال

نہیب ہیبتِ برش سے تیغ کی تیرے — سدا سپہر بھی رکھتا ہے آفتابی ڈھال

کرے جو عزم عدو کی طرف تو بہرِ مصاف — تیرا خدنگ نکالے کمان سے پھر پر و بال

فراز کوہ کو تو وے بجاے تودہ اگر — تو بلمیں سینہ کہہ کر کے گرے غربال

دگر ارادہ شکارِ پرند کا تو کرے — نظر نہ آوے جہاں میں کسیکا پھر پر و بال

یہہ دبدبۂ عدل کی تیرے جہاں میں ہے ممدوح — کہ دیکھے ایک ہی بن میں پھرے شیر و غزال

کبھی جو بچۂ گنجشک آشیاں سے گرے — تو چنگل اپنے پروں میں اسکو ہے سنبھال

مگس سے دخل ہے کیا عنکبوت دم مارے — ہوا ہے باز کبوتر کا آکے راہ نوال

تیرا وہ رخشِ سبک رو ہے تیز گام ایسا — جسے نہ لگ سکے باد دمانہ بادِ شمال

میں برق سے اسکی تشبیہ کس طرح دوں — کہ اسکے ساتھ پہنچنا اسے ہے امر محال

جو قاف سے زمیں سے تک بھی عنان اچکے تو — تو اسکی ہمہ ہی کب کر سکے ہے پیکِ خیال

وہ بر بلند

وہ سربلند تیرا فیل ہے فلک پیکر — کہ عرش مرتبہ اور فرش پر ہے اُسکی چال
صفائے تن سے اُسکے فقط نہ بس ہے خجل — کہ ہے سفیدی دندانکی صبح بھی وبال
پھر خوشنما لگے گجباگ اُسکی مستک پر — کہ ہیل چرخ کی گردن پہ جوں نمودِ ہلال
سوار جب کے تو ہووے جیہ ہو بڑے ہی دھوم — لگا کے مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
یہی پکارے ہیں اُنکو صغیر و کبیر — کہ کوہ طور پہ ہے موسی خجستہ خصال
پھر زی سے تیرے تعجب نہیں اگر بخت سے — صلے میں مدح کے اپنی جہاں لگا مال و منال
غرض ہے اِس سے کہ ہو قدر جنس مردم میں — وگرنہ ہے بہا تیرے سنگ آستان لگا سفال
یہی ہے ہوا ہوس دل اب کہ اُنکو تا دم زیست — مگر حضور سے اپنے جدا خجستہ خصال
کرے ہے ختم دعا پر ولا قصیدے کو — کہ آمیں آمیں کہیں سامعانِ خیر مآل
تجھے یہ ہے جشن عید اُمبارک ہو — رکھے ہمیشہ سلامت تیرا یہ جاہ و جلال
بحق مہدی ہادی امام ہر دو جہاں — بقا پر رکھے تیرا جاہ ایزد متعال
تیرے اکابر و کوچک سدا رہیں خوش خرم — رفیق و خویش و برادر تیرے رہیں خوشحال
جو ہو مخالف و بدخواہ تیری دولت کا — وہ ہو وے دست تعدی سے دہر کی پامال

زبسکہ عام رطوبت کو بخشتی ہے نسیم — ہوئی ہے ریگ رواں رشک چشمۂ تسنیم

یہاں تلک دمِ بادِ صبا ہے عطر فشاں | تمام خاک ہوئی دشت میں عبیر شمیم
زبسکہ موجِ گل و سبزہ خطِ جدول ہے | ہوا ہے صحنِ گلستان صفحۂ تقویم
شرار سنگ سے نکلے برنگ دانۂ گل | کہ فیض باد کو اب یہاں تلک ہوئی تعمیم
برنگ گلبنِ گل نخلِ شعلہ سبز ہوا | ہوا کے فیض سے آتشکدہ ہے باغ نعیم
بنا ہے کاغذ ابری ہے دامنِ صحرا | ہوئی ہے رنگ فشاں بسکہ کلکِ موجِ نسیم
بنا ہے سرو ہر ایک شمع ہو گئی شاداب | رقیب ہو نہ پتنگے کی قمری ہے یہ بیم
پھر کسکو عزم ہے سوے چمن شتاباں ہوں | کہ باغ دہر ہوا غیرت ریاض نعیم
کہا خرد نے کہ وہ عازم چمن ہے آج | کہ جسکا نام ہے عالم میں واجب التعظیم
وہ فوجِ ہند کا جرنیل فریدوں فر | کہ جسکے دبدبے سے کانپتی ہے ہفت اقلیم
بلند اختر و دارا حشم وہ عالی جاہ | کہ پرورش ہوئی جسکی بسد ناز و نعیم
وہ فخرِ آصف احمد علی سلیمان عصر | وزیرزادۂ دوراں کریم ابن کریم
زبانِ مدح و ثنا کھول اسکے وصفیں تو | کہ ہر سخن پہ کرے ہے نثار درِ یتیم
سمک سے تابہ سما اسکا بسکہ جود ہے عام | درمِ عطا کی ماہی کو اور ماہ کو سیم
ہے اسکا پایۂ ادراک یہ کہ لے جس سے | ہمیشہ مایۂ فطرت کو وام فہم حکیم
خلیق ایسا ہے وہ صاحب مروت و حلم | کہ خلق میں ہوا مشہور وہ بخلقِ عظیم

ہلکوں ہوں

لکھوں ہوں مدح میں اسکی میں مطلعِ ثانی | کریں پسند جسے صاحبانِ طبعِ سلیم

جو بادِ خلق کرے تیری آگ کو تعلیم | عجب نہیں ہے کہ رشکِ بہشت ہووے جحیم

گر آستیں سخا تیری آئے جنبش میں | کرے وہ دامنِ سائل لبالب زر و سیم

یہہ فیض جاری ہے تیرا ہر ایک کے حق میں | کہ قسمت اسکی سے کرتا ہے ماسوا تقسیم

زبان و لب جو مرے شرح دیں فضایل کو | عجب نہیں ہے کہ سننے کو وا ہوں گوشِ صمیم

بعید عقل سے ہے پیش صاحبانِ سخن | ترے سخن کو جو کہیے شبیہِ دُرِّ یتیم

ترا سخن دُرِ معنی ہے ور ہے قطرہ آب | صدف ہے اسکا مقام اسکی جا ہے گوشِ فہیم

تیری جناب وہ عالم میں ہے کہ لیل و نہار | کریں نثار مہ و مہر تجھپہ لا زر و سیم

ترا جو عدل مددگار ہو ضعیفوں کا | تو ہووے ماوا آہو سے نرِ شیر کو بیم

رہیں ہیں گرگ و غنم تیرے حفظ میں باہم | کرے ہے بچہ آہو کو شیر بھی تعلیم

اب آگے وصف کروں کیا میں تیرے گلگوں کا | نہ بانکے جسے بادِ شمال و بادِ نسیم

یہہ گرم روی وہ اشہب تیری سواریکا | کہ جسکو دیکھہ دلِ برق رشک سے ہو دو نیم

جو پہنچے توصفِ اعدا یہ اسکو روزِ مصاف | کرے وہ آن میں پامالی جا کے فوجِ غنیم

وہ سر بلند تیرا فیل ہے رفیع الشان | کہ ہمسری نکرے جسکے ساتھہ عرشِ عظیم

سوار جسکی گھڑی ہووے تو اسکے ہو درج بر | تیری سواریکا شہرہ تو ہو بہ ہفت اقلیم

اب آگے عرض کرے کیا حضور والا میں / کہ دل سے ہے گا ترے خاک آستانکا مقیم
مری بھی عرض ہو مقبول تیری خدمت میں / کسیکی عرض کرے رد نہ تیرا خلق عظیم
نگاہ لطف کا امیدوار میں بھی ہوں / کسیکو رکھے نہ محروم تیرا فیض عمیم
یہ جاہ و حشمت و مسند تجھے مبارک ہو / رہے ہمیشہ ترے سر پہ ظل رب کریم
خدا نصیب کرے تجھکو اسقدر زر و مال / کہ اسکو خضر تلک تو کیا کرے تقسیم
ترے رفیق و برادر بزرگ اور کوچک / حمایت اپنی میں رکھے دوام حی قدیم
جو کوئی ہو تری دولت کا دشمن و بدخواہ / خدا نصیب کرے اسکو ہاویہ نار جحیم
سخن کو زیادہ نہ دے طول کر دعا پر ختم / ادب وہی ہی کرتا اب مجھے تعلیم

.

یارب یہ کسکی شادی کی آئی ہے دھوم دھام / مصروف ہیں بعیش و طرب سارے خاص و عام
زہرہ جبیں ہیں رقص کناں راگ رنگ ہے / خورشید طلعتوں کا ہر اکجا ہے اژدہام
نوبت کے پھر تکوروں کا عالم میں کیا کہوں / بھولے ہے خلق سنکے جسے یارو اپنا کام
شادی کی رات اوس سے کوئی بھی کم نہیں / ہے تخت و تاج اسکو مبارک باحترام
شادی کے جوڑے دھوم کے پہنے ہوئے ہیں سب / آراستہ حلی و جواہر میں ہیں تمام
بن ٹھن کے اسقدر ہے چلی جب بیاہ کو / ہمراہ بیگمات ہوئیں سب باحشم تمام

ہم گرد

ہیں گرد و پیش اُسکی سبھی خویش و اقربا | نوّاب خاں جلو میں اُمرا ادب با انتظام
تحسین و آفرین سے لے مولوی تلک | سرگرم کار و بار ہیں سب با اہتمام
نوبت کے آستانے سے وہ ہیں گھر تلک | بس چھٹ رہی ہیں گنج دمادم بہر مقام
چھٹتے لگے ہیں انار و ستاروں کے متصل | گلزار صحن و کوچہ و در و بام ہیں تمام
چشم ستارہ سیر کناں ہیں فقط نہیں | مہتاب کے تماشے کو ہی ماہ پشت بام
ہے پیش پیش نوبت کے شہنائیوں کی دھوم | نوبت بجاتے جاتے ہیں نقارچی تمام
شادی کے شور و غل کو کوئی کیا کرے رقم | لیکن زمیں سے تا بہ فلک ہے یہ دھوم دھام
رشک جنان و نو بزم ہوئی یہ سما بندھا | ہر بام و در سے آتی ہے آواز ازدحام
محفل پری رخوں سے مزیّن تمام ہے | ہر ایک مے طرب سے ہی سرشار صبح و شام
سب خوش گوار کھانے مزے کے لذیذ ہیں | کرتے ہیں نوش جان احبّا اُنہیں تمام
مطبخ کا اُسکے فیض ہے بلکہ یہاں تلک | تقسیم خاص و عام کے گھر توزہ طعام
لذت انھوں کی یارو کہاں تک بیاں ہو | مشتاق جسکے ذائقے کے ہیں دہان و کام
شادی کا یہہ سرور خلائق کو آج ہے | مانند گل شگفتہ ہے ہر ایک خاص و عام
کیونکر نہووے شادی کی عالم کو پھر خوشی | پایا ہے اُسکے در سے خلائق نے احترام
یہاں تک ہے انبساط کہ باہم دگر سبھی | ہوتے ہیں شاد ہم آغوش ہم کلام

دولہہ دولہن کے گھر میں یوں آ جلوہ گر ہوا — جیوں ہوا اندھیری رات میں روشن مہِ تمام

نوشہ کے ہی بزرگ کا یہہ علو و جاہ — بیٹھا ہی ایک آصفِ ثانی با احتشام

شادی یہہ آج اُسکے خلف کی ہی دہر میں — نوّاب وزیرِ جہان امیر ہیں جس در کے اب غلام

یعنی وزیرِ ہند وہ نوّاب نامدار — جسّے ہی ہند و بستِ خلایق کا انتظام

وہ ہی یمینِ دولت و دین صاحبِ کرم — دارین میں سعید و سعادت علی ہی نام

ہی نونہال گلشنِ دولت کا اُسکے یہہ — سرسبز جسّے گلشنِ اُمید ہی مدام

عالی نصب بلند لقب صاحبِ حسب — خورشید رای و بخت بلند و خجستہ کام

یعنی کہ میرزای محمد علی ہی وہ — مشہور جسکا نام از اروم تا بہ شام

شکل و شمایل اُسکی بیاں کیا کرو نہیں اب — حور و پری کنیزک و غلمان ہیں غلام

دولہہ دولہن کو دیکھ کے کہتی ہی خلق یوں — ہی مہر و مشتری کا قران یہہ با احتشام

دولہہ دولہن کو لایا وہ جب گھر بیاہ کر — نوّاب نامدار یہاں جلوہ تمام

ہاتف کے منہہ سے نکلی خوشی ہو کے یہہ صدا — ہو عقد نورِ چشم مبارک اُسے مدام

جو دوستی کا اُسکے رقم کیا کرے کوی — جسکی ہمم سے کام جہاں ہو با انصرام

ہووے ہزار شادی و عیش و طرب نصیب — کر اے ولا دعا پہ قصیدے کو اختتام

عندلیبو

عندلیبوں کو مبارک ہو بہار بیخلل — شمش کو اس سال ہی کیا خوب تحویل حمل

باغمیں ہر اک گلکو صبحدم نوروز ہی — جام شبنم ہاتھ کر غنچے آئے ہیں نکل

کیوں نہ ہر اک شاخ گل لہراوے ہو کر سبز پوش — گل قبائے سرخ بر میں لے کے اٹھتا ہی مچل

گلسے گلشن میں صبا اس وضع ہم آغوش ہی — ہو جہاں سارا معطر تنک اگر کھولے بغل

اس تماشا دیکھنے کی ہر کسی کو ہی ہوس — ہر کسو سے ہر کوئی کہتا ہی تو گلشن میں چل

ہی پری رویوں کا گلشن میں ہر اک سو اژدہام — کوئی پڑھتا ہی رباعی کوئی پڑھتا ہی غزل

دیکھ اس غنچہ دہن کو خندہ زن ہوتا ہی گل — کر خیاباں میں کسو کا پاؤں جاتا ہی پھسل

اس روش سے باغمیں جاری ہاں نہریں جا بجا — دیکھ کر آب رواں کو دل کا کھلتا ہی کنول

کیا کہوں میں کیا تماشا ہی لب انہار پر — گلرخوں کو دیکھ کر فوارے پڑتے ہیں اچھل

بندگی میں اسکی حاضر ہو تو ای خضر ہوش — جسکے یہہ فیض قدم سے سبز ہی دشت و جبل

سرفراز اللہ ولہ یعنی وہ امیر نیک نام — شاخ سے آمال کی جسکے بہرہ ور ہی پھول پھل

جوں خط پرگار اب اس دورۂ دوراں بیچ — مرکز دولت کے اسکے گرد ہیں اہل دول

جاہ و حشمت دولت و اقبال اسکا کیا کہوں — کمترین بندہ ہی اسکا ہند میں ہندو زحل

مرتبے میں حق شناسی کے یہہ رتبہ ہی اوسے — جمع ہو کر آویں اسکے پاس گر اہل ملل

حسن زن ہوتا ہی انکو پھر وہی حاجت یقین — ذات میں پاتے ہیں اسکی بے گماں علم و عمل

حق پرستی کا ہی اسکی ذکر یہاں تک ہند میں   سرنگوں ہوتے ہیں بتخانے میں عزی و ہبل

عدل میں نوشیرواں اسکی عدالت کا غلام   جود میں بندہ ہی اسکا حاتم طی فی المثل

کانمیں تانتی کے کہہ دیتا ہی جھگر بیل بال   دیکہہ کر چل جو نیتی کو پاوں کے نیچے نمل

روشن اسکا فیض سے چشم توقع کور کی   دسترس زر کی رکہے اسکے کرم سے دست شل

شہرہ بخشش کا اسکے دل سے شنوا گوش کر   فیض سے اسکے گریزاں لنگ کا پا ہی زلل

ایک مجہ جیسے گداگر کو پرورش ہوئی کیا عجب   مفلسوں کو آن میں کردے ہی دو اہل دول

جی میں آتا ہی میں یہہ مطلع پڑہوں اسکے حضور   عرض کرنا اسسے واجب ہی مجہے طول امل

ہر کسیکو کچہہ نکچہہ نسبت دیوے ہیں فی المثل   کیا کہوں اوصاف تیرا ہی عرض تو بے بدل

سیم کو کیا قدر دارالضرب بخشش میں تری   گنج زر اکثر تیری ہمت کے اگے ہی اقل

ہی مہوس کے لئے اکسیر تیرے در کی خاک   خاک بہی ہو کر نہ پاوے کیمیاگر یہہ عمل

دل قوت سے شجاعت کے تیرے روز نبرد   دیکہہ کر سینے میں رستم کا بہی دل جاوے دہل

صولت شمشیر براں سے تیرے وقت مصاف   لشکر اعدا کا پائے استقامت جائے چل

بیشہ انصاف میں شفقت سے تیرے روز و شب   شیر کو روباہ سمجہے زور میں اپنے نبل

عدل کے دریا میں تیرے گر میں غواصی کروں   لے کے یہہ مطلع سر گرداب سے آوں نکل

بحر میں گر قطرہ نیساں صدف جاوے نگل   عدل کی میزان میں دے اسکے عوض موتی اگل

عدل میں تیرے

عدل میں تیرے نہ دام مارے مگس کوں عنکبوت   ہند ہندوستاں میں دونو بھائی ہیں بکری با بدل
قصر عالی ہے تیرا طاف فریدوں سے بلند   جسکے آگے رنگ سے ہیں پست کسریٰ کے محل
قصر میں تیرے زیارت خانہ و مسجد کو دیکھ   اس بنا پر مرحبا کہتا ہے معمار ازل
اس زیارت گاہ میں حضرت کے حوریں تمام   ہر پر طاؤس قدسی کی ہلا کر مور چھل
ہاتھ اوٹھا کر صدق دل سے تجکو دیں ہیں یہ دعا   مشکلات دین و دنیا حق کرے سب تیری حل
ترکی و تازی ہزاروں اور عراقی بے شمار   ہے یہ ہندوستان میں اسطبل تیرا بے بدل
وہ جو ہے تیری سواری کا سمند تیز رو   دل کے دل فوج عدو کے سم تلے ڈالے گھندل
تنگ اگر جھپٹے تو مشرق سے ادے مغرب کی سمت   ہانک کے گیتے تک پھر آوے جھپکنے پاوے نہ پل
عرش رفعت آسماں پیکر ہے وو ہاتھی تیرا   فرش پر جسکو کہیں روز وغا کوہ اجل
گر عدو جا ہے مقابل ہو تیرے روز نبرد   کینچ کر خرطوم سے پاؤں تلے ڈالے کچل
غور سے کرتا ہوں واننت انکو جو میں اسکے قیاس   ہیں شب دیجور میں دو شمع روشن مشتعل
قتل کرنے کو عدو کے وو تیرے ہاتھی کے دانت   یا ہیں شمشیریں چمکتی یا کہ ہیں دو سنت اجل
سچ اگر پوچھو تو یہ ہے پردہ ظلمات سے   وقت شب ناگاہ ذو القرنین آیا ہے نکل
جا بیٹھے جب اسکی عماری میں نواب مہر کرم   ذرہ سال ہو تیرے آگے نیر برج حمل
پوچھا میں تیری بقاء عمر دولت کا حساب   یہ کہا مجھسے منجم نے کہ از روئے جمل

کیجیے ہر حرف ابجد کو اگر ابجد میں ضرب
پہر جہت اب نہیں محسوب ہو جو آج کل

گر شمار اسکا کریں جن و بشر لیل و نہار
بچ رہیں باقی عدد تا دورہ چرخ زحل

پس تیری دولت کا کوئی کیا کرے دیکھیں حساب
حق تعالی نے یہہ دی ہے تجکو دولت لم یزل

اب تیرے اس دامن دولت سے ہے امیدوار
یہہ جو بے دست تہی بندہ تیرا عبد اقل

کیا عجب ہے گر سر الطاف سے بندہ نواز
پائے لطف کا دولہ کے یک بیک جاوے بہل

آرزو مدت سے ہے دل میں کہ اشفاق التمس
خاصہ سرکار سے کر ہو میسر بے خلل

زیستک اپنی یہہ باقی عمر خاطر جمع سے
یوں دعا کرتا رہے شام و سحر با صد امل

یا الہی وہ جو دولت خواہ ہیں سرکار کے
انکو اور اس صاحب حشمت کو با جاہ و دول

رکھ لے اپنے فضل سے حفظ و حمایت میں سدا
دولت وعہدی تک اس دولت کو نقص و خلل

جو کوئی بدخواہ اس دولت کا ہو یارب اسے
جوں سگ دیوانہ نت رکھیو گرفتار اجل

چمن میں ایکبے تو جوش بہار ہے اس رنگ
کہ وسعت دو جہاں غنچہ سان ہوئی ہے تنگ

بساط جشن و طرب ہے کہ ہر طرف ہے بچھی
نہیں ہے کوئی صدا غیر نغمہ و آہنگ

کدھر ہے ساقی گلفام دے شراب کے جام
نشے میں اور ہو بادہ کشاں کے دل میں ترنگ

تمام عیش مہیا ہے اور مینا ہے
ہے آئینہ کی اب رہ گئی ایک درنگ

کنارے

کنار دلسے کیا ہی غم و الم نے ربس / خوشی کی خاطر عالم میں دم بدم ہی امنگ
ہوئی ہی محفل آفاق رشک بزم جنان / بہر مقام یہہ قانون سے کہی ہی چنگ
کہ آج قصد ہی اسکے قصیدہ کہنے کا / ہوئی ہی طبع کی یہہ عندلیب کو آہنگ
قیام جنگ ہی جسکا خطاب عالم میں / ندیکھا روز نبرد اسسے ہو کوئی ہم جنگ
شکوہ و شان و وقار اسکا کیا بیاں کیجے / جو دیجے کوہ کو تشبیہ تو نہیں پاسنگ
سخاوت اسکی تو حاتم سے بھی زیادہ ہی / ہی اسکے نام سے خدام کو بھی اسکے ننگ
ہزار مرتبہ گر اسسے ہو کوئی سایل / وفور جود سے دل اسکا ہو کبھی نہ تنگ

تو وہ سخی و دلاور ہی صاحب فرہنگ / کہ پہنچی ہی تیری ہمت کا شہرہ صد فرسنگ
نہیب عدل سے تیرے جہاں میں ای ممدوح / فلک بھی کر نہیں سکتا ہی رو زنیرنگ
بھرے ہیں ایک ہی بیشے میں شیر اور آہو / اُڑیں ہیں ایک ہی ممید الانس باز اور کلنگ
سر اپنے خاک اُڑایا کرے ہی فتنے بھی / ہوا ہی شکر خدا تیرے دور میں یہہ تنگ
برش میں تیغ کی تیری بیاں کروں کیونکر / کرے ہی صاف صفوں کی صفیں بروز جنگ
ہو نصیب اپنی شکستگی تجھے بغیر تیرے اعدا کو / جو دوست تیرے ہیں شاداں ہوں دیکھ کر یہہ رنگ
کہیں ہیں دیکھ کے اسکو تیرے تو سب احباب / چڑھا ہی اسپے دلی مرادانے کا تبہ اسکا رنگ

کمانکے چلے ہیں جب رکھہ کے تو لگاوے تیر
کرے ہی کوہ کے سینے کو توڑ اُسکا ترنگ

کمیت خاور کراب وصف اُسکا توسن کا
نہ آپ دیکھا ہی جولان کری ہیں کوئی ترنگ

ہوا و برق کو کیا تاب اُسکا ہمسر ہو
نظر کی طرح وہ جاتا ہی لاکھوں ہی فرسنگ

سوار اُسپہ جو ہوتا ہی اسکو باور کر
جہانکی ہوتی ہی وسعت قدم سے اُسکے تنگ

تہی سوار اسکا جو فیل ہے فلک بیکر
ہی اُسکا وصف میں قاصر زبان مری ہر رنگ

کرو نہیں نت ان و شکوہ اُسکی کیا رقم اے دل
کرے ہی دیکھہ کے دشمن کو جب کبھی ارنگ

کبھی ہی سُنکے کوئی رعد کی بجا ہے آواز
کہے ہی کوئی صدا نوبتکی ہی روز جنگ

نہ اُسکے دانتو کی تعریف ہو سکا ہمسے
مگر دو مصرعہ موزون دو لخت ہوں اُس رنگ

کہ ایک ایک کا عالم جدا ہی بند ھے
پسند جسکو کریں دلبران شوخ و شنگ

یہ ہر روز بل سے نکلی ہی دو طرف گیا گنگ
دیا وہ نور کی ہیں شمع جلوہ گر اُس رنگ

سوار اُسکا نہ ہو درج یہ کب ہوتا ہی
پڑے ہی دھوم لگا روم و شام تا زنگ

ہمیشہ بخشے ہی مداح کو صلے کے بیچ
وہ چیز دیکھہ کے آفاق جسکو ہووے دنگ

یوں ہیں اُمید جہان تیرے فیض سے برائے
کہ جیسے کام کی میرے ذرا لگی نہ درنگ

دعا یہ کیجیے ولا نہم اس قصیدے کو
کہ خاص و عام کو ہی اب دعا کی تیرے اُمنگ

آوے گر طبع مری کا در معنی پہ خیال | تو ہر نظم سے ہو گوش جہاں مالا مال

تازہ مضمون ہر اک شعر دو ہیں ہو موزوں | ہو ہر اک مصرعہ برجستہ از سلک لآل

طوطی طبع مری سحر بیاں ہے ایسی | سامنے جسکے فصیحوں کا بھی ہے ناطقہ لال

ہو فصاحت میں سحبان بھی اگر ہمسر | یوں ادا نطق سے ہوتے ہیں خوش آئندہ مقال

ہے دو بہر بحر معانی کہ سخن کو جسکے | سمجھیں بہر در نایاب سبے ارباب کمال

ہے وہ پیمانۂ فطرت کہ بحر فہم حکیم | کب کوئی سمجھے ہے جو طرز سخن کا ہے مآل

کسلیے رتبہ سخن کا ہوا تیرے اعلی | اب بتا طبع مجھے تجھسے یہہ رکھتا ہوں سوال

تب کہا اسنے یہہ سن گوش سے دلکے ناداں | جسکو تونے ہے سنا جامع ہر فضل و کمال

مدح سے اسکی یہہ رتبہ ہے سخن کا برے | ورنہ کیا دخل تھا اس امر میں کسکو بھی مجال

کیا کروں مدح و ثنا اسکی میں تیرے آگے | ہے وہ ممدوح خلایق مرا وج افضال

ہے وہ آفاق میں مشہور ہے مرزا جعفر | منبع جود و کرم مظہر عزت و اقبال

جاہ رفعت کا بیاں کیا ہو وہ دارا حشمت | ذرہ پرور ہے فلک مرتبہ خورشید خصال

ریزہ چیں اسکے نہ تنہا ہیں صحیح و سالم | پرورش پاتے ہیں واں کور سے لیکر تا لال

عرض کر آگے دلا مطلع تازہ ایک | سنکے جسکو کہیں احسنت سب ارباب کمال

نگہ لطف پڑے تیری اگر مہر خصال | تو بہ از لعل و گہر ہووے ہر ایک سنگ و سفال

شیوہ لطف و کرم جود و سخا میں ممتاز — چشم آفاق نے دیکھا نہیں تجھ سا تا حال

ریزہ چین رتبہ ہمت کا تیری حاتم طی — تیری بخشش سے جہاں میں ہے سخا کو اقبال

کیا کہوں ذہن و ذکا تو ہے وہ عالی فطرت — عقل اول تیری محتاج ہے ای خیر مآل

یک بیک ناطقہ فلسفی و رسل گنگ ہو — جس جگہ نطق فصاحت کا تیری ہووے مقال

لے کے بقراط و فلاطون و ارسطاطالیس — طفل مکتب ہیں تیرے روبرو اہل کمال

فہم و ادراک کے آگے تیرے انسان ہیں کے — فہم و ادراک و تعقل کا بھی ہے ناطقہ لال

عدل گستر وہ تیری ذات ہے آفاق کے بیچ — چیل کے پاؤں سے بھی مور نہ ہووے پامال

کریں پرواز ہوا پر نہ فقط باز و کلنگ — بیٹھتے عدل میں تیرے ہیں باہم شیر و غزال

وہ پھرتوں شان تہور میں تیری اک مطلع — یک بیک سنکے جو ہوں نام تیرے اعدا پامال

نو وہ اشجع نہ مقابل ہو سکے تیرے روز جدال — بہمن و برزو و سہراب سے یا رستم زال

زہرہ ہو آب وہ ہیں روئیں تن کا دم میں — دل میں گر آ سکے شجاعت کا تیری گذر خیال

یک بیک سامنے سے ہوں تیرے بھاگیں اعدا — رم کریں دشت میں جوں شیر سے روباہ و شغال

کیا بیاں تجھ سے کروں تو ہے غضنفر اب — رزم میں ہو نہ مقابل تیرے کوئی بہر جدال

یہ کسو کا نہیں یارا جو کرے سامنے بات — روز ہیجا ہو تیرے روبرو یہ کس کی مجال

کیا کروں وصف تیری تیغ کی برش کا اب — جس کے ہوا لگتے ہی اس سے رہی دو ٹکڑے جبال

کہوں کا کر

کیونکہ دشمن سے ہووے تیری جانبر کوئی تا — کہ وہ آفاق میں ہے تیغ قضا کی تمثال

بادپا کا تیرے کیا وصف کرے خامۂ رقم — توسنِ فکر کا کرتا نہیں کچھ کام خیال

وصف میں اسکو میں شبدیز کہوں یا شبرنگ — یا کہوں حور و پری رکھتا ہے بہرہ حسن جمال

گرم رفتار وہ اتنا کہ جیسے باد صرصر — تگ سکے جسکی نہ خوبی کو کبھی بادِ شمال

سرعت اسکی کا بیاں کیا کروں سبحان اللہ — وصف میں اسکے پرندے کے جلتے ہیں پر و بال

عرش رفعت وہ تیرا ہاتھی ہے گردوں پیکر — شوکت و شان میں جسکی نہیں کوئی تمثال

جلوہ گر ایسے خوش آیند ہیں اسکے دندان — چہرۂ پیل فلک پر گویا دو نکلے ہلال

دانتوں میں اسکے یوں خرطوم مزین ہے کی — گویا کاتب کے انامل میں ہے خامہ کی مثال

چال اسکی کو کبھی پا نہ سکے ابرِ سیہ — پابل ایسا کہ جیسے تگ نہ سکے بادِ شمال

اس فلک رتبہ کا جیب قد و قامت موزوں — ویسی ہی تا بہ خم جہاں ہیں سہائی تمثال

اسپ ہی مست کہ رنگین بہ گجک کا عالم — وصف میں جسکے زباں ہووے مہ عید کی لال

اسکے ہودج پہ تجھے دیکھ کہے ہے بول خلق — طور پر گویا ہے بیٹھا موسیٰ عمران خصال

ذرا سے تیرے نہ عجب ہے کہ اگر بخشے تو — صلۂ مدح میں آفاق کا سب مال و منال

اب توقع تیری دولت سے ہے جو کچھ اسکو — کیا بیاں اسکا کرے کیونکہ ہے رکھتا ہے سوال

خامۂ دستِ کرم سے تیرے فیاض نوال — ہو سوال آج و لد کا بھی بدستور بحال

ختم کرتا ہی قصیدے کو یہہ آگے بدعا — آمین آمین کہیں تا سنکے ملائک فی الحال

خرم و شاد رہیں تیرے بزرگ و کوچک — روز افزوں کرے خالق تیرا یہہ جاہ و جلال

جو مخالف تیری دولت کے ہوں وہ ہوویں ذلیل — اور موافق جو تیرے دوست ہوویں سو نہال

قبلہ ہر دو جہاں کعبہ کون و مکاں — عفت و عصمت زناں مریم بلقیس نشاں

جب وہ عماری نشیں ہووے روانہ کہیں — قیصر و فغفور وہاں ہوویں جلو میں رواں

شوکت و اقبال و فرخندہ بے دام و زر — بخت و ظفر ہمعناں لے چلیں بان و نشاں

یعنے وہ کلثوم عصر خاور و فاطمہ — بسکہ عفت کی جان فخر زمیں و زماں

خلق میں جسکا ہی اب شیبا خانم لقب — اسکے ثنا خواں ہیں سب مہر و ملک انس و جاں

دختر مرزا علی خان بہادر ہی وہ — ذات کو اسکی خدا جلکیں رکھے جاوداں

دولت حشمت کی ہی ذات تیری افتخار — صاحب اعزاز ہی بسکہ تیرا خانداں

رکن نماز اسطرح ہوتے ہیں تجہسے ادا — وصف میں جسکے یہاں ہی مہری قاصر زباں

جتنے اصول و فروع دین محمد کے ہیں — علم و عمل میں تیرے ہیں یقیں بے گماں

آئینہ رو تیرا مطلع احسن ہی وہ — شمس و قمر ہوں خجل دیکہیں اگر یک زماں

باغ میں ہووے کبھی گر تو بتقریب سیر — شرم و حیا جو تیری ہووے وہاں حکمراں

دلکو یقیں

دلکو نفیس ہی میرے غنچو نکے تنہ سے نقاب — جا کے صبا صبحدم کھولے اندر گلستاں

جسکے نہ تن پر کبھی ہووے جنم سے لباس — دیوے مکلّل اسے خلعتِ گوہر فشاں

جود و سخا کا تیری کیا کہوں میں الغرض — دستِ کرم سے تیرے اہلِ جہاں کامراں

تیری ہی ہمت نے کیا دفترِ حاتم کو طی — تابعِ فرماں تیرا عدل میں نوشیرواں

عدل سے ہر ناتواں تیرے یہاں تک قوی — پہیل تن اپنے تئیں سمجھے ہر ایک ناتواں

کوہِ سنگ رنگیں تیرے ایسے ہر ایک ہیں بلند — روبرو جسکے ہیں پست گنبدِ نُہ آسماں

ہووے جہاں نقشِ پا حور وہاں جبہ سا — خاک کو در کی تیرے سرمہ کریں قدسیاں

تیرے ولا کی دعا ہے یہی صبح و سا — خرّم و خنداں رہیں تیرے سب خورد و کلاں

تا کہ گلستاں میں ہے مرغِ چمن نغمہ سنج — تا کہ تر و تازہ ہے سبزۂ گلشن یہاں

بزم میں تیری سدا نغمۂ شادی رہے — زمزمۂ عیش بن کچھ نہ سنے کوئی وہاں

جو ہیں احبا تیرے وہ رہیں عیش میں — اور عدو مبتلا ہوویں بہ آہ و فغاں

جب آوے نطق بہ یاروِ مری یہ طبعِ سلیم — کرے وہ اہلِ سخن کو بصد زباں تعلیم

یہہ وہ ہی مایۂ فطرت کہ جسکا نا یابد — رہیگا خلق میں جاری ہمیشہ فیضِ عمیم

سخن سے جو صلے کو یوں کرے وہ دریا نیت — کہ جیسے ماہیتِ عطر ہوتی ہے شمیم

ہر ایک لحظہ ترقی سخن کو ہی از بس ‏ ‏ کرے ہی کار ندیم آگے میری طبع سلیم

جو گوش ہوش سے سنوا سخن کا ہو مرے ‏ ‏ تو ہر سخن پہ کرے وہ نثار در یتیم

نہ لن ترانی کرا تینی تو مدح کہہ اسکی ‏ ‏ خدا نے خلق کیا ہی جسے بطبع سلیم

بلند اختر و الا حشم وہ مہر خصال ‏ ‏ کہ ذرہ پرور عالم ہی اسکا فیض عمیم

خلف وہ ایسے سلیمان عصر کا ہیگا ‏ ‏ کہ جسکی قدر کی کرتا ہی آسمان تعظیم

وہ یعنی کون کہ مرزا علی محمد ہی ‏ ‏ اسی کو کہتے ہیں ابن کریم ابن کریم

ہنر بخشش اسکی کا شہرہ ہوا جہان کے بیچ ‏ ‏ کہ کھل گئے ہیں اثر سے خوشی کے گوش صمیم

اگر بیان کروں ہمت کا اسکی ایک شمہ ‏ ‏ تو سنکے حاتم طی کا دل و جگر ہو دو نیم

ہنر وری میں وہ یکتا ہی شہرہ آفاق ‏ ‏ نہ اسکی کنہ کو پہنچے خیال ذہن فہیم

شعور و ذہن و فہم کمال اس جناب کا اب ‏ ‏ کہ لے ہی مایہ فطرت کو وام اسے حکیم

کرے ہی مدح تو غایب میں اسکی کب ابدال ‏ ‏ ثنا گر اسکی حضوری میں جا کے گر ہی فہیم

نہ پرورش میں جہاں کی ہی تیرا فیض عمیم ‏ ‏ کہ وصف میں تیرے قاصر زبان خدا ہی علیم

ہر ایک پر تیرا یوں فیض عام جاری ہی ‏ ‏ کہ روزی خانی اکبر کرے ہی جوں تقسیم

نہال ہیں تیری دولت سے سب اہل زماں ‏ ‏ کرے ہی پرورش از بسکہ تو بناز و نعیم

تو وہ ہی ماہ منیر سپہر عز و علا ‏ ‏ کہ مہر فیض سے روشن ہی تیرے ہفت اقلیم

زلہا

زبسکہ بحر معانی کا تو ہوا غواص — ہر ایک سخن ہی ترا بے بہا ز دُرِّ یتیم
تو وہ ہی شہرۂ آفاق عدل و داد کہ بیچ — کہ جسکے عدل سے نوشیروان ہوا تعلیم
صدف جو بحر میں نکلے ہی قطرۂ نیسان — تو عدل سے ترے انکے عوض میں دُرِّ یتیم
یہ شفقت از رہ انصاف تو ان پہ ہی — کہ سمجھے ہیگا توانا ضعیف کو بھی جسیم
ترے جہان وہ شان تہور میں مطلع عزا — کہ جسکو سنکے تہمتن کا بھی جگر ہو دو نیم
ترے وہ عزم کا ہی دبدبہ بہفت اقلیم — کہ عہد میں ترے ہرگز سنا نہ نام غنیم
صف عدو میں جو شمشیر نیلے کے برق مثال — تو تیغ زن ہو تو وصف ہو مثل عظم رمیم
دو برق دم لگے اعدا کے فرق پر جدم — تن ان لعینوں کے لے سر تا قدم ہوں دو نیم
ترا سمند فلک سیر گرم رو الہا — کہ جیسے برق بھی سرعت میں اسکو ہی تعلیم
صف عدو پہ جو پہنچے تو اسکو روز مصاف — تو ایک لحظے میں پامال کر دے فوج غنیم
یہ سربلند ہی فیل فلک صفت تیرا — کہ جسکے آگے رکھے حکم کا کوہ جسیم
صفائے رنگ میں یوں جلوہ گر ہیں دانت اسکے — سپہر جاہ کے قطبین ہیں یہ نزد فہیم
سوار ہو کے تو اُس پر عماری اُپر جس روز — تو مہر برج حمل سے تجھے کرے تسلیم
تیری وہ ذات ہی عالم میں اُن خجستہ شمیم — گدا کو پل میں کرے ہی غنی ز گوہر و سیم
اب آگے عرض کرے کیا یہ تیرا عاجز مدح میں — کہ دل لے ہیگا ترے خاک آستاں کا قسیم

رضا جو جسمیں تیری یہہ اسی میں راضی ہے — کہ شرط بندگی عجز و نیاز ہی تسلیم
ولے کرم کا بھروسا ہر ایک لحظہ ہے — گر اس طرف ہو کبھی تیرا فیض لطف عمیم
تو فیض لطف سے تیرے یہہ اسکا رتبہ ہو — کہ جیسے گلکا ہو طالب ہر ایک بہر شمیم
کر اختتام دعا پر ولا قصیدے کو — کہ آمین آمین کہیں ساکنان عرش عظیم
ترا یہہ دولت و اقبال روز افزوں ہو — سدا نثار ترے فرق پر ہو گوہر و سیم
رفیق و خویش و برادر جو تیرے ہیں احباب — رہیں وو عیش و طرب میں سدا بناز و نعیم
عدو ہو جو کوئی تیرا تو اس پہ نا یا بد — ملائکان معذب کریں عذاب الیم
خدا رکھے تجھے دایم صحیح اور سالم — سدا رہیں ترے اعدا ذلیل اور سقیم
سدا نوازش حیدر رہو حال پر تیرے — بحق آل محمد بحق حی قدیم
تجھے نصیب وہ دولت جہاں میں ہووے — شمول دولت مہدی سے ہووے جو زر و سیم
ملا ہے نوشہ کو شادی کی شب ... سر پر — کہ صد ہزار نقش ہی جسے ... پذیر
ملا ہے نوشہ کو شادی کی شب تاج سر پر — کہ صد ہزار نقش ہی جسے رنگ پذیر
نشاط و فرحت عشرت ہزار عیش و خوشی — کہ ہی حرف فرحت شادی و عالم تصویر
اسی سبب دل عالم ہے شاد شاد اسے — کہ اس جہاں میں یہہ شادی ہی بے عدیل و نظیر
ہے مرسوم د نام یہہ اسکے خلف کی شادی کی — کہ جسکے نام کی ہے چار دانگ میں توقیر

امیر

امیر بند و سالار رخنک فخر جہاں ٭ خلیق و اکرم اشجع و صاحب تدبیر
پہر نونہال ہی اُسکے ہی باغ دولت کا ٭ کہ جسکا نام مبارک کروں ہو نہیں تحریر
امیرزادہ والا حشم سعادت مند ٭ بلند اختر و طالع سعید بدر منیر
وہ میرزا ہے جہاں ہی علی حسن یعنی ٭ اُسیکو کہتے ہیں ابن امیر ابن امیر
ہوئی ہے اُسکی پہر شادی کہ اتنا کہ جہاں ٭ کہیں کسو نے نہ دیکھی ہے نے سنی نظیر
بیاں نہیں کیا کروں اب قصر جاہ کا اسکے ٭ کہ جسکے سقف کا ہر رکن ہے ہر ایک امیر
ہر ایک مکاں ہے منقش و اوسکا عالیشان ٭ کہ جسکے آئینے کے آگے ہی پست چرخ اثیر
ہر ایک کو رشک رنگیں کا اُسمیں یہ عالم ٭ کہ جسکے آگے ہو قصر ارم نہ رنگ پذیر
ہر ایک مکان یہ رنگیں مزین و موزوں ٭ گویا کہ کھینچی ہے بہزاد نے ہر ایک تحریر
ہیں اُسکے کیا گل تعمیر کی کروں تعریف ٭ ہوا آب و خاک کی جا جسمیں صرف عطر و عبیر
رکھے ہی کو رشک رنگیں پہ یہاں یہ بہار ٭ کہ خوشنما لگے گلشن پہ جیسے ابر مطیر
ہر ایک جا ہی یہ ہے دل جب روح کا عالم ٭ کہ جیسے ہووے مرقع میں عالم تصویر
پہر آگے نقشہ بیان کیا ہو اس عمارت کا ٭ کہ جسکی کی یہ صانع نے آن کر تعمیر
ہر ایکجا پہ بچھا ہی یہ فرش رنگا رنگ ٭ کہ جسکے ہووے مقابل نہ گلشن کشمیر
یوں محفل اُسکی میں فانوسیں جا بجا روشن ٭ گویا کہ ہیں لگے بہم بدر و ماہ زہرہ و تیر

یوں جلوہ گر شب بلدا ہیں ہر ایک فانوس
کہ جسکے آگے خجل ہو شعاع بدر منیر

جو دیکھا ہر متنفس کو اسکی محفل میں
بجز خوشی کے زباں پر نہیں ہے کچھ تقریر

کہیں ہے رمز و لطائف کوئی جگت بولے
مئی نشاط سے ہیں مست سب صغیر و کبیر

بجے ہے دایرہ اور دھمدھمیں کہیں مردنگ
کہیں ہے چنگ و رباب اور کہیں خوشی کی نفیر

سمجھ کے دایرہ مہر کو بشکل دف
کریں ہیں رقص کواکب تمام زہرہ سے تا تیر

کہیں ہے دستۂ نرگس کہیں ہے گلگلی چنگیر
کہیں ہے طبلخۂ روشن کہیں ہے عطر و عبیر

پڑی ہے گلگلی حمایل ہر ایک گلرو کے
ہر ایک نازنیں پہنے ہوئے لباس حریر

خیال دل میں یہ گذرا ہے دیکھ ہر ایک کو
کہ کلک صنع نے کیا کیا بنائی ہے تصویر

ہوئی ہے بزم یہ خسرو سفر اپنے سنگ جا
جہاں کے ہو وے نہ غلمان و حور کو توقیر

یوں ہمت سے کچھ نہیں عالم ہی یار و نوشہ کا
کہ جوں ستارے فلک پر ہو لا گرد بدر منیر

پھر آگے ہمت عالی کا کیا کروں میں بیان
کہ بخشش دیوے ہے سائل کو پلمیں گنج خطیر

اسے کہ تن پہ ہو جسکے لباس عریانی
لگا کے بنگ سے بخشے تو صوبہ کشمیر

نہ وہ ہے حاتم دوراں کہ ہے تری بخشش کی
زبان خامہ نہیں کر سکا ہے کچھ تقریر

یہ شادی تمکو مبارک ہو کتخدائی کی
اور ان سبھوں کو تمہارے جو ہیں صغیر و کبیر

یہ ایک شادی اور ایسی ہزار ہا شادی
تمہیں نصیب ہو جب تک فلک ہے دور پذیر

دعا ہی

یہی دعا ہے دلا کی ہر ایک صبح و مسا
تمام مملکت ہند ہو تیرے تسخیر

بہار کا ہی پر باغ جہاں میں جوش و فور
کہ زخم خار سے عالم میں گل کرے ہی ظہور

بچھا ہی صحن چمن میں یہ فرش رنگارنگ
کہ جسکے ہو وے مقابل نہ اطلس و سنغور

ہر ایک عیش و طرب میں ہی اسقدر مشغول
کہ ہی خوشی کا ہی عالم میں ہر طرف مذکور

ہر ایک دل غم و اندوہ سے مبرا ہی
مگر نشاط سے از بس ہر ایک ہی مسرور

بہر دلیل شہ ہند بزم ازل سے ای ندا
کہ بحر معنی و ذہن و ذکا و فہم و شعور

نہ مدح کہہ تو بخیل و لئیم کی ہرگز
ثنا گر ایسے کی جس کی تیری ہو رفع ضرور

زبان مدح و ثنا کھول اسکے وصف میں تو
تمام خلق ہی جسکی ثنا بہ اب مامور

وہ نام نامی آفاق ہی فریدون فر
کہ فیض عام سے عالم ہی جسکے سب مشکور

وہ فخر عالم و عالی حسب بلند نسب
کہ جسکے تابع فرمان تمام ہی جمہور

وہ کون آل نبی رودمان عز و شرف
کہ جسکے خلق و کرم سے جہان ہی مسرور

وہ یعنی کون ہی کاظم علی سلیمان عصر
کہ ہی امیر خلائق جہان میں مشہور

علو مرتبہ اسکا میں کیا کروں تحریر
کہ جسکے ہو وے مقابل نہ قیصر و فغفور

جو نور ناصیہ اسکا سے مرضیا لیوے
تو اس سے مہر جہانتاب لیے ہمیشہ نور

یہہ اسکی جود و سخا میں ہو تقدیر رہی
کہ جن دیو ہے سلیمان کا ہو کو مقدور

کسو سے ہمت عالی کا اسکی کیا ہو بیاں | عطا کرے ہی وہ سایل کو لعل و در بو فور

پڑھوں وہ مطلع تازہ حضور والا میں | کہ جسکو سنکے سدا آفریں کہے جمہور

صفات تجھمیں جو ہیں کسطرح وہ ہوں مسطور | بسان اختر افلاک ہیں و لا محصور

تیری ثنا میں جو عاجز ہو منشی تقدیر | تو لکھ سکے تیرے اوصاف کوئی کیا مقدور

یہ منزلت ہی تیری عرصہ گاہ شوکت کی | ہما کے واسطے اس جا ہی زہرہ عصفور

تیری نگاہ پہ وہ سر بسر ہویدا ہی | جو کچھ کہ چشم خلایق سے ہی نہاں مستور

بہم نہ پہنچے جسے ایک پرچہ دے اسکو | ہزار خلعت دیبا و قاقم و سیفور

اگرچہ وعدہ کرے تو کسو سے خلعت کا | تو مہر سا ہو مکلل وہ خلعت مذکور

نہ فیض جود تیرا کچھ صحیح و سالم پر | کرے نہ دست کرم کو رو لنگ تک بھی قصور

تیرا وہ عدل کہ ہم پیشہ نہیں غزال پلنگ | کرے نہ بز کی شبانی سو گرگ کیا مذکور

نہ آشیانے میں یکجا ہی بلبلے بدوش ہیں | کرے ہی باز سدا حفظ بچۂ عصفور

نہیب قہر سے تیرے عدم کا راہی ہے | نہ عہد میں تیرے کچھ کر سکا ہی فتنہ فتور

مقابلے کو تیرے آوے کوئی کیا مقدور | اڑے ہی چہرہ رستم سے رنگ تیرے حضور

صف عدو پہ اگر تیغ لے تو عزم کرے | کرے فرار تجھے دیکھ لشکر مقہور

لگے وہ کوہ کی چوٹی پہ برق در دم جہدم | کرے نہ گاوزمیں تنگ کسطرح سے قصور

اگر بہار

اگر بہار کے تو دے پہ تو لگاوے تیر
کرے سرنگ اُسے توڑ کر بہاں دستور

تمام روۓ زمیں کی جو خاک کو چھانے
تو پھر خدنگ نظر آوے اِسکا کیا مذکور

عوض جو تو دسے کی دیوے فرا گوہ کو تو
تو ہو وے سینۂ کہسار خانۂ زنبور

وہ برق وش نہیں اشہب رنگ ہے فلک سیار
کہ جست و خیز کا جسکی نہو سکا مذکور

کرے تمام وہ دورے کو اتنے عرصے میں
کہ ماہ طی نکرے ایکدرجہ اُسکا حضور

فقط نہ عزت کا کل ہے اُسکی سر جوتی
جو اُسکی یال کو دیکھا تو رشک طرۂ حور

علو شوکت و شاں ہے بہے شیر ہاتھی کی
کہ ہمسری بھی کرے چرخ اُس سے کیا مذکور

یوں اُسکی مستک رنگیں پہ خوشنما جھک
کہ جیسے شام و شفق میں کرے ہلال ظہور

صفاۓ رنگ میں یوں جلوہ گر ہیں دانت اُسکے
کہ جیسے رات اندھیری میں ہوں دو شعلۂ نور

کہے ہے اُسکی عماری میں تجکو دیکھ کے خلق
کیا ہے مہر نے برج حمل میں آکے ظہور

رفیق و خویش و برادر بزرگ اور چھوٹ
ہیں جتنے تیرے احبا سدا رہیں مسرور

تمام عمر ہوں خونیں جگر ترے اعدا
بدن پہ اُنکے ہر اک مو ہو نشتر زنبور

یہ اُسکے حق میں دعا ہے ولا کی صبح و مسا
خدا نصیب کرے جو کہ ہو تجھے منظور

کہ اُسکی جاہ کو مقرون دولت مہدی
بحق آل محمد تو اے کریم غفور

تو ہی وہ فیض بخش فیض رساں | کہ کرم کا ترے نہو وے بیاں
کیا کہوں قدر و منزلت تیری | کہ نہیں کوئی تجھ سا عالی شاں
فلک انجم ہے تو ہے مہر منیر | تجھ سے روشن ہے ذرہ وار جہاں
سیم و زر سے کے طباق بسل و نہار | تجھ پہ کرتے ہیں مہر و مہ قرباں
تیرے آگے بلند مرتبہ پست | ہے وہ رفعت تری سمو مکاں
جاہ و حشمت میں کیا کہوں تیری | زیب دیتی ہے تجھ کو شوکت و شاں
ہے خلیق آپ تو سلیم الطبع | کہ نہیں تجھ سا خلق میں انساں
گلشن دہر میں ہے تو وہ گل | کہ معطر ہو جس سے عنبر جاں
ہے تو ہی میوہ نہال کرم | تر و تازہ ہے تجھ سے باغ جہاں
بسکہ قانون داں ہے ہر فن کا | بہرہ ور تجھ سے ہے ہر ایک انساں
فن حکمت میں یاں مہارت ہے | کہ نہ پہنچے فراست لقماں
کرے نبض سے تو مرض تشخیص | ایسی قیافہ شناس قاعدہ داں
پھر تو نباضیں تجھے ہی دخل | چار عنصر ہیں تابع فرماں
حق نے بخشا ہے تجھ کو دست شفا | زندہ ہوتا ہے مردہ بے جاں
سب اطبا کا یہ مقولہ ہے | ہے تو اس وقت میں مسیح زماں

مرزا بخشش

تیری بخشش کی کیا کروں تعریف
شمہ تیری ہمم کا ہو نہ بیان

تیرے در کا گدا ہی حاتم طی
بہر سخاوت تیری ہے فیض رسان

تیرا دست کرم ہی بحر عطا
بخشے سایل کو گوہر غلطان

آیا جو در پہ تیرے حاجتمند
تونے کی اسکی احتیاج روان

رو برو تیرے خم ہی پشت فلک
ہی بہ شوکت تیری عظیم الشان

ہی وہ اشجع تو شہرۂ آفاق
نام سے تیری ہو عدو لرزان

روئیں تن موم ہو کے بہجاوے
جگمگی تیری تیغ ہو رخشان

گر لگاوے تو فرق دشمن پر
ہو وے گاوے زمیں تلک بران

تیرا توسن ہی گرم رو ایسا
دیکھ کر جسکو برق ہو حیران

تیز گامی ہی کیا کہوں اسکی
باد صرصر سے جلد و تند روان

عرصۂ وسعت جہاں ہو تنگ
دے تو میدان اسمیں جسکہ جولان

گوش دل سے ذرا رہو سامع
تہنیت دے ہیں ملکے پیر و جوان

پالکی ہہہ تجھے مبارک ہو
بو علیخاں بہادر دوران

دیکھہ اسمیں تجھے کہے ہی خلق
مہر برج حمل میں ہی رخشان

سن دعا یہ اس قصیدے کو
آمین آمین کہے ہیں اہل جہان

یہہ دعا ہے ولا کی صبح و مسا — کہ بر آوے مرادِ ہر دو جہاں

جیسا نہ نکہتِ گل سے چمن ہے عطر فشاں — جو غور کیجے تو یکسر مہک رہا ہے جہاں
ہوائے تختۂ گل ہمکو کب خوش آتی ہے — مشام جاں میں اپنے بھرا ہے مشکِ نہاں
خوشی سے رہتا ہے ہر دم شگفتہ غنچۂ دل — چمن کی سیر کی پروا کسے دماغ کہاں
ہزار عقدۂ مشکل کے اپنی آنکھوں میں — بنے ہیں دانۂ شبنم سے گوہرِ غلطاں
لگے ہے اپنا کوئی ایسے لالہ زار میں دل — کہ ہووے خضر طبیعت کے آگے نافرماں
ہیں ایسے مرجعِ گلزار کا ثنا خواں ہوں — کہ جسکے فیض سے شاداب و سبز ہے بستاں
وہ باغِ خلق میں گلدستۂ مروت ہے — کرم سے اُسکے ہے پربار شاخِ احساں
جہاں میں [illegible] گروہ کا — بجا ہے گر کہیں اُسکو کہ اوتار ہے اہلِ جہاں
غرض کہ نامی ہے وہ نامور مہاراجا — تکیت رائے بہادر رئیسِ ہندوستاں
نہ بیٹھ کے کرے چندن کی چوکی پر داتون — کرے وہ دان کھڑا ہو کے جب تلک نہ وہاں
امیدوار خلائق ہوا اُسکی بخشش کا — نہا کے بیٹھے سنگھاسن پہ جبکہ ہے شاداں
کوئی کہے کہ بکرماں کہے یہہ مقابل ہے — کوئی کہے کہ یہہ راجا کرن ہے فیض رساں
کوئی دعا کرے کوئی اشیرباد کہے — تمام ہند و مسلماں شیوخ برہمناں

مجرائی

محرر آتے ہی رہے جمع کرکے سب افراد — کسو کی عرض کسو کا نہ بانی حال و بیان

یہہ حکم ہووے کہ جس جسکی ہو کچھ استدعا — دلاوو جلد خزانے سے دیر ہووے نہاں

محرراں جہاں نسخ ہووے اسکا جب — اگرچہ راجہ ہو تونگر وہ بھی ہو حیراں

جو کچھ خزانے بخشے کسو کو بے پرسش — سو وہ سیاہے میں منظور رہے بنام فلاں

جو آوے جیب کیسہ بھر کے لے جاوے — جو ہاتھ خالی ہو پر کر لے زر سے داماں

کبھی جو حاتم طی دیکھے اس سخاوت کو — تو اسکے تن سے وہیں مرغ روح ہو پراں

دلاوہ مطلع انور حضور میں کر عرض — کہ جسکے سامنے بے نور ہو مہ رخشاں

نہو سپہر پہ کس طور مہر ہونا پامال — کہ تیری رائے کے تابع ہے گردش دوراں

نہ دیکھا چشم نے گیتی کی تجھ سا چشمۂ فیض — سنا نہ گوش نے امکاں کے تجھ سا ذوالافضال

نہ پاوے دوسرا اس دور میں کوئی تجھ سا — اگر ہزار کرے چرخ دورۂ دوراں

تو جامہ زیب ہے ایں کہ دست ہمت نے — کیا ہے قد پہ تیرے راست خلعت اجلال

وقار سے ترے پاتی ہے ارض سنگینی — ترے ہمم سے سبک وزن ہے سپہر جہاں

فلک نے دیکھ کے خدمت کا تیرے طالع و بخت — کیا ہے عشرت خوش مہر و مشتری کا قراں

بلند رتبہ فلک کا ہے تیری رفعت سے — تجھ آگے پست ہے کیا ہو عظیم الشاں

تیری عطا سے جہاں میں سخی کو ہے اقبال — علو قدر تو تیرا ہی ہے تو ہی سمو مکاں

مناسبت تیرے لب سے نہ پایا گر یاقوت
تو اسمیں واقعی ہوتا یہہ رنگ ڈھنگ کہاں

اب آگے عدل کی تیرے تیں کیا کروں تقریر
ہر ایک خاطر دو عالمی کی ہے زباں بیاں

پھر عدل ایسا ہے کہ جو ڈرتا ہے ظالم
ستائے کوئی کسیکو جہاں میں کہاں امکاں

کوئی پرندہ نہ مارے کسی پرندے سے پیر
کسی درندے کا کوئی درندہ ہو نہ کشاں

فقط نہ بن ہیں ہیں یک جا پھرتے ہیں آہو و شیر
پھریں ہیں ملکے بہم گرگ و گوسفند و شباں

نظر سے شوخی کی دیکھے کبھی جو قاز کو باز
گرے ہیں ہو کے ہوا سے وہیں وہ سر گرداں

بچھیرے بچہ گنجشک کے کبھی وہ باز
تمام خلق سے آنکھیں چھپا بیٹھے پنہاں

ڈرے کلنگ نہ سیمرغ سے اگر بہم تا
پھریں وہ قاف سے تا قاف ہو کے با افغاں

مجال کیا تیرے بستے میں عدل کے صیاد
بچھا کے دام قفس میں لے آوے جانوراں

اگر لے آوے بھی پنجرے میں بلال کو تعین
تو حوض میں اسکی خواہش کرے تو واں وہاں

جو ہووے باز سے نقصان یک پر عصفور
تو تیر سے تیر کا پر اسکا سر ہو پراں

بنایا ایک مہاراج نے بلم تالاب
کہ مشکلات جہاں کل یہ ہو گیا آساں

علی الخصوص ہیں تالاب کا کروں کیا وصف
غرض کے لے کے پرندہ چرند تا انساں

نہاوے جا کے جو اسمیں مریض پاوے شفا
جو تندرست کرے غسل ہووے وہ شاداں

لذیذ آب زلال ایسا شیریں ہو ہاضم
کہوں نہ کیونکہ اسے رشک چشمہ حیواں

بلجاگا

بجا ہی گر اُسے کہیے کہ ہی وہ آبِ حیات — یہہ فیض جاری ہی اُسکا کہ ہو سکا نہ بیان
ولا تو وصف کر آگے اب اُسکے توسن کا — کہ جست و خیز میں قاصر ہی جسکے اپنی زبان
ہنر اوہ نازی ہی جیسے ہوں کان ترکی کو — نسیم دیکھ کے چال اُسکی خوب ہوئی حیران
وہ اِسفدر کا بہزاد ہی گویا تصویر — کہ باگ لیتے ہی اُتر جا یہاں یہاں سے وہاں
کوئی کہے کہ یہہ بجلی ہوا میں چمکی ہی — کوئی کہے کہ یہہ شعلہ ہی نور کا رخشاں
چمک یہہ نعل میں ہی وقت جست و خیز اُسکی — جھلک کو دیکھ کے جسکے ہو برق بھی حیران
کوئی کہے کہ نہ بجلی ہی نہ یہہ شعلہ نور — یہہ باد پا ہی کسی شہسوار کا جولان
میں تیرے فیل سواری کی کیا کروں تعریف — جہاں میں شہرۂ آفاق ہی وہ پیل دمان
بلند مرتبہ ہی وہ فلک کی رفعت سے — عروج اوج تک اُسکے نہ چل سکا کیوان
نمود چہرے سے اُسکے سیاہی شب کی ہی — نشان صبح صفا ہی سفیدی دندان
وہ زرق برق کی اُسکے ہی اُسی زریں جھول — شب سیاہ میں انجم ہوں جیسے نور افشان
جو دیکھتا ہی سو کہتا ہی کیا تماشا ہی — یہہ آج رات ستارے ہیں کچھ عجب تابان
یوں خوشنما لگے ہی اُسکا تو عماری میں — گویا کہ برج حمل میں ہی نیر رخشان
دعا یہ ختم کر اُسکا تو اب قصیدے کو — کہ ہو صفات بیان اُسکے کچھ کیا امکان
جہاں میں جب تلک باہم ہی شمع و پروانہ — چراغ خانۂ دولت کا تیری ہو تابان

ولا دعا کرے اور سب کہیں آمین — رہے تو گلشن ہستی میں خرم و خندان
ایک تیری ذات ہے مریم ثانی یہاں — پیکر عصمت کے جی قالب عفت کی جان
رو برو پروانہ کے شمع نہ بھر کے آنکھ — شرم و حیا گر تیری بزم میں ہو حکمران
بزم میں گر ذکر ہو تیری حیا کا نہ ہو — پردے سے فانوس کے شمع کا چہرہ عیان
شرح کرم گر تیرے لکھے تو نالِ قلم — ہووے رگ ابر سا بس وہیں گوہر فشان
دست سخا ہے ترا پنجہ خور سے فزون — رہتا ہے نت خاک پے لطف سے ذرہ زر فشان
خوان سخاوت ترا بسکہ جہاں میں ہے عام — دوست و دشمن سبھی ہوتے ہیں یہاں میہمان
صورت و سیرت میں وہ بے بدل و بے نظیر — اسکا بیاں کیا کریں ہم سے کہاں ہو بیان
غور کی سی عشرت ہے وہ منتظری فطرت ہے وہ — کون وہ زیب انسان رشک مہ آسمان
چہرے سے اپنے جو وہ وقت عرق پونچھ کر — پھینکے ہے رومال کو ہووے ہے گوہر فشان
نقش قدم پر ترے بوسے دیں ہر دم ملک — خاک کو در کی ترے سرمہ کریں حوریان
نام حاتم کو طے ترے کرم نے کیا — عدل کا تیرے سدا بندہ ہے نوشیروان
عدل یہ تیرا ہے اب ذال کے رستم ڈرے — خوف سے نت جاں بلب پشہ سے پیل دمان
آتش و آب ہیں بہم حکم سے تیرے میں یوں — آئینے میں جو نظر آوے رخ گلرخان
قصر سے قیصر کے بھی ہے ترا ایوان بلند — قصر فریدوں نہیں قصر ترا آسمان

نظر میں ترے

قصر میں تیرے بنا روضۂ شبیر جو — ایسی بنا پر ہر ایک ہوتا ہی تحسین کناں
روضۂ شبیر پردہ جو ہیں حوریں تمام — بال ملک سے جو نت رکھتی ہیں جوڑہ بیاں
ہاتھ اٹھا کر یہی مانگتی ہیں اسکے لئے دعا — حل کرے سب مشکلات تیری خداے جہاں
گوشۂ خاطر سے اب اسکو نہ تو بھولیو — یہہ جو ولا نام ہی بندہ ہی تیرا بجاں

ہزار باغ بہار طبیعت شعرا — ہی ایک گل میرے گلزار طبع رنگیں کا
فصیح تر ہی فصیحی سے گفتگوے فصیح — غرض کہ ہو نہیں فصاحت میں افصح الفصحا
سحاب فکر کے بارش جو ہووے نیساں وار — تو بہہ چلیں در مضموں کے سینکڑوں دریا
پڑھے ہی جو کوئی مصرع مرا چمن کے بیچ — زمیں میں رشک سے جاتا ہی ایک سرو گڑا
غزل سرائی پہ گر ہو طبیعت رنگیں — تو پھر یہہ مطلع تازہ پڑھوں چمن میں جا
نسیم وا کئے کس گلبدن نے بند قبا — جو غنچے پیرہن اس رنگ سے کریں ہیں قبا
ہماری لاش سے قاتل تک ایک سرک جانا — بھرے نہ خون سے دامن جو نام ہو تیرا
کی اپنی رات قصبوں نے ایسی کوتاہی — دراز ہاتھ کیا پر نہ زلف تک پہنچا
تمام یہہ گئی بانی ہو شمع مجلس دیکھ — شب فراق میں ہیں رات اسقدر رویا
نہیں ہی فائدہ اس گفتگو سے جز غم عشق — اب اسکی مدح و ثنا صدق دل سے کر تو ولا

وہ کون یعنی ہے والا حسب بلند نسب ہے جسکے وصف میں قاصر زبان شاہ و گدا

بیاں میں کیا کروں اب قدر و منزلت اسکی نہ پہنچے رتبے کو جسکے سکندر و دارا
وہ ہے غلام رضا خاں بہادر دوراں کریم و حاتم و دانا امیر سب سے ہمتا
نظیر اسکا جو ڈھونڈو نہیں ہے عالم میں کہ بے نظیر خدا نے اسے کیا پیدا
خلیق ایسا ہے وہ صاحب مروت و حلم کہ جسکے خلق سے گرویدہ ہے یہ خلق خدا
ہوا جہان میں یہ آوازہ اسکی بخشش کا کہ فیض عام سے اسکے ہی گوش کر شنوا
ہوا ہے عصر میں طی اسکی و فیض حاتم یہاں تلک ہے خلق میں اسکا جود و سخا
کر التماس ولا تو وہ مطلع عالی کہ سنکے سب کہیں شاباش جسکو اہل صفا
بیاں میں کیا کروں تیرا صلاح اور تقوا کہ معتقد ہیں تیرے کہاں جہاں کے سب صلحا
تیرا وہ زہد کہ قائل ہے دیکھ شیخ حرم تیری وہ ذات کہ گمرہ کا تو ہے راہ نما
تو وہ ہے پیرو دین محمد عربی کہ ہے نماز جماعت کی ساری تجھسے بنا
نماز و روزہ و خمس و زکات و حج و جہاد بخوبی تجھسے ادا ہوتے ہیں یہ فرض خدا
جو کوئی راہ شریعت میں تیرا پیرو ہو پیمبر اُسسے ہو خوشنود اور امام رضا
تیرے سبب سے یہاں تلک ہے رونق اسلام کہ سبزوار ہوئی شہر لکھنؤ کی بنا

بنادیر

بتان دیر کو توڑا اور توڑ کر زنار — برہمن آکے مشرف ہوئے بدین خدا

نہ عدل کا تیرے نوشیروان غلام فقط — غلام حاتم طی ہے تیرا از راہِ عطا

رواجِ داد و دہش کا جہاں میں تو ہے سبب — کہ ہے امیر تو عادل کریم اور سخا

دلاوری میں وہ اشجع ہے تو کہ روز نبرد — جو تیرے سامنے رستم بھی ہووے بیں آتا

کرے تو زیر و زبر اب ایکدم میں اسے — کہ جاوے شہرِ بقا سے وہیں ملکِ فنا

تیری وہ تیغ ہے الماس رنگ برق مثال — کہ زہرہ آب ہو دیکھن تسو نکار روزِ وغا

وکر تو وار کرے اسکا توپ کے اوپر — کرے دو نیم اسی دم میں وہ خیارا

وہ باد پا تیرا گلگوں ہے رشکِ صد گلزار — کہ جسکی گرد کو پہنچے کبھی نہ بادِ صبا

رکھے ہے شوخی انداز اسکا طرزِ خرام — پری نہ رقص میں اس رنگ سے ہو جلوہ نما

بکھو نہیں کیا تیری ہاتھی کی آگے تو کس سنان — کہ پشتِ پیل فلک جسکے آگے ہیگی دوتا

وہ سربلند تیرا فیل عرش پیکر ہے — کہ جسکے پانو کی زنجیر کہکشاں ہے سدا

وہ دانت اسکے ہیں خمدار سربلند ایسے — گویا اٹھاتے ہیں درگاہِ حق میں دستِ دعا

اگر وہ جانبِ اعدا کبھی کرے آہنگ — کہے یوں لشکرِ مقہور توپ کی ہے صدا

سوار دیکھ کے ہاتھی پہ تجکو کہتی ہے خلق — ہوا ظہور رخِ بدر در شبِ یلدا

کر اختتام دعا پر لا مقصد ے کو — کہ آمین آہیں کہیں کنان ارض و سما

رکھے ہمیشہ خدا اسکو حشمت و اقبال — تمام خلق کا تو ہو جہاں میں عقدہ کشا
رہیں سدا اسکے احباب خورم و شاداں — ذلیل و خوار رہیں جو کہ ہوں ترے اعدا

زبان اردو میں سنکر جہاں مری تقریر — کرے ہی صفحۂ خاطر پہ ہر سخن تحریر
میں وہ محاورہ داں ہوں کہ روزمرے سے — کیا ہی ناطقے کا ملک یک قلم تسخیر
مری وہ طوطی خوش لہجہ ہے زباں گویا — کہ سنکے مرغ چمن بھولے جسکو اپنی صفیر
جہاں اباد ہی نقد سخن کا دار الضرب — ہی ٹانکی خاک مس قلب کے لئے اکسیر
سکہ کلام کا میرے پڑے ہی وہاں سکہ — باتفاق کہیں ہیں اسے صغیر و کبیر
جو سوچتا ہو نہیں اسپر بھی مرتبہ اسکا — کہ جسکے رتبے کے بندے ہیں بادشاہ و وزیر
عیار اپنے ہیں سیم سخن میں کم پاکر — کروں ہوں معذرت اسکی کہ تا نہو تقصیر
زبان ناطقہ ہی لال اسکی مدح میں — نہیں ہی اسکا جہاں میں کوئی عدیل و نظیر
بلند اختر و دارا حشم سلیماں فر — کریم و حاتم و اشجع امیر ابن امیر

وہ یعنی کون ہی اکبر علی عالی جاہ — خطاب اسکا ہی نواب و خاں امیر کبیر
وہ ایک بخشش و جود و سخا میں ہی ممتاز — کہ بے سوال ہی سایل کو دے ہے گنج خطیر

نذر جبیں

نہ ریزہ چین ہے فقط اسکی خلقت انسان | یہہ فیض عام ہے اسکا ہیں بہائم سیر
پڑھوں حضور میں تیرے وہ مطلع غرا | کہ جسکے روبرو ہو ذرہ وار مہر منیر
ثواب زہد و ورع ہیں تیرے عدیم النظیر | کہ مقتدی صلحا ہیں تیرے صغیر و کبیر
بعلم و فضل ترا یہہ صلاح و تقوی ہے | کہ فخر شیخ حرم تو ہوا بصد توقیر
کہیں نہ کیونکہ خداوند تجکو اہل حجاز | کہ تو ہے قبلہ امید ہر غنی و فقیر
سمجھ کے کعبہ مقصود آستاں تیرا | طواف کرتے ہیں در پر تیرے صغیر و کبیر
فقط نہ پرورش کو زرنگ ہے تجسے | ہے جود و بذل میں تو ملجا یتیم و اسیر
جو کوئی سوال کرے تجسے خلعت سرما | تو وہیں صوبہ کشمیر اسکی ہو جاگیر
ہمم کا تیری بیاں کیا کروں کہ حاتم طی | ہے تیرے در کے فقیروں سے خاکسار فقیر
ترا وہ ابر کف جود ہے گہر ریزاں | کہ جسکے روبرو شرمندہ ہووے ابر مطیر
محبونکی تیرے سا گذرے سدا یوں لیل و نہار | شب برات ہو ہر شب ہو روز عید غدیر
نہیب عدل سے تیرے کسی چرند و پر | دراز دست تعدی ہووے نہ چنگال شیر
نہ عنکبوت مگس کے ہو در پئے آزار | ہووے صعوے پہ ہرگز نگاہ باز دلیر
پڑھوں وہ شان تہور میں مطلع | کہ آفریں کہیں سب بحال بصد توقیر
یہہ دہاک تیغ کی تیری ہوئی ہے عالم گیر | کہ ایکدم میں کیا ہے جہاں کو تسخیر

دلاوری میں وہ اشجع ہی تو گر روز نبرد کرے عدو کو دو حصہ ز سایۂ شمشیر
وگر ہوں رزم میں سہراب و رستم و برزو بجز فرار کے سوجھی نہ انکو کچھ تدبیر
وہ راہوار ہی گلگوں ہی اسرع السیر کہ تیز گامی کی جسکے نہو سکے تقریر
قدم کو پہنچی کب اس تندر کے باد صبا جو اسکا گام ہی اول وہی اسکا گام اخیر
سوار اسپہ تو ہو کر کرے جو رزم کا عزم تو پھیر صفونکی صفیں آن میں کرے تدمیر
وہ شہسوار ہی تو بے کمند روز وغا دلاوران جہاں کو کرے ہی زندہ اسیر
جو ہے یہ مستی میں ہاتھی فلک شکوہ تیرا کہ دیکھ چال کو جسکی خجل ہو ابر مطیر
علو شوکت شاں اسکی کیا کروں میں رقم کہ جسکے پاؤنکی ہے دیکھو کہکشاں زنجیر
یوں اسکے لونہیں دنداں ہیں خوشنما گویا کہ نکلی ابر سیہ سے دو برق کی تحریر
یوں اسکی مستک رنگیں پہ ہے جھلک کی نمود کہ جوں ہو بادل کی شام شفق میں ہو تصویر
سنجی ہوئی ہی یہ اسپر عماری زر بفت کہ کوہ طور فلک جسکی پہنچی ہی تنویر
یوں تجکو دیکھ خلایق کہے ہی ہاتھی پر کہ ہی سپہر جلالت کا تو ہی بدر منیر
سدا یہ مسند حشمت تجھے مبارک ہو ہجوم در پہ ترے ہو ز پادشاہ و وزیر
سوار جب ہو تو پھر نماز عید ضحی صدائے تہنیت ایدھر ہو اور ادھر تکبیر
نماز عید کو جس دم تو پڑھکے فارغ ہو بصد نیاز تجھے نذر دیں صغیر و کبیر

ہزار فرط

ہزار فرطِ خوشی سے ہوں دو ہم آغوش
عدو دوام ہوں قربان تیری شمشیر

ہزار حج و زیارت کا نصیب تیرے سکا
کرے ثواب بحقّ ذبیح حیّ قدیر

یہی دعا ہے والا کی تجھے کہ عید ضحیٰ
دوام ہووے مبارک مع صغیر و کبیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے دل تو سدا شکر کر اللہ صمد کا — الحق وہی مالک ہے ازل اور ابد کا

کہتے ہین کہ یہ خلق ہے جون آئینہ خانہ — روشن ہے یہہ کثرت سے کہ جلوہ ہے احد کا

حیران ہو جب عقل کل اوصاف مین اے دل — حمد اسکی کرین منھہ یہہ نہین اہل خرد کا

تجھہ ناوک مژگان سے مشبک ہے دل ریش — سینہ ہے ہدف بسکہ تیرے تیر کی زد کا

پابند تیرا یہان ہر ایک آزادی جون سرو — دل دادہ فقط مین نہین اس قامت و قد کا

یہان فوج غم و لشکر اندوہ نے گھیرا — ہے ای سپہ آہ و فغان وقت مدد کا

کہتے ہین خط کاہکشان چرخ پہ جسکو — وہ ایک نمونہ ہے میرے آہ کی مد کا

اے یار خبردار ہو کر دیدۂ دل وا — غافل تو پڑا کیا ہے گیا قافلہ کد کا

ہے چرخ ستمکار دلا کیجیئے آزار — کچھہ فایدہ معلوم نہین اسکے حسد کا

جھمکاتی

جھمکا ہی جو کُچھ شعلۂ بُتِ صنم کا　　وُہ نور تو دیکھا نہ کبھی شمعِ حرم کا

روتا ہوں مین دو دو پہر انکھون کو رگر گر　　جس خاک پہ دیکھوں ہوں ترے نقشِ قدم کا

بے دردِ دلِ ریش کی آ جلد خبر لے　　فرما نہ تغافل کہ یہہ ہی وقت کرم کا

گو جمع کیا مین نے پریشانی سے لیکن　　ایکدن بھی پڑہا تو نے نہ دیوان مرے غم کا

کیا ورطۂ ہستی مین کوئی چشم کو کھولے　　وقفہ ہی یہان مثلِ حباب ایک ہی دم کا

لو جان سے خریدار ہی ایک زخم کا ہر صید　　کیا گرم ہی بازار ترے ظلم و ستم کا

گذرے ہوئے ہستی سے وہ اپنی ہین ولا دیکھ

رہتا ہی سفر مدِ نظر جنکو عدم کا

ہی جسے تکیہ شہا تیری جنابِ پاک کا　　غم نہین ہرگز اُسے کچھ گردشِ افلاک کا

نورِ ذاتِ کبریا ہی ذات تیری شاہ دین　　ہمسری کیا مجھسے اُسکو جو ہو پُتلا خاک کا

آرزوے دل ہی مسکن ہو مرا کوے نجف　　تا ملے رتبہ مجھے وہان کے خس و خاشاک کا

تو سراپا لطف ہی کر لطف یا شاہِ نجف　　تجھ سوا فریاد رس ہی کون اس غمناک کا

کہہ سکے کوئی ولا کیا اس علو و شان کو

ہوش اُڑتا ہی وہان تو فہم اور ادراک کا

نے غنچہ کا ہوں عاشق نے مین گلِ چمن کا　　دلدادہ ہوں کسی کے رخسار اور دہن کا

دیکھے بہار دامن گر چشم خون فشان سے   بلبل کو شوق دل مین پھر کب رہے چمن کا
جون شمع تن گلا ہے رہتی ہے جانگدازی   یہہ سوز عشق سے ہے احوال جان و تن کا
کیسے پہاڑ اسنے اندوہ کے اٹھائے   پتھر کی سل تھی یارب یا سینہ کوہکن کا
ہستی کو خوب دیکھا جاتے ہین ہم عدم کو   در پیش اندنون نہین یہان عزم ہے وطن کا
دریا مین سیکڑون ہین ڈوبے اچھلتے دیکھے   دیکھا نہین اچھلتے ڈوبا چہ ذقن کا

سوزش ولا یہہ تن مین ہے بعد مرگ بھی یہان
بہتر کہے ہے شمع سان اب رشتہ ہر ایک کفن کا

ولا ہر دم قلق رہتا ہے تجکو اسقدر کسکا   خدنگ ناز تیرے ہو گیا ہے کارگر کسکا
جو سچ پوچھے تو ایک تجسے ہی ہم ڈرتے ہین ای قاتل   وگرنہ جیب ہوئے عاشق تو پھر خوف و خطر کسکا
لگا ہے جی نکلنے اسکا استقبال کو یارو   ذرا دیکھو تو آتا ہے چلا یہہ نامہ بر کسکا
ہمیشہ ایک داغ تازہ دیتا ہے ہمین گردون   خدایا لائین ان ظلمونکا سینہ کو جگر کسکا
لگا کر آگ لگ جانا بجھانے آپ پھر وہین   سوا آنکھون کے ای ہمدم یہہ دیکھا ہے ہنر کسکا
سحر سے شام تک ایک آن بھی تھمتے نہین آنسو   نہین معلوم رونا ہے یہہ تجکو چشم تر کسکا

عجب گلگشت لالہ مین طبیعت ہوتی ہی مضطر
ولا کیا جانئے ٹپکا ہے یہہ خون جگر کسکا

کرون

کرون کیا وصف مین اُس خوبرو کا
نہین یارا مجھے کچھ گفتگو کا

صبا لاتی ہی کیا تو نکہتِ گل
یہہ دل مشتاق ہی اُس گلکی بو کا

اگر سو جا سے ٹکڑے ہی مرا دل
تجھے کیا فکر ہی ناصح رفو کا

نہ قاتل ڈھیل کر تو ذبح مین اب
اگر پیاسا ہی تو میرے لہو کا

وِلا کیونکر کہون حالِ دلِ زار
نہین پاتا مزاج اُس تند خو کا

نادا ہین کسیکو خون نہین کسو کا
پھرتا ہی کیون تو ظالم پیاسا میرے لہو کا

عاشق کو تیرے ہرگز خطرہ نہین کسو کا
نے ننگ و نے حیا ہی نے پاس آبرو کا

سیر چمن کو ہمدم وہ کیا کرے گا جاکر
دیوانہ جو کوئی ہی اُس تازہ گلکی بو کا

یون سطر سے اُسنے خاطر تو کی ہماری
لیکن سُنا نہ ہرگز ایک حرف آرزو کا

کہتا ہی مجکو ناصح مت مِل تو شعلہ رو سے
یَل دالو جیب اُسکی دو اُسکا مُنہ کو لو کا

کہتے تھے دل کسیکو ہرگز وِلا نہ دینا
کہنا نہ اپنا مانا ای یار خوب جو کا

ایکدن شانہ ہو تیری زلف پُر پیچاک کا
مُدعا یہی ہی اپنے اِس دلِ صد چاک کا

ابر دریا بار ایکدم آج جو تھمتا نہین
فیض ہی یہہ اُسکو کسکے دیدۂ نمناک کا

یون تڑپتا چھوڑ مت ای ترک صید افگن مجھے — یہہ شکار ناتوان مشتاق ہی فتراک کا

ڈھونڈ مت اکسیر کو بس کوچۂ الفت مین آہ — کیمیا سے ہی فزون رتبہ یہان کی خاک کا

دیکھتے ہی صورت اُس محبوب کی آینہ سان — عالم تصویر ہی اب جان حیرت ناک کا

سایہ یہان تاک بھی ہمسایۂ افلاک ہی — کم نہین ہی خوشۂ پروین سے خوشہ تاک کا

ایک ادا سے لیگیا دل تو مسلمانو نکا وہ
مین تو کشتہ ہون ولا اُس کافر چالاک کا

کیا ہی آہ نے برپا علم محبت کا — یہان ہی لشکر اندوہ و غم محبت کا

کبھو نہ نامہ ہین آتا ہی وہان سے نے قاصد — رواج اٹھ گیا کیا یک قلم محبت کا

نہ ظلم قیس نے دیکھے نہ کوہکن نے وہ — ہمارے سر پہ ہوا جو ستم محبت کا

بلا و غم سے سروکار کچھ نتھا ہمکو — یہہ عشق کی ہی نوازش کرم محبت کا

اگرچہ اور بھی عالم مین ہین الم لیکن — عجب ہی قہر ہمت یارب الم محبت کا

تمام جسم ہی داغ ستم سے یہان لبریز — یہہ باغ پھولا ہی سر تا قدم محبت کا

قسم خدا کی محبت مین جی کا خطرہ ہی
ولا تو نام نہ لے دمبدم محبت کا

جھمکا ہر ایک ذرہ مین یہہ جو ہی نور کا — یہہ فیض سب ہی ایک ہی نور کے ظہور کا

جول لیتم

جون شمع ایک شب مین ہی سب سرکشی تمام ہرگز بلند کیجیو مت سر غرور کا
اللہ کیا یہہ گرمی بازار حسن ہی دیکھا ہر ایک فریفتہ نزدیک و دور کا
کیون کر کہون نہ شیخ ہی تیرا قصور عقل یون تو جو ہو فریفتہ حور و قصور کا
کیونکر لڑا اون آنکھ مین اس رشک مہر سے تاب نظر نہین ہم کہ عالم ہی نور کا
معلوم ہو رقیب کو یہہ تر ہکا بولنا یا پاس لحاظ گر نہو تیرے حضور کا
بسیاری گناہ کا کیا خوف ہی ولا
دامن بڑا ہی رحمت رب غفور کا

ہو گیا دل فریفتہ کس کی ادا و ناز کا لعبت چین ہی وہ بت یا کہ صنم طراز کا
گاہ ادا و غمزہ ہی گاہ نگاہ عشوہ ہی کیون کہ یہہ دل حریف ہو ایسے کرشمہ ساز کا
تیر و سنا سے تیز تر غیرت نوک نیشتر وصف بیان مین کیا کرون اس مژہ دراز کا
مرغ شکستہ بال ہون محنت مین پایمال ہون کھینچتا ہون مین انتظار چنگل شاہ باز کا
ناز و کرشمہ و ادا دمبدم اب فزون ہی وہان حد سے گذر چکا ہی یہان مرتبہ اور نیاز کا
کتنا چھپایا درد دل آخر کار اشک نے کھول دیا ہی ناگہان پردہ جو کچھ تھا راز کا
کب کا لٹا چکا ولا مایۂ صبر و دین و دل
کہئے کہ ترک غمزہ کو فائدہ ترکتاز کا

اب پھر لباس سرخ ہی اُس رشک ماہ کا ... آیا ہی خون جوش پہ کس بیگناہ کا

کیا سرو کو مقابلہ اُس آل پوش سے ... وہ شعلہ طور کا ہی یہہ دستہ گیاہ کا

دیکھوں ہوں انجمن میں تجھے غیر سے چھپا ... دلکو مزا پڑا ہی نہانی نگاہ کا

جائے گیاہ خاک سے بالیدہ ہیں خدنگ ... مدفن جہاں ہی تیرے شہید نگاہ کا

قول و قرار غیر سے ہی اُسکو ہر گھڑی ... یہاں کس طرح سے طور ہو باہم نباہ کا

تا مت جھکا نہ آپ سے چھوڑے ہی کب زمین ... جوں نقش گام خاک نشین تیری راہ کا

کھینچیں دو ایک نفس کہ نکل جاے دود دل
اب حوصلہ نہیں ہی ولا ضبط آہ کا

فوج اشک لشکر داغ و علم ہی آہ کا ... دھوم سے آنا ہوا ہی عشق عالیجاہ کا

کس کا گھر ہیں دل لگا گھر میں جو دل لگتا نہیں ... بے مزہ ہی زندگی جب سے مزہ ہی چاہ کا

چاہتا ہی ہر قدم پر جان تو بہر نثار ... جو کہ کچھ آگاہ ہی اُلفت کی رسم و راہ کا

تیری سی کسمیں ملاحت کسمیں ہیں یہہ گرمیاں ... صبح ٹھنڈی سی ہی حسن بے نمک ہی ماہ کا

کچھ جو قطرے تھے تہ مژگان لوٹے ڈوبے جہان ... زور ہی طوفان تھا یہہ آب زیر کاہ کا

ساغر جم سے نہیں کم ہاتھ میں جام سفال ... ہر گدائے کوئی ساقی کو ہی رتبہ شاہ کا

دل اگر فولاد سے بھی ہو تو ہو جاتا ہی آب ... حکم کر دیتوں ولا کو نالہ جانکاہ کا

ز اشتیاق

نہ اشتیاق ہے گل کا نہ شوق سنبل کا
ولا میں شیفتہ ہوں اسکے رو و کاکل کا

ہمیں تو گذری شب وعدہ انتظاری میں
کہو کہ تمکو ہوا کیا سبب تغافل کا

یہ بوسہ دینے میں رکھہ جانا کیا غضب ہے آہ
کہ عین خلطے میں ہے قہر وہب تامل کا

نہ وعظ کہیو تو صوفی کہ دل فدا ہے یہاں
ترانہ سنجی شاہد کا صوت قلقل کا

مریض عشق تو جان کندنی میں ہے غافل
خبر لے جلد نہیں وقت اب تساہل کا

اگرچہ اور بھی معشوق زرق برق سے ہیں
یہ اور نقشہ ہے یہاں شان اور تجمل کا

خیال زلف مسلسل ہے اے ولا ہر شب
سبب یہی ہے یہاں اشک کے تسلسل کا

طعنہ مت دے تو مجھے بادیہ پیمائی کا
پوچھ مجنون سے مزا آبلہ فرسائی کا

کب کرے سجدہ در دیر و حرم پر جسکو
در خوبان پہ ارادہ ہو جبیں سائی کا

تو نے جون جون کہ چھپایا رخ زیبا اپنا
اور موجب ہوا اپنی تو وہ رسوائی کا

وہ مرا رشک چمن گذرے تو ہی زور بہار
لاف ہر گل کو گلستان میں ہی رعنائی کا

ترک غمزے کو بھلا کس پہ ہی قصد یغما
لٹ چکا مایہ یہاں صبر و شکیبائی کا

دل شوریدہ کو اس چشم سے پھر آج ہی جنگ
سنیو جھگڑا تو ذرا مست سے سودائی کا

رو برو اسکے لبوں اگر ہو تو مر دیکھہ ولا
لاف اس لب کو ہی اعجاز مسیحائی کا

آفاق مین ظہور ہی اُسکی جناب کا ‏ ‏ ہر ذرہ آینہ ہای اُسی آفتاب کا
یہہ ناز تھا کہ صبح تلک اپنا دستِ شوق ‏ ‏ وا کر سکا نہ ایک بھی عقدہ نقاب کا
ملتا تھا پایہ کل تیرے انکھونکو خواب مین ‏ ‏ آنکھونکو بھولتا نہین عالم وُہ خواب کا
دُشنامِ تلخ اُس لبِ شیرین سے کیا کہون ‏ ‏ گویا کہ زہر دے ہای مزا شہد ناب کا
یہہ قہر دھج یہہ چال غضب یہہ بلا اکڑ ‏ ‏ ہر ایک طرح سے تپکا ہی عالم شباب کا
ایک حرف بھی نکل نہ سکے جسکو دیکھکر ‏ ‏ یارا ہو اُس سے کیون کہ سُوال و جواب کا
ایک ماہِ خانگی کے لئے دربدر پھرا ‏ ‏ خانہ خراب ہو دِل خانہ خراب کا
ابر و ہوا و موسمِ گل طرفِ لالہ زار ‏ ‏ یہہ سب سما ہی لا کہین پیالہ شراب کا

کرتا ہی بے شُمار جو لہو و لعب ولا
اندیشہ کیا نہین تجھے روزِ حساب کا

ہر ایک شی مین تجلّی ہی اُسی کی خودنمائی کا ‏ ‏ سمک سے لے سما تک نور ہی اُسکی خدائی کا
بکر تکرار تک برقع اُٹھا چہرے سے تو اپنے ‏ ‏ جو کچھ چاہے سو لے پیارے تو مجھے رونمائی کا
نبھیگی کیونکہ اپنی آشنائی اُسّے حیران ہون ‏ ‏ رکھے ہر ایک دعوی جسّے یار و آشنائی کا
یہہ کِسکا جلوہ گر ہی حُسن یارب آج عالم مین ‏ ‏ کہ دیکھا ہی نہین یہہ رنگ رو مین اِس صفائی کا
گوارا کسکو ایکدم کی جُدائی ہی ولا اُسکی ‏ ‏ نہ دکھلاوے کسیکو وقت خالق پھر جدائی کا

لگتا ہون

کسے کہون عالم ہی یہہ اُس ماہ جبین کا — گویا کہ ستارہ ہی یہی چرخ برین کا
دیدار مجھے کیون کہ میسّر ہووتا دو — مالوف میرا دل ہی کسی پردہ نشین کا
تنہا نہ خجل صبح بنا گوش سے اُسکا — خورشید بھی شرمندہ ہی اُس دُرِ ثمین کا
مانی سے بھی ہرگز نہ کھنچے گردہ تصویر — ہون شیفتہ مدت سے مین اُس لُعبتِ چین کا
شیرین کا نہ لے نام کوئی خلق مین ایسا — ہی شور جہان مین تیرے حُسنِ نمکین کا
جو بات کرے کوئی جواب اُسکا نہین ہی — ہی تکیہ کلام آپ کا کیا خوب نہین کا
ہرگز نہ فقط دید سے اُسکی ہو تسلّی — جو بوسے کا مُشتاق ہو لعلِ شکرین کا
کیا کام ہی والہ کو تیرے سیرِ چمن سے — تجھ بن نہین مشتاق ہی یہہ خلدِ برین کا
تاثیر تیرے اسم کی ہی سنگ مین یہان تک — ہی نام سے معمور تیرے نقش نگین کا
جا کر جو کوئی اُنکو میرا حال سُناوے — کہتا ہی میان دور کرو قصہ کہین کا

افعال وِلا دیکھ تیرے کہتی ہی یہہ خلق
ای کاش کہین جلد ہو پیوند زمین کا

یارو بیان کرے کیا وہ اپنی آب ہوس کا — مثلِ حباب جسکو وقفہ نہو نفس کا
تنگ گوش دل سے سُن تو آہ و فغان کو ظالم — ہی دل کی کیا نالان نالہ نہین جرس کا
زُہرہ جبین سے اپنے پھر ہونگا ہمقرین بھی — اِتنا بتا مُنجّم احوال اِس برس کا

جا جا کے بیٹھتا ہی نزدیک ہی خس و خار
ای گُل تجھے بھی کچھ ہی اندیشہ پیش و پس کا

کرتے ہو تلخ گوئی تم ہر کسی سے لیکن
دکھلائے گا مزا یہہ تمکو زباں کا چس کا

کوچے میں اُسکے یارو ہم خاک ہو گئے بھی
لیکن ملا نہ رتبہ اُس رہ کی خار و خس کا

تیرا ہی ڈر رہی دل میں ورنہ ولا کو تیرے
نے پاس محتسب ہی نے خوف ہی عسس کا

انداز سخن کیا کہوں اُس غنچہ دہن کا
دیکھا نہ کہیں میں یہہ لب و لہجہ سخن کا

جسنے نہ کیا وعدہ وفا ایک بھی ابتک
ہوں شیفتہ مدت سے میں اُس عہد شکن کا

کس سے کہوں میں حال دل زار خدایا
ہمدرد نہ ہمدم نہ کوئی اپنے وطن کا

ایسا ترے گلفام کا ہی وہ لب رنگیں
شرمندہ جسے دیکھکے ہو لعل یمن کا

دریا میں بہت دیکھے ہیں ڈوبے ہیں اچھلتے
ڈوبا ہوا اُچھلا نہ تیری چاہ ذقن کا

پڑھے کوئی اِس بحر و قوافی میں غزل اور
مشتاق میرا دل ہی ولا تیرے سخن کا

ای شمع و پروانہ جو ہی تیری لگن کا
رکھتا ہی وہ کب فکر بھلا گور و کفن کا

ایک آن میں بو جسکی نے بیہوش کیا دل
ہی بوسے کا مشتاق یہہ اُس سیب ذقن کا

آئینہ خجالت سے ہوا دیکھتے ہی آب
عالم ہی صفائی کے یہہ اُس سیم بدن کا

ای بلبل

ای بلبلِ شوریدہ بہار آئی جنون کی ۔ اب بادِ صبا لائی ہی پیغام چمن کا

مت پوچھ ولا اُسکی خموشی کا تو عالم ۔ کیا عالمِ تصویر ہی اُس غنچہ دہن کا

کاکل کی تیری بو تو عجب روح فزا ہی ۔ نے مشکِ جسے لگ سکے نے نافہ ختن کا

ہر چند ہوئے مجنون و فرہاد بھی عاشق ۔ لیکن ہوا استاد میں اِس عشق کے فن کا

ہی دونو جہان میں تو ہی آرزو اپنی ۔ یارب تو ہی درمان ہو میرے دردِ محن کا

ہو جاوے ولا تختۂ آئینہ کی مانند
دریا پہ ترے عکس اگر اُسکے بدن کا

دیا ہی ناز کو اب مرتبہ کبریائی کا ۔ ہر ایک بُت کو یہاں لاف ہی خدائی کا

تیری طرف سے ہو جو کچھ وہی قبول یہاں ۔ نہ شکر وصل کا ہی نے گلہ جدائی کا

ترا ہی پاس مروت ہی خوب دیکھ لیا ۔ گھمنڈ آپ کو ناحق ہی آشنائی کا

فرشتون سے بھی تیرے آگے جو پارسائی ہو ۔ قبول اُنسے ہی مت لاف پارسائی کا

برنگِ آئینہ واچشم رہ گئی ہی ولا
خیال آیا ہی کس بُت کی خودنمائی کا

جو عالم کہ دیکھا میں اُس جلوہ گر کا ۔ نہیں دیکھا عالم وہ شمس و قمر کا

صباحت تیرے چہرے کی دیکھ پیارے ۔ گریبان یہان چاک ہیگا سحر کا

کروں گرچہ سو سو طرح موشگافی — سر مو نہو لیک وصف اس کمر کا

ہوا شہرہ آفاق میں اسکا جب سے — جگر داغ ہے رشک سے بھی قمر کا

جو لذت ترے بوسے میں پائی پیارے — نہیں وہ مزا دیکھا شہد و شکر کا

جگر چھن گیا آہ کس سے کہوں میں — یہہ تیر مژہ کسکا لاگا اثر کا

میں گلشن کی خوبی کہوں ای دلا اب — بیاں یا کروں لطف باد سحر کا

خریدار تو ہی ہو اپنے ولا کا
کہ خواہاں نہیں کوئی اس بے ہنر کا

ہوں شیفتہ مدت سے میں اس جان جہانکا — خوبو میں کوئی جسکی نہیں نوک و نشانکا

جو نیم نگہ سے کرے ہی قتل ایک عالم — دل بھی میرا بسمل ہے اسی آفت جانکا

پیارے نہو اس دلکو کبھی چین کسی رنگ — مائل رہے جو دل کہ سدا حسن بتانکا

آبادی و رونق تو مرے گھر کی ہے ای جان — جب تو ہی نہو گھر میں تو پھر گھر ہے کہانکا

عالم ہے تو اسکا کہ بجز نام کے تیرے — مشتاق کسو کے نہیں یہہ نام و نشانکا

کچھ کام نہیں تیرے سوا غیر سے مجکو — یارب تو ہی عالم ہے مرے راز نہانکا

سیر گل و گلزار خوش آوے ہے کب اسکو
مشتاق ولا جو کہ ہے اس غنچہ دہانکا

عالم جو کچھ

عالم جو کچھ کہ دیکھا ہیں اُس شوخ و شنگ کا
کوئی گل جہاں میں دیکھا نہ اِس بو و رنگ کا

صحبت میں اُسکی یارو عجب دھوم دھام ہی
ہر چار رہ ہی آکے یہاں راگ رنگ کا

اُسکی لبوںکو دیکھو نہ یاقوت سے مثال
کچھ رو برو نہ لعل کے رتبہ ہی سنگ کا

جاتا کہاں ہی ای مرے قاتل تنگ آکے دیکھ
کشتہ ترا ہوا ہی یہاں تیرے خدنگ کا

عاشق کو تیرے یار نہ کچھ بیم جان ہی اب
نے پاس آبرو ہی نہ در عار و ننگ کا

ہوتا ہی میرے سامنے کشتی سے آپ کی
ورنہ نہیں ہی غیر کو مقدور جنگ کا

اُس شعلہ رو کے عشق میں جلتا ہی یوں دلا
جس رنگ شمع پر کہ جلا دل پتنگ کا

جو بھبھوکا رنگ دیکھا اپنے شوخ و شنگ کا
وہ کہاں عالم ہی یارو گلکے آب و رنگ کا

ایک تیرے دلمیں نکی تاثیر ورنہ بارہا
نالے نے میرے کیا ہی آب سینہ سنگ کا

ہووے جب پہلو بہ پہلو ماہ رو بیٹھا ہوا
لطف تب رکھتا ہی پینا بادۂ گلرنگ کا

ہر ایک اُس مطرب پسر کی ہی صدا پر لوٹ پوٹ
مائل ہیں کچھ کشتہ نہیں اُس نغمہ و آہنگ کا

نالہ و افغان میرے پر رحم جو تجکو نہیں
دل ترا فولاد کا ہی اور سینہ سنگ کا

کیوں میاں پھرتے ہو تم تیغ و سپر باندھے ہوئے
سچ کہو کس سے ارادہ ہی تمہارے جنگ کا

ہی مجھے آٹھوں پہر اندیشہ تیرا ورنہ یار
جب ہوئے عاشق تو پھر کیا پاس عار و ننگ کا

شیخ جی محفل میں رندوں کی جو تم آئے ہو اب — مے نہیں تو پیجیے بھر کر قدح اک بنگ کا

فتنہ و آشوب دوران رہ گئے ہیں گے جھجک

دیکھکر فتنہ ولا اُس چشم پُر نیرنگ کا

دل مرا مشتاق ہی اُس سرو سیم اندام کا — عشق نے جسکا کیا مطعون خاص و عام کا

نامہ بر اُسے یہہ کہنا جو تیرا مہجور ہی — منتظر اک عمر سے ہی وُہ ترے پیغام کا

اکدن وہ تہے کہ گذریں تھے ہم آغوشی میں یار — اور باہم کچھ نتھا اندیشہ خاص و عام کا

کونسی ہووےگی صبح و شام یارب وصل کی — وعدہ یار اک مدت سے ہی صبح و شام کا

بیوفائی اُس جفاجو کی بیاں اب کیا کروں — بات کا مذکور کیا دشمن ہی میرے نام کا

نیک و بد کو کچھ نہ ہرگز دوش دیجے ای ولا — ہی گُنہ سارا یہہ اپنی گردش ایام کا

جسکے جرعے نے کیا بیہوش عالم سے مجھے — ساقیا اک جام دے تو اُس مے گلفام کا

پختگی اُس سے نکچھ کی دل گنوایا مفت میں

میں تو عاشق ہوں ولا تیرے سے خیال خام کا

عالم جو کچھ ہی اُس میں سے رنگ بہار کا — دیکھا نہیں یہہ جلوہ کسی گلعذار کا

مطلع ثانی

جبتک ہوا نصیب نہو وصل یار کا — وہ لطف کیا بیاں کرے بوس و کنار کا

اُس زلف عنبریں سے یہہ محفل مہک گئی — گویا کھولا ہی نافہ یہہ مشک تتار کا

جسکا

BIBLIOTECA NACIONAL DE LISBOA

جسکا کیا ہی دست حنائی نی خون جگر — قربان ہزار دل سے ہوں میں اُس نگار کا
کب سیم و زر دریغ ہی تجھسے ای سیم تن — حاضر ہی بلکہ سر بھی ترے جان نثار کا
گلگشت کی ہوس ہی اگر تجکو گلعذار — آکر تماشا دیکھہ دل داغدار کا
تجھہ شمعرو کے عشق میں جل بل ہوا ہی خاک — پروانہ سا ہی حال ترے خاکسار کا
کیا پوچھتا ہی مجھسے گیا کب کا تجھہ بغیر — تاب و توان و شکیب دل بیقرار کا
یارو گلہ ہی بخت سے اپنے وگرنہ کچھہ — شکوہ نہیں ہی اُنکے سے لی تا ہزار کا
جو ہی محب آل نبی دل سے دوستو — اندیشہ کیا ہی پھر اُسے روز شمار کا
عین کرم جو بخشدے روز شمار وہ — ورنہ حساب ہوگا ولا تار تار کا

جب ہو نہ کسی رنگ سے بہ زخم جگر کا — پھر کیونکہ تھمے اشک بھلا دیدۂ تر کا
جان تن سے مرے فر ہو ہی جاتی ہی مری جان — مت روبرو کر مرے ارادہ تو سفر کا
معلوم نہیں جان ہوا ہو گئی کیونکر — یکبارگی کس کا یہہ لگا تیر اثر کا
وہ شام و سحر کونسی ہی وصل کی یارب — وعدہ کیا ہی یار نی جس شام و سحر کا
قاصد میں کہوں کیا کہ مرا یہہ دل مشتاق — ہی منتظر اب آتھہ پہر اُسکی خبر کا
آوارگی اپنی کا بیان کیا کرے تجھسے — والہ ترا مجنون ہی نہ باہر کا نہ گھر کا

صیاد کو کب بالشِ راحت پہ ہو آرام — جب تنگ کرو وہ تکیہ نہ بنا دے میرے پر کا

پامال ہیں دل سیکڑوں رفتار پہ تیری — اک میں ہی نہ قربان ہوں تیری راہ گذر کا

سمجھے نہ ولا کوئی جہاں علم و ہنر کو
ہو کون خریدار وہاں علم و ہنر کا

والہ نہ فقط میں ہوں اُس مہر درخشاں کا — دل لے ہی گیا دم میں وہ گبر و مسلماں کا

بس دیکھتے ہی پلمیں غربال کیا سینہ — اُس ترک ستمگر کا کیا تیر ہے مژگاں کا

بھولونگا نہ میں ہرگز رکھتا ہے عجب جلوہ — وہ طرّۂ آشفتہ اُس شمعِ شبستاں کا

یہ اپنا گریباں ہیں اب طوق ہوا قمری — ہے عشق کا یہ جذبہ اُس سروِ خراماں کا

وارفتگی اپنی سے گلشن میں یہ سودا ہے — دامن سے اُلجھتا ہے ہر خار گلستاں کا

آشفتگیٔ دل کو مت پوچھو کوئی مجھ سے — دل دادہ کسو کا ہوں میں زلفِ پریشاں کا

اُس گل کا خیال ازبس ہمدست و گریباں ہے — رکھا نہ جنوں نے بھی اک تار گریباں کا

مفتوں نہ فقط میں ہوں اِس گلشنِ ہستی میں — مفتوں ہے اک عالم اُس نرگسِ فتّاں کا

اُس دستِ نگاریں سے تشبیہ نہ دے ہمدم — اِس لطف و نزاکت پر کب پنجہ ہے مرجاں کا

وہ گل جو نظر آیا گلشن میں مجھے بلبل — نرگس کی نمط عالم تھا دیدۂ حیراں کا

یوں داغ سراپا کے جلتے ہیں مرے ہمدم — جیسے کہ کہیں روشنی ہو سرو چراغاں کا

الوالہ

اِسواسطے مَیں یارو ہوں سینہ سپر از بس　　مُشتاق میرا دِل ہے اُس تیر کے پیکاں کا

اِس دِن کے لئے تجھ سے کہتے تھے وِلا باز آ
خواہاں نہ ہو آخر یہہ عشق دِل و جاں کا

حاضر گلو ہے قاتل اِس تیرے جاں نثاں کا　　اب دیر کیا ہے رکھہ دے خنجر تو امتحاں کا

کیا پوچھتے ہو یارو عالم دکھاکے اپنا　　دِل لےگیا پری رو اِیک پلمیں اِنس و جاں کا

اے دِلربا سُنے ہے منھہ سے نقاب اپنے　　کر دور تا کہ پردہ اُٹھہ جاوے درمیاں کا

آغاز خط میں اُسکے عارض کی یوں جھلک ہے　　سبزے میں گُل نہاں ہو جیسے رنگ گلستاں کا

پرتو سے جسکے ذرہ ہو آفتاب عالم　　عالم میں کیا کہوں پھر اُسکے علو شاں کا

اُسکے سوا کسو سے واقف نہیں قسم لو　　کِس سے کہوں میں احوال اُس اپنے بدگماں کا

ہے برگ گُل سے نازک غنچہ دہن وہ اپنا دِل　　کب وصف ہو سکا ہے اُسکے لب و دہاں کا

باتیں بنا بنا کر وہ بت بنا چلا ہے　　آویگا پھر نہ ہمدم ہے معنوی جہاں کا

زخمی نہ ایک وِلا ہے تیر نگہہ کا اُسکی
گھائل ہر ایک دِل ہے پیر تا جواں کا

جاں بلب عیسیٰ ہو جب اُس نرگس مخمور کا　　چارہ جو پھر کون ہووے اِس دِل رنجور کا

جلوہ گر یارب ہوا پھر کسکا شمہ نور کا　　جو سر تو گم کیا موسیٰ نے شعلہ طور کا

مثل پروانہ ہجوم خلق یون رہتا ہی گرد — سر بسر اُس شمع رو کا ہی یہہ جلوہ نور کا

ہر سر مژگان سے گرتا ہی یہہ خونِ جگر — دار سے ٹپکا ہی ہر دم خون جیسے منصور کا

درد دوری سے تیری کوئی جان بلب ہی لے خبر — گوش دل سے سُن پیام اے نازنین یہہ دور کا

کوئی بتا دے کس طرح سے ہوگا اب رفعِ حجاب — دل میرا مشتاق ہی اُس جلوہ مستور کا

عالم ایسیکا بیان کیا ہوسکے جسپر سدا — دل فدا سو جان سے ہی جن و پری و حور کا

اُسکی زلفونکی درازی اور سیاہی کیا کہون — دیکھ جسکو ہی خجل عالم شب دیجور کا

کہہ بدل کر قافیہ ایسی غزل کوئی اے ولا

رشک تیرا ہر سخن ہی لولوے منثور کا

کیونکہ دل مالوف ہووے اُس بتِ طناز کا — جب کلام اُنکا بہر ہو گوش زد غماز کا

جو کہ یار و آج تک محرم نہین ہی راز کا — دل ہوا ہی مبتلا اُسکی ادا و ناز کا

چنگلِ مژگان مین اُسکی مرغِ دل تڑپے ہی یون — جسطرح قیدی ہو صعوہ چنگلِ شہباز کا

جو کہ نقاشی کرون ہون لفظ و معنی مین بکب — جز مصور کوئی سمجھے رنگ اِس پرداز کا

اُس کمان ابرو کا نقشہ نقشِ دلپر یہہ ہوا — بس نشانہ ہو گیا مین اُسکے تیر ناز کا

زمزمہ سنجان نہ مرغان چمن اِس رنگ ہون — جو لب و لہجہ سنا اُس بلبلِ شیراز کا

ہمصفیر و کچھ نہ پوچھو ہاتھون اُس صیاد کے — بس قفس سے مرغ جان مشتاق ہی پرواز کا

الہی بیجا دم

اُس مسیحا دم کی گویائی بیان کیا کیجیے جو سخن اُسکا سنو لاریب ہے اعجاز کا

متصل غم مین کسو کے اے دلا اتنا نہ رو
گریہ روز و شب کا کرتا ہے گا افشا راز کا

والہ و دیوانہ ہون مین جس پری رخسار کا کوئی دکھلا دے مجھے جلوہ مرے اُس یار کا

گلگفت نے اشک گلگون سے ہوئی ہے یہان تلک تختہٴ دامن ہوا ہے رشک صد گلزار کا

ایک جہان پروانہ وار اُس شمع رو کے گرد ہے انجمن آرا ہوا ہے بہر حسن اُس دلدار کا

لے خبر بیمار ہجران کی کر تجنیں اے مسیح چارہ جو کوئی نہین ہے اِس نحیف و زار کا

منظر اپنے پر ذرا ہو جلوہ گر اے ماہ عید منتظر ہے ایک عالم یہان تیرے دیدار کا

آج جو پھر ابر نیسان ایک پل تھمتا نہین ہے نمونہ کس کی یارب چشم گوہر بار کا

ہرزہ گردی خوب نہین ہوتی ہے اِس کن مین سنو چھوڑ دیجے آپ پھرنا کوچہ و بازار کا

ناصحا پھر خدا مانع نہو تو عشق کا مین تو بندہ ہونگا دل سے اُس بت طرار کا

شش جہت مین دیدہ بینا سے دیکھا جس طرف پھر مجھے نقشہ نظر آیا اُسی دلدار کا

تازہ مضمون ہو اگر اے اہل معنی حسن ہے قافیہ گو شعر مین آکر بندھے تکرار کا

نہین ہوس اُسکو ولا آب و ہوائے عدن کی
جو کہ باشندہ ہے اُسکے سایہٴ دیوار کا

تنہا نہ شیفتہ ہوں میں اُس گلعذار کا　　دل مبتلا ہے ایک سے لے تا ہزار کا
مت دل جلو نکلی آہ اے ظالم وگرنہ پھر　　پہنچیگا تا بعرش یہہ شعلہ شرار کا
گر اُس پری کا تخت ہوا پر ہو تو میرا　　پہنچے فلک پہ ہو کے بگولہ غبار کا
فرقت میں اب کسو کی جو گذرے ہے کیا کہوں　　پوچھو نہ یار و حال تم اِس خاکسار کا
باغ ارم کی اُسکو نہووے ہوس کبھی　　باشندہ جو کہ ہے تیرے قرب و جوار کا

سیر چمن کی مجکو نہ تکلیف دے ولا
مشتاق یہہ نہیں کسی باغ و بہار کا

ہوا ہوں ناگہاں مفتوں میں اُس ماہ پیکر کا　　کہ سحر سامری ایک شعبہ ہے اُس فسوں گر کا
کروں تعریف کس منہ سے لب و دنداں کی میں اُسکے　　کہ جسکے روبرو رتبہ نہیں کچھ لعل و گوہر کا
کہوں کس سے میں اب یا رب عجب قامت قیامت ہے　　کہ ہے پابند ہر آزاد اُسی سرو صنوبر کا
شہادت کا زبس مشتاق تھا مدت سے اے ہمدم　　ہوا قاتل کا مجکو آب خنجر آب کوثر کا
دو بارہ اُس لب شیریں سے بوسہ دے مجھے پیارے　　مرا لو جان و دل قرباں ہے اُس قند مکرر کا
جو کچھ گذرا تری دوری میں کیا پوچھے اے دلبر　　کہوں لخت جگر کا حال یا اُس دیدہ تر کا
اُسے کچھ تشنگی کا غم نہیں خورشید محشر سے　　کہ ساقی جب علی سا ہووے اے دل حوض کوثر کا
سنے ہے بات گوش دل سے کب وہ خاکساروں کی　　ولا اوج فلک پر ہے دماغ اُس مہر انور کا

اٹھا

ہاتھ اسکے تو یہہ نسخۂ بہ از اکسیر لگا
خاکساران جہان کرنے جو تسخیر لگا

سر پٹکتا ہی رہا در پہ کوئی دیوانہ
لو رہا گھر میں وہ دروازے کی زنجیر لگا

مرغ دل تڑپے ہی جوں طایر ناوک خوردہ
کسکی مژگاں کا لگا میرے سینے میں اب تیر لگا

ذبح کرنے کو میرے جنبش ابرو بس ہے
قتل پر کسکے تو اب باندھنے شمشیر لگا

دلکو تیرے ہدف ناوک تاثیر کیا
کیا ٹھکانے یہہ میرا نالۂ شبگیر لگا

کس کمان ابرو کا چھوٹا ہی ولا تیر نگہہ
خاک اور خون میں تڑپنے جو یہہ نخچیر لگا

یوں ولا پشت بدیوار ہی اب حیرت سے
جیسے دیوار پہ دے ہی کوئی تصویر لگا

ہمدم فقط نہ مجکو ہی اس گلنے غش کیا
آیا جو انجمن میں تو بس گلنے غش کیا

نے مشک چین نہ عنبر سارا کی تھی شمیم
مجکو کسیکی نکہت کاکلنے غش کیا

آیا چمن میں کون گل بیک کہ یہاں
ہر گل کی جیب چاک ہے بلبل نے غش کیا

مدہوش ہوں میں نرگس بدمست سے تیری
ساقی نہ مجکو کچھ قدح مل نے غش کیا

یکقطرہ خون نہیں جگر و دل میں یہاں مرے
مجکو تو اشک خون کے تسلسل نے غش کیا

اتنا بھی عندلیب شور و فغان کر
اہل چمن کو تو تیرے اس غل نے غش کیا

عالم نہ سکتے کا ہی فقط اپنا ہے ولا
عالم کو اسکی شان و تجمل نے غش کیا

تجکو پیمانہ پلا کِسنے یہہ بیہوش کیا
کون مے نوش تھا جسنے تجھے مے نوش کیا

صورت و شکل سے گویا نہ شناسا تھا میرے
تو نے یکبار گی یون دلسے فراموش کیا

واہ رے حسن مین اُس حسن پہ بخشش ہُون جسنے
جلوہ ایکبار دیکھا خلق کو بیہوش کیا

باندھہ کر دھیان تیرا شب سے سحر تک پیارے
خوب کل تجکو تصوّر مین ہم آغوش کیا

جیتے جی کُشتہ تھا ازبسکہ بہاران کا مین
بعد مرنے کے میری قبر کو گلپوش کیا

لذّت درد سے پایا ہی زبس مین نے مزا
نیش غم کو بھی تیرے مین نے سدا نوش کیا

یون ہی بکتے ہین وہ دشنام تجھے دیتا ہے
ایسی باتون پہ ولا تو نے بھلا گوش کیا

تیر نگہہ نے تیرے ستمگر طایر دلکا کام کیا
دم کی بھی فرصت لینے نپائے لگتے ہی کام تمام کیا

دنکو تو کاتا جون تون کر کے رات نہین یہہ کٹتی آہ
نیند نہین یہان آتی ہے مجکو اُسنے وہان آرام کیا

قول و قسم کیون پختہ بھلا ہمنے اُس سے کرنے لیئے
دلکو گنوایا ہاتھہ سے اپنے کیا یہہ خیال خام کیا

تھا مین کبھی میخوار کا کشتہ جی سے از بس بعد از مرگ
لیکا مشت خاک کو میری چرخ نے صرف جام کیا

بانکے تیرے سارے جہانکے لیتے ہین اگر اُسکے قدم
فتنہ و آفت قہر و بلا نے جھکے اُسکو سلام کیا

قاتل کی اِس بانکی ادا نے قتل کیا بطرح مجھے
ایک نگاہ ناز دیکھا کر قتل کا پھر پیغام کیا

اب تو صاحب آتے ہی تھے ہان مین ہی تو یہان روز کے روز
شام کا وعدہ صبح کیا اور صبح کا وعدہ شام کیا

برکے

لیجے قسم گر اور ہو دلمین ناحق رسوا کرتے ہو   دید رسوا منظور نہین کیون مفت ہمیں بدنام کیا

ترک کیا برباد کیا ہان راہ مین اُسکے دین و دل
اُس بت کافر کیش کو آخر دیکھو ولا نے رام کیا

دردِ دل ہرچند مین اخفا کیا   اشک نے یہہ راز پر افشا کیا
سحر یا افسون تھا اُس چشم مین   ایک نگہہ مین جسنے دل شیدا کیا
کو بکو پھرتے ہین دیوانے سے ہم   وحشت دل نے بھی کیا رسوا کیا
دلکو دے کر بیقراری مول لی   واہ وا کیا خوب یہہ سودا کیا
ہو برا اس گریۂ غماز کا   اسنے اپنا رازِ دل افشا کیا
پند گویان کیون ملامت تمکو کیا   جو کیا ہمنے بہت اچّھا کیا

قامت اُسکا کیا قیامت ہے ولا
روز محشر جسنے ایک برپا کیا

مسکن اپنا نہ کبھی یہہ دل ناشاد کیا   تمنے اس خانۂ ویران کو نہ آباد کیا
جی ہی دیتا ہون مین اس رحم پہ تیرے صیّاد   بال و پر جب نہ رہے تب مجھے آزاد کیا
نہ ہوئی کچھ بھی دل سنگ بتان مین تاثیر   ہمنے ایک عمر عبث نالہ و فریاد کیا
جان یہان آ گئی ہونٹھون پہ ولیکن افسوس   تجھے یکبار کبھو تونے نہ امداد کیا

اُسکی رفتار کا انداز نہ پوچھ آہ ولا
ٹھوکروں ہی نے میری خاک کو برباد کیا

لاکر لبوں پہ کل وُہ میرا نام رہ گیا
اُس لعل لب سے آہ میں ناکام رہ گیا

آگے نہ چل سکا شب تاریک تھی زبس
دل درمیان زلف سیہ فام رہ گیا

خط آچکا پہ گالیاں دیتا ہے اب تلک
آغاز کا تیرے یہی انجام رہ گیا

دم آچکا تھا لب پہ کسی کی زبان سے
سُنتے ہی آج اُسکا ولا و نام رہ گیا

ایکدم بغیر جسکے نہیں ہے ولا کو چین
حیران ہوں کہاں وُہ گل اندام رہ گیا

جب شعلہ وش خیال تیرا دل میں آگیا
ہر اُستخوان کو شمع نمط آجلا گیا

مطلع ثانی

ننگ و حیا و ہوش خرد کو گیا گیا
پر عشق حُسنکی ہمیں لذّت چکھا گیا

روز ازل سے اُسکا اگر عشق ہی نہ تھا
خواب عدم سے کون مجھے پھر جگا گیا

ہستی جو اپنی تھی وہیں معدوم ہو گئی
وسعت میں دلکی جب کہ وو آکر سما گیا

ہر گز نہ لیتے چین نہ بیٹھے قرار سے
یا رو یہہ کیا روگ مجھے وُہ لگا گیا

دولت سے اب جنوں کی گریبان ہے تار تار
ہوش و قرار و صبر وو کبکا لُٹا گیا

قاصد یہاں تو سکتے کا عالم تھا ہجر سے
پر اُسکا نام سُنتے ہی کچھ جی سا آگیا

وعدہ لیا

وعدہ کیا تھا شام کا آیا نہ صبح تک — وعدہ خلاف یارو کہین وہ بھلا گیا

محفلمین اپنی گو مجھے کہتا ہی وہ برا — لیکن سخن کا اسکے مین انداز پا گیا

گر اُٹھ گیا وو راحت جان میرے پاس سے — تو زندگی کا اپنے جہان سے مزا گیا

یہہ پوچھتا ہون تجسے کہ ای میرزا منش — سمجھ کہہ بھلا اشارے سے کسکو بلا گیا

کہتی ہی ایک خلق مجھے گو برا کہے — وو شوخ خوش ادا تو میرے دلکو بھا گیا

اِس اپنی ہرزہ گردی سے باز آ تو ای ولا
شب اُسکے ساتھ کہہ تو کہان تک لگا گیا

نے عندلیب و سبزہ نہ گلزار رہگیا — جاتی رہی بہار خس و خار رہگیا

اُس جنگجو سے دوستو جب بس نہ چل سکا — من مار کر پھر اپنا دل زار رہگیا

گذرا ادہر سے پر نہ خبر لی مسیح دم — بستر پہ یہہ ترا تیرا بیمار رہگیا

لخت جگر ہی یون سر مژگان پہ اپنی آہ — منصور گویا چڑھ کے بسر دار رہگیا

جاتے کہان ہو آج کی شب آپ بھی رہین — آیا ہی جو یہان سو وہ ایکبار رہگیا

بالین تلک نہ آیا دم واپسین بھی تو — عاشق یہہ تیرا طالب دیدار رہگیا

اُس ترک نے سوار کا چھٹ کر کمان سے تیر — ناگہہ جگرمین آلب سوفار رہگیا

صبر و شکیب و تاب توان میرے پاس سے — لیجا کہان وو یار و دلا زار رہگیا

نرگس کی شکل تیرے لئیے دیکھ روز شب — وا اب کسی کا دیدۂ بیدار رہگیا

شب گذری مہ جبن گیا پہلو سے ای ولا

آزار رویتے چرخ ستمگار رہگیا

دست گستاخ نہ کیون وصل تو توت گیا — تجھسے جب دو خلیٔ دست و گلو توت گیا

خون آلودہ نفس نکلا ہے کیون سینے سے — زخم دلکا نہ قلق سے جو رفو توت گیا

ضبط افغان کی یہان نیش زنی مت پوچھو — نیشتر اب تہ ہر ایک بُن مو توت گیا

خارۂ سختیٔ ایام بجا نا اسکو — شیشۂ دل تُبنیگا جو کبھو توت گیا

جب دو ستی تیری صحبت کی ہوئی آئینے سے — دل جبھی سے میرا ائینہ رو توت گیا

کشمکش مستی مین کی بادہ کشون نے یہان تک — چور ہا لیہ ہوا شیشہ کا گلو توت گیا

بسکہ رندونکا خطر بزم مین تھا شیخ بہ کل — حادثہ یہہ ہوا ~~شیشہ~~ واقع کہ وضو توت گیا

محتسب پر پڑین پتھر کہ جفا سے اسکی — شیشہ تو چور ہوا اور سبو توت گیا

لذتین روز ولا دین ہین تھی پائی نے

خار سے آبلۂ پا جو کبھو توت گیا

یارو یہہ کیسا عشق گران بار ہو گیا — سمجھے تھے اسکو سہل پہ دشوار ہو گیا

نکلا نکچھ زبان سے نے اشک چشم سے — حیران ہون کیونکہ راز دل اظہار ہو گیا

پہلو لئیے

پہلو نشیں تھا جو کہ شب و روز اپنا وائے ملنا بھی اُس سے اب ہمیں دشوار ہو گیا
کیا دوش دیں کسکو یہہ خوش طالعی سنو سمجھے تھے جسکو یار وہ اغیار ہو گیا
باہم کے ارتباط پہ ہرگز نہ کی نظر یکبار کی وُہ غیر کا یوں یار ہو گیا
تھا خواب میں میں اُسکے ہم آغوش و ہم کنار افسوس ہے کہ خواب سے بیدار ہو گیا
سینہ میرا بھی داغوں سے آ دیکھئے ذرا رشک ہزار لالہ و گلزار ہو گیا
جب درمیاں سے اُٹھ گیا پردہ دوئی کا یار والہ کو اُسکے پھر وہیں دیدار ہو گیا

کس سے کہوں میں حال دل زار ای ولا
دلدار جب کہ اپنا دل آزار ہو گیا

عشق کی تب سے اُسکے یکایک ان جو میں بیمار ہوا سچ کہو یارو جیتا بچونگا کیسا یہہ آزار ہوا
مطلع ثانی
غم میں کسو کے یارو یہاں تک دیدہ و دل خونبار ہوا لخت جگر سے دیکھو گریباں دامن تک گلزار ہوا
کیا کہوں ہمدم کیا کیا باتیں سب کی سہیں میں اُسکے لئے کیسے کیسے رنج اُٹھائے لیک نہ اپنا یار ہوا
مُجرے کو دربار میں تیرے سب کو خوشی سے بار ملا باری باری تب ہوں حاضر میرا ہی آنا بار ہوا
شکوہ کیجے کسکا ای دل خوبی اپنے طالع کی جسکو سمجھے یار ہم اپنا وہی پھر اغیار ہوا
عید ہوئی ہر ایک کو اُسدم جسدم بار عام ہوا والہ تھے جو دید کے اُسکے اُنکو بھی دیدار ہوا
کیا کہوں تجسے رہ رہ مجکو یہی ہے افسوس ولا دیکھا میں محبوب کو اپنے خواب میں کیوں بیدار ہوا

کثرت سے خلق کی ہیں ثابت احد ہوا
دید بتان ہیں ہمکو دلیل صمد ہوا

پیدا جو کچھ ہے قدرت صانع پہ دال ہے
پنہان نہیں ہے اُسپہ جو اہل خرد ہوا

کہتی ہے خلق سب بخدا اُس صنم کو اب
ظلم و ستمگری میں وہ کافر اشد ہوا

حسن و جمال و شکل و شمایل کو اُسکی دیکھ
بزم بتان میں کسکو نہ رشک و حسد ہوا

ناز و ادا و عشوہ و انداز یہہ کہاں
گو سرو کا بھی باغ میں تیرا سا قد ہوا

عقل و حواس و ہوش نے لی اپنی اپنی راہ
آگر جنون جو عشق کی رہ کا بلد ہوا

یہان تھے جواب نامہ کے ہم بیٹھے منتظر
کیا دیکھتے ہیں نامہ وُہی مسترد ہوا

اوروں سے اختلاط لگاوٹ کی بات چیت
غصہ ہمیں پہ پیارے تیرا جدا نہ تد ہوا

کیونکر نہو مزاج تیرا مجھسے منحرف
جب غیر کا ہو حرف تیرے گوش زد ہوا

اپنی ہوئی نہ بات پذیرا تو ایک بھی
نزدیک تیرے غیر کا کہنا سند ہوا

قاتل خبر بلا جلد تو آکر کہ اب تلک
تیرے شہید کا نہیں گور و لحد ہوا

بوئے ریا جب اُٹھ گئی دل سے فقیر کے
نقش حصیر قالی و فرش نمد ہوا

ناصح تجھے ہے کیا مرے نفع و ضرر سے کام
جو کچھ ہوا سو خوب ہوا گو کہ بد ہوا

کیا دغدغہ ہے حشر کا اُسکو ازل سے جو
دل سے غلام شاہ نجف تا ابد ہوا

مژدہ خوشی کا ہے یہہ دلا تیرے واسطے
محفل سے اُسکی سنتے ہیں اب غیر رد ہوا

صفت الہ

صنعت سے اُسکی قطرہ کہ جو منجمد ہوا — ژالہ کہیں کہیں وُہ گہر منعقد ہوا

تک کے تو میرا دل ہی ترے تیر کا تھا زد — اب ناوک مژہ سے مشبک کبد ہوا

سمجھے تھا شیخ کفر تیرا دیکھنا صنم — یا دیکھتے ہی تجکو بدل معتقد ہوا

بس قتل کو میرے تیرے ابرو کی ہے کجی — کیسپر تو باندھہ تیغ و سپر مستعد ہوا

ہرچند اُس سے کی بسماجت ہی التماس — لیکن نہ مانی بات میں جتنا لجد ہوا

نوبت ترے مریض کی پہنچی یہان تلک — آخر کو درد ہجر سے وجع کبد ہوا

سبقت میں درس عشق میں مجنون پہ لیگیا — گویا کہ فنّ عشق کا مین مجتہد ہوا

ہرگز نہ اُسکو خوف ہے اعدا کا دوستو — اللہ جس کسی کا معین و ممد ہوا

اُسدم تو غیر رہی یہی ہے یقین مجھے

جسدم ولا سے اپنے تو آ متحد ہوا

گُلشن میں صبح دم جو گذار صبا ہوا — گلکا چمن میں وا وہیں بند قبا ہوا

وہ مہ جبین جو بزم میں جلوہ نما ہوا — روشن زمیں سے لیکا وہین تا سما ہوا

یارو نپوچھو کیا کہوں میں وقت اختلاط — کیا کیا ادا و ناز جو اُسسے ادا ہوا

اندیشہ کیا دیت کا ہے قاتل سے اب کہو — بس رونمائی تیری میرا خون بہا ہوا

معلوم کچھ سبب نہیں رنجش کا اُسکی پر — وُہ بے سبب یقین ہے کہ مجھسے خفا ہوا

جیسا کہا نہ مانا میرا تو نے تب دلا — ویسا ہی دام زلف میں اب ہے پھنسا ہوا

دلداری پر ضرور تجھے ہے مری کہ اب — دلدادہ میں ہیں تیرا تو میرا دلربا ہوا

سب کچھ سہے ہیں جور تیرے واسطے پہ لیک — ناآشنا کسو کا نہ تو آشنا ہوا

کہہ اس زمین میں اور غزل ایک ای دلا

کیوں ہے سخن تیرا تو در بے بہا ہوا

تنہا نہ اسکا کچھ میں ہی ہیں محو لقا ہوا — صورت کو اسکی دیکھ ہر ایک مبتلا ہوا

اس شمع رو کے عشق سے آیا نہ باز میں — مثل پتنگ جان سے نہ جب تک فنا ہوا

گذری جو تجھ بغیر نکچھ پوچھ اسکو یار — تیری بلا سے جان پہ میری جو ہوا ہوا

مہر و وفا وہ کیا ہوئی لیتے ہی دلکو یار — مجکو بتا دے اتنا تو کیوں بیوفا ہوا

کیا دوستوں میں کسکو جو پوچھو تو سمجھے تھے — پایا تو ہیں ہم بھی دوستو اپنا کیا ہوا

چلنے میں تیرے سایہ پہ میرو جو پڑ گیا — دیوانے کو تیرے سے گویا ظل ہما ہوا

قاتل کی اب گلی میں یہہ احوال خلق ہے — ہر ایک خاک و خون میں ہی گھایل پڑا ہوا

تبدیل ہیئت اپنی یہہ کی عشق نے تیرے — ہر ایک پوچھتا ہے تجھے کیا بلا ہوا

آیا نکچھ نظر بھی طلسم جہان سے

غفلت سے خواب کی جو دلا دیدہ وا ہوا

نے فقط

نہ فقط اِس شعلہ رو کا میں ہی دیوانہ ہوا ہر تنکا خار و خس کا جلکا پروانہ ہوا
بادہ نوشی تونے تو وہان غیر کے ہمراہ کی یہان کسیکی عمر کا لبریز پیمانہ ہوا
قصہ فرہاد و مجنون کوئی اب سُنتا نہیں ای عاشق کا تیرے مشہور افسانہ ہوا
پھر جو بیٹھے ہانگے محفلمین تمہاری آنکر سچ بتاؤ اِن میں سے کِن کِن سے یارانہ ہوا
مُختلط باہم دگر غیروں سے رہتے ہو سدا وے ہوئے سب آشنا ایک میں ہی بیگانہ ہوا
بزم میں اُسکی گیا ہر چند چھپ کر تو بھی وُہ دیکھکر بولا کہ ہے یہہ چور پہچانا ہوا
کردیان ویران اِسنے سیکڑون آبادیان تیغ رانی پر جو وہ مصروف جانانہ ہوا
رات دن گنج شہیدان سے یہہ آتی ہے صدا کشتگان عشق سے آباد ویرانہ ہوا
مضطر و حیران جو پھرتا ہے ولا شاید کہ پھر چشم میگونکو کسیکی دیکھہ مستانہ ہوا

عالم میں ای کون وُہ بیدادگر ہوا ویران جسّے میرے یہہ دلکا نگر ہوا

مطلع ثانی

آئینہ دیکھتے تجھے وہان دن بسر ہوا یہان انتظار میں میرا ٹکڑے جگر ہوا
محفلمین خوبرویونکی عالم ہے یہہ تیرا جون بزم میں ستارونکی مہ جلوہ گر ہوا
ظالم ارادہ قتل کا کسکا کیا ہے اب جو مستعد تو باندھکے تیغ و سپر ہوا
جو غم میں اُسکے قطرہ خون چشم سے گرا وُہ دانہ اشک کا میرے لعل و گہر ہوا

ہرگز نہ آیا رحم تجھے ورنہ دیکھکر ۔۔۔ کس کا نہ میرے حال پہ یہاں دیدہ تر ہوا

افسوس ہے کہ عمر ہی گذری یہ ایکدن ۔۔۔ بھولے سے اسطرف بھی نہ تیرا گذر ہوا

رنج و تعب فراق والم درد اور محن ۔۔۔ کیا کیا نہ تجہ بغیر میری جان پر ہوا

ساقی شراب و سبزہ و گل ماہ چہاردہ ۔۔۔ کس کام کا ہے حیف وہ نہ رشک قمر ہوا

تیرا شہید جان سے گو کہ گذر گیا ۔۔۔ قاتل جہان میں تو تو بھلا نام ور ہوا

گذرا تجھے تو عیش میں وہان کیا کہون کہ اور ۔۔۔ کس کس تعب سے یہان مجھے شام و سحر ہوا

گر دیکھنا ہے آخری دیدار دیکھ لو ۔۔۔ ورنہ سنوگے اپنا جہان سے سفر ہوا

اہل ہنر عزیز ہر ایک جا پہ ہے ولا ۔۔۔ ہے خوار وہ زمانے میں جو بے ہنر ہوا

سینہ بسینہ آتے ہیں کب لب بلب ہوا ۔۔۔ میرا یہہ اسکا ربط بھلا یار کب ہوا

مطلع ثانی

مہمان تو میرا تو نہ کبھی شب کی شب ہوا ۔۔۔ رنجیدہ بات باتمین تو جب نہ تب ہوا

تیرے سبب اٹھائے ایکعالم کے جور مین ۔۔۔ کیا کیا کہون جو مجھپہ وہ رنج و تعب ہوا

مفتون اور والہ و دیوانہ شیفتہ ۔۔۔ عاشق کا تیرے خلق مین کیا کیا لقب ہوا

ہے فخر دوستی کا یہہ تیرے کہ آشنا ۔۔۔ مجھسے گدا کا تجھسا جو عالی نسب ہوا

برہم ہوئے جو ہاتھ لگانے سے پاؤن کے ۔۔۔ اے وہ مجھسے کونسا ترک ادب ہوا

گھر دوستونکا دوست ہی رہتے ہیں تم بھی اب — گر شب کی شب رہا ہے تو کہو کیا غضب ہوا

تک تو زبان کو کھولیئے اور کچھ تو بولیئے — گر ہمسے ہم کلام ہوے تو کیا عجب ہوا

جاگا کیا میں وعدہ پہ جسکے تمام رات — آیا وہ اب تلک جو نہیں کچھ سبب ہوا

پہنچی صدا نہ کانمیں وہاں اسکے اوز بہان — ہر چند آہ و نالہ و شور و شغب ہوا

جلدی خبر مریض کی لے اے مسیح دم — بیمار کے لیئے ہی تیرا گھر مطب ہوا

ایسا وہ کون آیا ہے محفلمیں اے ولا

آنے سے جسکے دلکو نشاط و طرب ہوا

جلوہ گر جسکی تری غارت گر صد ہوش ہوا — جو کہ کہنا تھا وہ سب دل سے فراموش ہوا

صورت ہالہ ہوا آپسے خالی یکسر — جب کہ اوس غیرت مہ سے میں ہم آغوش ہوا

زور تصویر سا گھبرا ہی کہ جسنے دیکھا — شکل تصویر تحیر سے وہ خاموش ہوا

اُن خروش ابداموںکا دلنے گیا اپنا غبار — گرچہ اس راہ میں خاک اپنا تن توش ہوا

ایکدن تونے کیا یاد نہ مجکو ہیہات — یاد میں تیری جہان مجسے فراموش ہوا

نرگس مست کے دور سے میں تیرے اے ساقی — یارب کون ہی جو کہ نہ مے نوش ہوا

ظاہرا خوب یہاں ہمنے ولا کو ڈھونڈھا

نہیں معلوم کہاں جا کے وہ روپوش ہوا

حال دل اپنا کسے کہون مین ایک انتشار ہوا
عالم اُسکا دیکھتے ہی مین عالم سے بیزار ہوا

مطلع ثانی
میرے بھی دلکو غمزہ سے اُسکا تنہا نہ آزار ہوا
چشم عیارین دیکھکے اُسکی عیسی بھی بیمار ہوا

ہاتھون سے اب ضعف مکے یہان تک پہنچی ہی نوبت لینی تو
آہ و فغان یک سمت رہی دم لینا بھی دشوار ہوا

دیکھ لے اگر دلمین تیرے گلگشت چمن کی کرہی ہوس
داغ ہر ایک سینہ کا میرے یہان رشک صد گلذار ہوا

ڈھونڈ پھرا ہر چند جہان مین لیک پایا تیرے سوا
مونس و ہمدم یار و برادر کوئی نہ اپنا یار ہوا

دوست نہین کچھ اسمین تجھے یہہ خوبی اپنے بخت کی ہی
دشمن آخر وہی ٹھہرا یہان جو مجھسے یار ہوا

اِسپہ نہو مغرور ولا تو ہستی تو ہی خواب و خیال
خواب کی ہی مانند یہہ عالم جبدم تو بیدار ہوا

ای لالہ رو جو سیر و تماشا کہین ہوا
مانع پھر اُسکی دید کا کوئی نہین ہوا

تقصیر ایسی کونسی مجھسے ہوئی کہ اب
جو دیکھتے ہی مجکو تو چین بر جبین ہوا

دیدار اُسکا کیون کہ میسر ہو اب مجھے
سُنتے ہی اُسکو یار وہ وہ پردہ نشین ہوا

وہ گور مین بھی داغ جگر لے گیا جسے
دیدار لالہ رو نہ دم واپسین ہوا

نازان نہو جو اپنے پہ سُنتا ہی ای سحاب
ہر قطرہ اشک کا میرے دُرّ ثمین ہوا

جو نام مشتری سے بھی واقف نتھا سو اب
زہرہ جبین کسی سے وہ شب ہمقرین ہوا

پہلو کسیکا خوش نہین آتا ہی ای ولا
اُس نازنین کا جبسے کہ مین ہمنشین ہوا

دل جونا

دل جلونکی خاک سے یہہ جو بنتی خاکستر ہوا — اخگر خورشید بھی رو پوشِ خاکستر ہوا

عشقمین اُس شعلہ رو کے رکے لے تا سحر شام — شمع سان جل جل کے مین ہم دوشِ خاکستر ہوا

عشقکی آتش مین حظ زندگی سمجھا تھا لیک — چون سمندر آہ آخر نوش خاکستر ہوا

دیکھ ہی کس دل جلے مئخوار کا یہہ دل سبو — جو ہوا لگتے ہی مینٔ مدہوش خاکستر ہوا

عشقمین اُس آتشین رو کے کہون کیا اے ولا

رشل مو جل بل کے ہم آغوش خاکستر ہوا

قاتل وہ یار و خلقمین اب صف شکن ہوا — کشتون سے جسکا دیکھہ لو معمور رن ہوا

اُس شعلہ رو کا عشقمین جون شمع سر بسر — خاک سیاہ جلکے یہہ سارا بدن ہوا

کہنے کو فن عشقمین اے دل ہوئے بہت — لیکن نہ تجسا وامق و نہ کوہکن ہوا

اُس گلبدن کے ہجر مین خون روئے یہان تلک — دامن تمام جامے کا رشک چمن ہوا

کسکی شمیم زلف یہہ پھیلی ہے جا بجا — خوشبو یہہ جسکی بو سے سوادِ ختن ہوا

ابر و ہوا و گلشن و پیمانہ سا قیا — کس کام کا ہے جب کہ نہ وہ گلبدن ہوا

کیون کر بسر ہو زندگی منفعل ہو تو ہی یار — بستی سے تیری غیر بھی جب طعنہ زن ہوا

اندوہ و درد و یاس و غم و ہم مین کیا کہون — کیا کیا نہ تیرے ہجر مین رنج و محن ہوا

یہان تک اُٹھائے رنج و تعب آخرش کو یار — تیرے سبب وطن سے ولا بے وطن ہوا

جلوہ گر خلقمین جب وہ بت مغرور ہوا
عالم عالم مین پھر اُس جلوے کا اک شور ہوا

ہون ہر اک لخت جگر ہی سر مژگان پہ مری
پھر نظر سے گویا دار پہ منصور ہوا

جس پری رو کا مین اک عمر سے دیوانہ تھا
یار وہ آفت جان غیرت صد حور ہوا

نیستی مژگان سے جگر چھنی یہ کسیان ناگاہ
پلکپل دیکھے ہی خانۂ زنبور ہوا

چارہ جو کون ہو پھر اسکا تباہی ہمین
قتل جب اپنے ولا کا تجھے منظور ہوا

مثل گل باغ مین جب تجکو مین خندان دیکھا — وہین بلبل کی طرح آپکو نالان دیکھا

دیکھئے زلف مین کسکی تو پھنسے گا اے دل — آج پھر ہمنے ہی کچھ خواب پریشان دیکھا

غم فرقت مین تیری جب کی اِس دلنے نگاہ — کثرت داغسے پھر رنگ گلستان دیکھا

ہمتو محتاج نہین عارضی سامان کے یہان — مثل خورشید ہین گو خلق نے عریان دیکھا

سوزش دل سے ولا محفل خوبان مین سدا

شمع سان جب تجھے دیکھا تو مین گریان دیکھا

مہروش تجکو مین جب گھر سے نکلتے دیکھا — دل بیتاب کو اپنے نہ سنبھلتے دیکھا

مطلع ثانی

ہمنے اُس شوخ کو جسدم کہ مچلتے دیکھا — دل و جان لے کے بھی ہرگز نہ بہلتے دیکھا

دور گردون نے گرا جو کہ وہ سنبھلا لیکن — اُسکی نظرون سے گرے کو نہ سنبھلتے دیکھا

عجب انداز ہے رفتار کا اُسکی یارب — کہ ہر یک دلکو جہان خاک مین رلتے دیکھا

کام کسکے لب رنگین سے تیرا تھا اُسکو — جائے مے خون ہے شیشے کو اگلتے دیکھا

خوب ہے گرچہ خموشی پہ اتنی ظالم — مر چلا ہم پہ تیرے لب کو نہ ہلتے دیکھا

اثر نالہ سے دل سنگ کا ہو جاوے آب — لیک دلکو نہ کبھی تیرے پگھلتے دیکھا

ہجر سے قطع نظر وصل مین یون گذرے ہے — جسطرح شمع سے پروانہ کو جلتے دیکھتا

اشک نے کیا یہ طوفان کیا برپا اے دل — جسکا یکبار بھی دریا نہ اچھلتے دیکھا

اے ولا جور فلک سے نکچھ اندیشہ کر

مذوی شاہ نجف پھولتے پھلتے دیکھا

کئی دن سے یہہ ارادا ہے مقرر اپنا — کہ اسے حال سنا دیں کہیں جھپ کر اپنا

آگ یہہ بھڑکی ہے یارب مرے سینے میں کیا — لخت دل لگا ہے جو صورت اخگر اپنا

جانب خانۂ دلدار ہی یہہ تیرے ہے — صورت قبلہ نما ہے دل مضطر اپنا

شکوۂ خانہ خرابی میں کروں کسسے آہ — کہ دل یار میں ہرگز نہوا گھر اپنا

زانوئے یار ہو بالین سر غیر کا آہ — اور ہے سنگ پہ ہر روز یہاں سر اپنا

ہمنے ابنائے زمانہ اے ولا دیکھ لئے

نہ کوئی یار ہے اپنا نہ برادر اپنا

مطلع ثانی

ہووے جب یار رو گل و ساقی و مینا اپنا — کیفیت رکھتا ہے تب بادہ کا پینا اپنا

نیک و بد کہ نہ کبھی دلمیں ہو کینا اپنا — دوستو رکھتا ہے یہہ لطف یہہ جینا اپنا

ابر نیسان نہ سمجھ دیدۂ خونبار کو کم — کہ پر از لعل و گہر ہے یہہ سفینا اپنا

دولت عشق کہ ہیں دام و درم داغ جگر — ہے یہی مملکت تمہیں خزینا اپنا

ہے ہر ایک لخت جگر خانۂ زنبور مرا — خاک تودا ہے ترے تیر کا سینا اپنا

ہووے ہر چند بہم ابر و ہوا و گل و مل — یاد بن ملک شی ہے خون کا پینا اپنا

کیا عجب ہے کہ گہر بار ہو رومال اسکا — پونچھکر جبہ سے جھٹکے جو پسینا اپنا

نہیں سکھتا قدم خاک سے جو خاک نشیں ہیں جو
صورت نقش قدم خاک پہ ہی گھر اپنا

دوستی کیجئے نہ کم ظرف سے ہرگز اے دل	کہ کسی وجہ نہیں ہوتا کمینا اپنا

پشم ہے قاقم و سنجاب تیرا اہل دول	ہے یہ از اطلس و دیبا یہہ گزینا اپنا

عمر گذری ہے سدا اپنی توکل بخدا	ماہواری نہ کہیں روز و روزینا اپنا

مختلط حد سے زیادہ نہو سُنتا ہے ولی
ہے وہی خوب کہ جو سمجھے ہی قرینا اپنا

یوسف کا جو نقشہ در و دیوار پہ کھینچا	کیوں تو نے زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا

ہر لخت جگر یوں سر مژگاں پہ ہے اپنے	منصور کو گویا سر نو دار پہ کھینچا

یہ ہالۂ مہ ہے کہ مصوّر نے ازل کے	خط کا تیرے آغاز جو رخسار پہ کھینچا

دیکھا جو خرامان تجھے ای رشک مہ و مہر	یا کبک دری نے تیرے رفتار پہ کھینچا

کشتہ یہ تیرے تیغۂ ابرو کا ہی ای یار	تیغ کو عبث عاشق غمخوار پہ کھینچا

درد و الم و رنج تپ دوری سے میں نے	کیا کیا نہ کسالا تن بیمار پہ کھینچا

مانی تو کھینچے در و دیوار پہ نقشے	میں نقشہ دلدار دل زار پہ کھینچا

منظور نہ تھا گر دل عاشق نشانہ	کیوں چلّا کو رکھ تیر کے سوفار پہ کھینچا

اُس بت کا ولی حسن تو کچھ اور ہی چمکا
قشقہ کو جو پیشانی گلنار پہ کھینچا

جن روز دیکھی

جس روز و میں یہاں کبھی وحشت کا جوش تھا
ہر خار خون پاسی میرے گلفروش تھا

کل جلوہ گر تھا کون غارت گر خرد
دیکھے [illegible] خلق کو اپنا نہ ہوش تھا

نکلا جو تیغ لے دو سبک دست ہاتھ میں
سر اپنا تو ہر ایک کو پھر بارِ دوش تھا

جلوہ سے اسکے حسن کے عالم تھا بسکہ محو
دیکھا اُس انجمن میں جسے وہ خموش تھا

سُنے کو عندلیب کے نالا چمن میں گل
جس گل کو دیکھتا تھا سراپا وگوش تھا

اللہ رے یہہ گرمی آہِ شرارہ بار
کام و دہان و لب میرا ہتنوالہ جوش تھا

~~پختگی پہلے نہیں کی تجسے دل کھویا عبث~~
~~ربط کرنا تجہ جفا جو سے خیال خام تھا~~

شیدا ولا پھر آیا ہے کوچے میں اسکے کل
شور و فغان و نالہ و جوش و خروش تھا

جب تلک پہلو بہ پہلو یار وہ گلفام تھا
کیا کہوں دلکو میرے کیا چین تھا آرام تھا

مطلع ثانی

نے خیال رو مجھے تیرا فقط گلفام تھا
نام کا تیرے زبان پر ورد صبح و شام تھا

ق

کیا ہوا یارب وہ پہلو سے میرے دلدار آہ
ہم پیالہ ہم نوالہ جو کہ صبح و شام تھا

نام سے میرے تو اب واقف نہیں کلکی ہی بات
عشق میں تیرے یہ شیدا خلق میں بدنام تھا

میں امید وصل پر دلکو دیا تھا تجکو یار
پر نہ سمجھا یہہ کہ تو بھی خود غرض خودکام تھا

پختگی پہلے نہیں کی تجسے دل کھویا عبث
ربط کرنا تجہ جفا جو سے خیال خام تھا

انتہائے کار جو جو کچھ پیش آیا مجھے
ابتدا ہی یہہ تیرے آغاز کا انجام تھا

تم مکرتے ہو عبث ہمکو تو سب معلوم ہے
آپ کا جس جسّے پیارے نامہ و پیغام تھا

سیر گلشن سے وہ کیا واقف ہو جس طائر نے آہ
آنکھہ کھلتے ہی جو دیکھا تو قفس یا دام تھا

محفل اغیار مین کل گالی دے بیٹھے جو تم
کیا **ولا** ہی سب مین پیارے قابل دشنام تھا

نشان کیا ڈھونڈھیے وہ بے نشان ہوتا نہین پیدا
کہان دیکھین کہان ڈھونڈھین نہین ہوتا کہین پیدا

ابھی یہ خانۂ تاریک اپنا کیا روشن ہو
شب دیجور ہجر اپنی جو ہو وہ ہمنشین پیدا

بجا ہے کر اُسے کہیے کہ ہالہ ماہ کا یہہ ہے
ہوا اُس روئے تابان پر جو خط عنبرین پیدا

کرے گر قتل تو مجکو تو بہر شوق شہادت مین
برنگ شمع تن سے ہو مری گردن وہین پیدا

تماشا حسن کا ہے زور ہی صورت عجب دیکھی ہے
کہ ہے جسّے سراسر صنع صورت آفرین پیدا

جہان نے موند لی آنکھین تماشا دیکھہ پھر ناداں
کہ کیا کیا سیر ہو وے خانۂ دل مین وہین پیدا

کبھی دو ایک گھڑی کہہ کے غم دل جی کو بہلاوین
موافق طبع کے ہو وے **ولا** کر ہمنشین پیدا

دیکھہ کر نوح کہے دیدۂ گریان میرا
گریہ ہی گریہ ہے تو گرداب طوفان میرا

کر دیا تختۂ دامن کو یہان تختۂ باغ
کب رگ ابر سے کم ہے سر مژگان میرا

ترجیع غزل

چرخ خرمن سے خبردار ہو اپنے کہ یہاں — نکلا ہے سینے سے اب شعلۂ افغاں میرا

کسکو پرواے گلستان و ہواے گل ہے — جسجگہہ ہووے وہ گل ہے وہ گلستاں میرا

محفل آئینہ رویاں میں نہیں کچھہ معلوم — منتظر کسکا ہے یہہ دیدۂ حیراں میرا

داغ دل درد جگر سوزش جاں رنج فراق — یہی اسباب ہے اور یہی ہے ساماں میرا

کیجو سورۂ یوسف کو ولا پڑھ کے دم

گر نظر آئے وو رشک مہ کنعاں میرا

سینے سے میرے جب تیرے پیکاں کو نکالا — پیکاں کو نہیں بلکہ مری جان کو نکالا

کیا عشق کا جذبہ ہے زلیخا کہ یہہ جسنے — جا چاہ سے پھر یوسف کنعاں کو نکالا

بیہوش ایک عالم ہوا محفل سے جب اُسنے — تک پردہ اُٹھا چہرۂ تاباں کو نکالا

ن

اُس زہرہ جبیں نے لب یاقوت سے اپنے — جب ہو متبسم دُرِ دنداں کو نکالا

تب غارت جاں کی یہہ ادا دیکھہ کے ہمدم — سو جان سے دل اپنا میں قرباں کو نکالا

ایک میں ہی ہیں مشتاق تیرا یار ہوں کہ سے — سنہرے نے تیرے گبر و مسلماں کو نکالا

دل سے میرے جز سیر گل داغ فلک نے — کب آرزوئے سیر گلستاں کو نکالا

آیا نہ تجھے رحم مرے حال پہ ہر چند — خوں رو رو کے میں نے دل نالاں کو نکالا

ن

جب تذکرۂ شعر ہوا بزم میں اُسکی — بالیں سے تب اُستے میرے دیواں کو نکالا

پڑھ کر وہ میرا شعر لگا کہنے کہ کس نے — گھر سے میرے اُس یار سخنداں کو نکالا
کشتہ یہہ ترے دشنۂ مژگاں کا ہی قاتل — کیوں اسپہ بھلا خنجر برّاں کو نکالا

ہوں شیفتہ اُس گلکا ہر ایک آن پہ جسکا
قربان کے لئے تن سے ولا جاں کو نکالا

آیا ہی اٹھا تیغ وہ خونخوار ہمارا — پوچھے ہے کہ کیدھر ہی گنہگار ہمارا
یہہ بھی ہی نئی چھیڑ کہ آ مجھسے کہے ہی — ان روزوں کہیں دل ہی گرفتار ہمارا
آزار کسی دل کا پسند اپنے نہیں ہی — کیوں چرخ ہوا طالب آزار ہمارا
ہمدم ہمیں تکلیف نہ دے سیر چمن کی — داغوں سے یہاں سینہ ہی گلزار ہمارا
افسوس دم نزع بھی پوچھا نہ کسی نے — کس طرح سے رہتا ہی وہ بیمار ہمارا
شکوہ نہیں کچھ ظلم شعاری فلک کا — باز آوے ستم سے جو ستمگار ہمارا

آتا ہی چلا گریہ ہر ایک حرف پہ ہمکو
مت پوچھ ولا حال دل زار ہمارا

مت جا تو چھوڑ اُسکو پھر اب شتاب اولتا — دم لے رہا ہی تیرا اُبرا اضطراب اولتا
برگشتگی تو دیکھو طالع کی اپنے اُسنے — میرے ہی خط کو بھیجا بہر جواب اولتا
بے پردہ ہی قلق یہاں اور دم اُلٹ رہا ہی — خلوت میں کسکی اُسنے منہہ سے نقاب اولتا

ابر الم

اب راستی تو یہ ہے عزیزوں نے کچھ سنایا　　جو بات کا دو میری دیتے ہے جواب اولٹا

ای وائے پاس خاطر تجکو نہو ولا کی

عزیزوں کے واسطے ہو اُسپر عتاب اولٹا

کیا پوچھتا ہے حال دل زار ای ولا　　دل نے کیا ہے اُنس سرنو سے ایک جا

وہ رنگ مہر و ماہ ہے جسپہ کہ روز و شب　　حور و پری بھی ہوتے ہیں سو جان سے فدا

ناز و کرشمہ عشوۂ و انداز اُسمیں یہہ　　ہر آن ہیں کنایہ و ہر رمز ہیں ادا

دولت سے عشق کی ہوئے ہوش و حواس گم　　غم کہانیکو مگر دل اندوہگیں رہا

چشم امید آپ سے یہی تھی ہمکو بس　　جو جو کہ تمنے واسطے کل غیر کے کہا

منصف تمھیں ہو دلمیں کہ اِس ربط پر میرے　　اورونکے پاس ہے تمھیں کب بستفنا روا

کیا قہر ہو گیا جو یکایک بگڑ گیئے　　اتنا ہی حرف آپسے مینے مگر کہا

خلطہ ہر ایک سے نہیں لازم ہے آپ کو　　کہنے کو دوستونکا ذرا سُنئے دل لگا

بوسہ کرے گر اُسسے کوئی وام بھی طلب　　تو سیکڑوں وہ گالیاں دیتا ہے برملا

اورونسے بول چال لگاوت کی بات چیت

سُنتا نہیں وہ ایک مگر اپنی ای

مدامہ جہاں تھا وہمنشیں سدا وصل و بوس کنار تھا　　شب ہجر کے سنو دوستو کسے نام سے سروکار تھا

مطلع ثانی

نہیں کچھ خبر کہ یہہ مرغ دل ہوا کتے جا کے دو چار تھا — لگا تیر آہ یہہ ناگہاں کہ جگر میں لگتے ہی پار تھا

ترے منتظر کو ای مہ جبیں کٹی رات ساری یوں آنکھوں میں — سر شام سے لے سحر تلک اُسے تارونکا ہی شمار تھا

نہ خبر لی اپنے مریض کی کبھی آ کے تو نے مسیح دم — گیا جان ہی سے وہ آخرش ترا ایسا عاشق زار تھا

کہوں کیا میں تجھ سے ای میری جاں کہ بغیر تیرے تو ایکدم — دل مضطرب کو کسیطرح نہ شکیب تھا نہ قرار تھا

ترے واسطے پھرا کو بکو تجھے ڈھونڈتا تھا میں سو بسو — شب و روز تیری ہی جستجو جو یہی اپنا یار شعار تھا

شب وصل تھی کہ وہ خواب تھا کہ خیال تھا کہ طلسم تھا — کھلی آنکھ اپنی جو ای ولاؔ نہ وہ بزم تھی نہ وہ یار تھا

غم اسکا کچھ نہیں مجھے گردون اگر پھرا — ہے یہہ غضب کے مجھسے وُہ رشک قمر پھرا

اُسپر سے ہون نثار لُٹا دینی سیم و زر — اب کے سفر سے گر مرا وُہ سیمبر پھرا

اُس رشک مہر و مہ کو میں پاتا نہیں کہیں — ہر چند دُو تلاش اُسے شام و سحر پھرا

ہر شہر و ہر دیار میں کی کو بکو تلاش — اُس مہ جبیں کے واسطے میں دربدر پھرا

محفل سے اپنی تو نہ اُٹھا اُس طرح ذرا — گر ایک میں گیا تو نہ بار دِگر پھرا

بیٹھو نہ کبھی بہ پہلو میں صاحب آن کر — میری طرف سے آپ کا دل ہے اگر پھرا

ہمدم عجب طرح کا یہ مژدہ خوشی کا ہے — لیکر خبر وُہ یار کی گر نامہ بر پھرا

وُہ بھی ہوا نہ اپنا صد افسوس ہمنشین — جسکے سبب سے مجھسے یہہ سارا نگر پھرا

احوال یار کیون کہ ہو معلوم اے ولا — جو اُسطرف گیا سو نہ بار دِگر پھرا

ایک سے ایک جہاں میں ہے صنم خوب سے خوب — نظر آیا کوئی لیک اپنے نہ محبوب سے خوب

کات کی ہے نہ فقط اسکی خوشی اسلوبی ہے — چہرے کو دیکھو تو عجب تختی کے اسلوب سے خوب

لیلی و قیس سنے وامق و عذرا بھی سنے — عشق میں کوئی نہ دیکھا تیرے مجذوب سے خوب

خط سے مت بھولیو مجکو جو سفر کو ہو چلا — عالم دوری میں بہتر نہیں مکتوب سے خوب

وصل اُس یوسف ثانی کا میسر نہو ا — گرچہ گریہ کیا میں گریۂ یعقوب سے خوب

کیا خدائی ہے بتان اُنسے بہت راضی ہون   جو کوئی صبر و تحمل ہین ہوا تو بسے خوب

خوبرو جتنے ہین سب خوب ہین ہر چند ولا
لطف ہے وصل کا ہر طبع کے مرغوب سے خوب

کیا ہوا ہی جو نہین آتی صدائے عندلیب   بولے ہین زاغ و زغن ہر سو بجائے عندلیب

کیا کہون ای ہمصفیر وین وفائے عندلیب   ہی یہہ الفت آفت جان و بلائے عندلیب

گلکی خاطر گلبدن بلبل اگر نالان ہی   تو گریبان چاک ہے گلکا برائے عندلیب

وجہ گویائی میرے دل پر تو یہہ روشن ہوئی   گل ہوا آینہ طوطی نمائے عندلیب

کیوں نہ وحشت کے واسطے خاطر پریشان ہی تری   رو نمائی گلکی ہے بس خون بہائے عندلیب

عشق سے ای گل ترے بلبل زبس بیمار ہی   ہو گیا خون جگر ہر دم غذائے عندلیب

ہجر مین گلرو ترے نالان ہی یون مرغ دل   جسطرح فصل خزان مین ہو نوائے عندلیب

گلشن ہستی ہی جب تک شاد و خندان تو رہے   ہر سحر ای غنچہ لب ہے یہہ دعائے عندلیب

موسیقی کے علم مین اتنا وہ خوش آواز ہی   لحن داؤدی کہے کوئی صدائے عندلیب

بس جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہر گلکا خوش   متصل کرتی ہے کیون تو ہائے ہائے عندلیب

ای ولا مانند گل نازک ہی خاطر یار کی
سرگذشت اپنی کہون یا ماجرائے عندلیب

ح ہزل

طرح ترکیب غضب وضع طرحدار غضب
کیا کہوں آہ کہ ہی وہ بت طرار غضب

تازہ ہوتا ہی بہار آنی سے پھر شور جنون
ہی دیوانہ کے لئے موسم گلزار غضب

جیب و دامن کو کیا غرق بجون اشک نے مین
لائی مجھپر یہہ میرے دیدۂ خونبار غضب

جسنے رسوا مجھے ہر کوچہ و بازار کیا
لے گیا دلکا میرے چین وو ایکبار غضب

گالی اور مار تیری آہ اٹھائی پیارے
سب کیا ہمنے گوارا یہ ہی انکار غضب

کیوں نہ دل سیکڑوں پامال خرام اسکا ہوں
قامت اسکا ہی غضب اور ہی رفتار غضب

طایر دل جو ولا تڑپی ہی خونیں اس رنگ
آہ کسکا یہہ لگا خنجر خونخوار غضب

مجرے کو ہر سحر تیرے گر آوے آفتاب
پاوے نہ بار شام کو پھر جاوے آفتاب

چہرے سے گر نقاب اٹھا جلوہ گر ہو تو
ہرگز نہ تاب آگے تیرے لاوے آفتاب

اتنا بھی ہمقرین ہو تو یہہ اسکا ہی شرف
گر پاسبانی در کی تیرے پاوے آفتاب

تیرا ہی روہی ورنہ شبہا کسکے واسطے
مغرب سے وقت عصر کے پھر آوے آفتاب

اتنا وہ گلعذار ہی نازک ولا نپوچھ
کملا ہی جاوے گر ذرا گرماوے آفتاب

اگر تو خلقمین ہی امتیاز کا طالب
تو صدق دلسے ہو اہل نیاز کا طالب

جو چاہے شمع صفت نور معرفت اپنا　　تو ہووے شوق سیں سوز و گداز کا طالب

ہوا ہے جنگل مژگان سے جسکے سینہ ریش　　یہہ مرغ دل ہے اُسی شہباز کا طالب

نہ ہوگی پند تیری سودمند اے واعظ　　یہہ رند ہے مَحو معشوق و ناز کا طالب

وو ہووے کب تیرا دمساز اے ولی اُسن رکہہ

نہ ہو جو تو کبھی اُس حیلہ ساز کا طالب

رنجش اپنی کا سبب ہمکو جتا دو صاحب　　ہوئے کس بات سے آزردہ بتا دو صاحب

جگمیں روٹھے ہوئے رشتہ ہیں یہی ہے دستور　　تم بھی چھاتی سے ذرا چھاتی ملا دو صاحب

منتظر دیدار تمہارے کی ہیں صاحب نظران　　پردہ چہرہ سے ذرا اپنے اُٹھا دو صاحب

بندہ خانہ میں کرم کیجے کبھی بندہ نواز　　اپنے غمخوار کو مت دل سے بھلا دو صاحب

بوسہ کے دینے سے رُکہتے ہو ولی کے گر تم

گال سے گال بھلا تنک تو لگا دو صاحب

بندہ پرور بندہ خانہ میں تو کب آتے ہیں آپ　　کرکے کیون وعدہ یہہ جھوٹھے ہمکو بہلاتے ہیں آپ

کس لئے بُزبوجھہ اتنا مجپہ جھنجلاتے ہیں آپ　　بے تامل منہہ میں جو آتا ہے فرماتے ہیں آپ

بھول لیتے ہیں کسی پہ اتنا اور اتراتے ہیں آپ　　ہمکو ہی ڈراتے ہیں پیارے کسکو دھمکاتے ہیں آپ

اختلاط اور ونسے یوں رکھتے ہیں جون شیر و شکر　　ہمسے کرتے ہیں نبات اور تسپہ رک جاتے ہیں آپ

اکہہ ادا کہ

گہہ ادا گہہ ناز گاہے غمزہ گہہ خشم و عتاب — حسن کے کیا کیا تماشے ہمکو دکھلاتے ہیں آپ

بست سوالِ بوسہ پر شیرین دہن تم ترش کیا ہو — گر نہیں منظور دینا غصہ کیوں کھاتے ہیں آپ

تیغِ ابرو کا تمہارے زخم بس ہے سینہ پر — دمبدم کیوں باندھ کر تیغ و سپر آتے ہیں آپ

باعث رنجش کچھ اپنی مہربان فرمایئے — بات ایسی کیا ہوئی جس سے خفا جاتے ہیں آپ

دوستی کیا دین غیر کو اور کیا گلہ اُنکا کریں

ہے ولا سمجھ یہ کہ اپنا ہم کیا پاتے ہیں آپ

جُست جو ہیں جلد کسکی اِسقدر جاتے ہیں آپ — آنکھ اُٹھا کر دیکھئے ادہر کدہر جاتے ہیں آپ

مطلع ثانی

جب کبھی اُس سمت سے بیار سے گذر جاتے ہیں آپ — پھر نشتر نو سے جگر کو داغ کر جاتے ہیں آپ

یا نہ کرتے تھے کسیکی آہ زاری پر نظر — یا کسو کے عشق میں اب چشم تر جاتے ہیں آپ

عالم عالم ہے تمہاری دید کا یہان منتظر — وہان کسو کی جستجو کو گھر بگھر جاتے ہیں آپ

یا کسو کے حال سے ہرگز نہ رکھتے تھے خبر — یا کسیکی یاد میں کیا بیخبر جاتے ہیں آپ

لالہ رویوں کے تعشق میں نہیں کھلتے ہو گل — سینہ پر داغ میرا داغ کر جاتے ہیں آپ

یا تحمل ہی نکرتے تھے کسو کی بات کا — یا کسیکی گالیاں کھا صبر کر جاتے ہیں آپ

جیسے جب دل خستہ گان کا کچھ نہ رکھتے تھے خیال — ویسے ہی اب درد سے خستہ جگر جاتے ہیں آپ

عشق میں لیلی وشونکے دین و دل برباد کر — اے ولا مجنون صفت جان سے گذر جاتے ہیں آپ

کسیطرحکا کرو تم کلام آجکی رات
رکھے گا آپکو یہان یہہ غلام آجکی رات

مطلع ثانی

پیار سے پیوے اگر کوی جام آجکی رات
تو سرخوشی سے کٹے کیا تمام آجکی رات

عجب مزے سے شب ماہ گذرے ای ہمدم
جو ہو وہ پہلو مین ماہ تمام آجکی رات

سحر ہے عید بغل گیر یار سے ہون کے
ہوا تمام جو ماہ صیام آجکی رات

میرے مسیح جو میرے گلے سے تو لگ جاوے
تو پاوے زخم جگر التیام آجکی رات

یہ کسکا آینہ خانہ مین عکس تھا اے دل
کہ شمع رویون کا تھا اجدہام آجکی رات

ہوا جو آذرے قاصد کے چین سا جیکو
وو لایا کسکا ہے ایسا پیام آجکی رات

ملا کچھ آج تو اُسنے بہ نسبت سابق
کیا بہت سا میرا احترام آجکی رات

اب تمنا ہی نہی دلکی بجالائے سر دوست
چھوڑ کر دونو جہان بیٹھے ہین جاکر بر دوست

دشمنی طالع خوابیدہ کی یہہ ہے اپنے
نہوے آہ کسی رات بھی ہم بستر دوست

گر فلک دونو جہان کا نظر آوے نقشہ
دلپہ ہرگز نہ بندھے نقش بجز دو پیکر دوست

غیر کے رحم سے بہتر ہمین زخم دلدار
خوب ہے مرہم اغیار سے ہو نشتر دوست

جون سکندر تو نکر جستجوے آبحیات
رشک صد خضر دلا ہے لب جان پرور دوست

نہ کھاؤن مین کبھی چشم فلک کو ہرگز
دے اگر دولت کونین بموئے سر دوست

کردکھا

گرد کا را یہ دعا کیجو ولا کی تو قبول
چشم بر راہ ہے وہ جلد دکھا کوئے دوست

باد صبا تو لاتی ہے اس گل کی بو عبث
تشہیر کیوں کرے ہے اسے کو بکو عبث

کب اس بدن کے حسن صفا کو وو لگ سکا
شبنم کرے ہے گل کو نت اٹھ شستشو عبث

سینہ کا زخم میرے جگر سے گذر گیا
ہمدم کرے ہے آہ تو فکر رفو عبث

وہ گل ملا ہے کسکی تئیں اے نسیم صبح
مضطر پھرے ہے باغ میں تو کو بکو عبث

جو تیغ عشق کا تیرے کشتہ ہو جان بلب
تروار اسپہ کھینچ نہ اے جنگجو عبث

جو چاشنئ درد سے آگہ نہیں ولا
پیتا ہے انکے غم میں تو اپنا لہو عبث

لذت سے عشق کی نہیں واقف تو ناصحا
الجھا کرے ہے ساتھ میرے دو بدو عبث

سنکر سوال بوسہ کہا مجھسے یار نے
کچھ اور ذکر کیجے یہ ہے گفتگو عبث

میں نے تو کچھ کہا نہیں اسکے تئیں ولا
آزردہ کیوں ہوا ہے مرا تند خو عبث

ہوا ہے رونا میرے وو گلبدن باعث
کہ جیسے بلبل شوریدہ کو چمن کا باعث

نہ کیوں کہ میں لب و دندان پہ تیرے شیدا ہوں
ہوا ہے بوسہ کا پیارے تیرا دہن باعث

میں اسپہ کیونکہ نہ پروانہ وار قربان ہوں
مرے وو جلنے کا ہے شمع انجمن باعث

قطرۂ اشک رہے ہیں سر مژگان لیتے
جسطرح اس رہی خار مغیلاں سے لیتے

جی یہی چاہتا ہے اسکے مشتاق ہے بیج
صبح تک سوئے اپنے مہ تاباں سے لیتے

واسطے بوسہ کے ہم جان بلب رہوتے ہیں
جائیں اور رہویں سینہ وہاں لب و دندان لیتے

بوسۂ غیر کے کر رو یہ نہیں تیرے نشان
سیدل وو پتیا یہ رہا ہے جو ختاں لیتے

یاد میں اسکے قد موزوں کی گلستاں میں ولا
روتا پھرتا ہوں ہر ایک سرو گلستاں سے لیتے

مزا لے شیریں رخ خسرو روا یہ کب ہے کہ اور — ہو جو بے ویشہ کے لانیکا کوہکن باعث

کیا نہ رخ تیرے کوچہ سے لوئے کعبہ و دیر — ہوئے اگرچہ بہت شیخ و برہمن باعث

نہ پوچھ موجب آشفتگی کو اے ناصح — دل خراب کی ہے زلف پرشکن باعث

وہ چاہتا ہے جب اٹھ جاوے میرے پہلو سے — کرے ہے حیلہ گری اسکا ہی صد سخن باعث

ولا نپوچھ تو باعث ہے شعر کہنے کا
کہ ہووے صاحب فن کو ہے اُسکا فن باعث

جور و جفا پہ بسکہ ہے خونخوار کا مزاج — پھرتا نہیں ستم سے دلازار کا مزاج

ہر ایک سے ہے خنجر مژگاں کی نوک جھوک — کیا شوخ و شنگ ہے بت طرار کا مزاج

بگڑے ہی بات باتیں سودائیوں سے کیوں — برہم نہوگا تیرے خریدار کا مزاج

ہر چند تیرے درد سے ہم مر چلے مسیح — چھوٹے بھی آکے پوچھا نہ بیمار کا مزاج

ہرگز نہیں پسیجتا ہے اُس سنگدل کا دل — بے رحم اسقدر ہے جفاکار کا مزاج

راتوں کا جاگنے سے ہوا ہے مجھے جنون — کیونکر نہ بد دماغ ہو بیدار کا مزاج

سنگ جفا سے شیشۂ دل چور کر دیا — کیا سخت تند و تیز ہے میخوار کا مزاج

بلبل سمجھ کے باندھیو گلشن میں آشیاں — ظالم ہے آتشیں گل گلزار کا مزاج

ایک حرف پر ولا سے تو اتنا نہ ترش ہو — آزردہ کوئی کرتا ہے غمخوار کا مزاج

جی دیا

جی دیا ہمنے تیرے وصل کے ارمان کے بیچ	ہوسین رہ گئین اپنی دل نالان کے بیچ

زلف کو کہتے ہین گو سنبل ریحان لیکن	دلربائی ہی یہہ کب سنبل ریحان کے بیچ

زخمۂ تیر نگہ کیون کہ ہو جاتا ترسے پار سے	کارگر ہو ہی گیا وہ تو دل جان کے بیچ

لب رنگین کو نہین لعل بدخشان سے مثال	یہہ نزاکت ہے کہان لعل بدخشان کے بیچ

آنکھ بھر کر اگر اک آن بھی دیکھے تو اُسے	دو ہی اے شیخ خلل ہو تیرے ایمان کے بیچ

ایک جیحون ہے کہ پلکون سے یہان آتا ہے	کیا بلا ہے یہہ میرے دیدۂ گریان کے بیچ

خواہشین دل کی ولا مانگ ہے تجھسے یارب

کیجو سب مشکلین آسان تو ایک آن کے بیچ

کھینچا ہے بسکہ ہجر کا آزار سبطرح	نومید زیست سے ہے یہہ بیمار سبطرح

بندے ہین ہم رہا نہ اُسکا اختیار	یہان ہے عزیز خاطر دلدار سبطرح

تیر کمان سست بھی کرتا ہے کام خوب	گر ہووے چست یار وکماندار سبطرح

سیرت ہے گر نہووے تو کس کام کا ہے وہ	صورت مین گو کہ ہووے طرحدار سبطرح

مرنے مین اختیار نہین ورنہ اے ولا

اس زندگی سے دل تو ہے بیزار سبطرح

کچھ آپسے نہین تم ہمسے ای میان گستاخ	کیا ہے ہمنے تمہین پھر امتحان گستاخ

جو دلین اُتا ہی کہتے تم ہمین لیکن
بُرا نہ مان یون ہون ویکہ ہم بہی ہان گستاخ

عبث تو بات سے رُکہتا ہی میرے ای نادان
لحاظ کب رہا باہم ہوئے جہان گستاخ

طلب میں بوسہ کے کہنے لگا کہ خیر تو ہی
نہیت کچہ آج تم ہوتے ہو ہر زمان گستاخ

جو چاہیے سو کرو حقمین اپنے بندے کے
زبان نہو وے کی اسکی باپن وان گستاخ

یہی ہی دلکی تمنا کہ مختلط ہون بہم
پہ خوف سے تیرے ہوتی نہین زبان گستاخ

ولی کچہ اندنون تم لگ چلا ہو حد سے زیاد
نہ مجسے ہو جیے اتنا ای مہربان گستاخ

عجب شعلہ بہبوکا ہی میرا شوخ
قیامت قہر ہی آفت بلا شوخ

عجایب نازنین چنچل ہی دلدار
ہر ایک تیری خوش آتی ہی ادا شوخ

خجل ہو پنجہ مرجان جو دیکہے
تیرے دست نگارین میں حنا شوخ

کہوں کیا آہ اپنے مبتلا سے
وفا کی خوب تونے مرحبا شوخ

تیری خاطر تڑپتا ہی میرا دل
ہوا ہی مجسے تو جب سے جدا شوخ

اگر عاشق نہین ہی تو کسو کا
تو رنگ چہرہ ہی کیون کہربا شوخ

ترا مشتاق ہی بہ جان و دل سے
ولی کو اپنے دل سے مت بہلا شوخ

لقا بتر

نقش تیرے صورت کا زبس دل سیتی ہے پیوند　　رفقا ہے تیرے یاد مین دل نت مرا خورسند
شاخ گل نورستہ خجل ہووے چمن مین　　دیکھے میرے گربار کا وہ دست حنا بند
ہیو جھڑ لگی عشق کی آتش میرے دلکو　　ہرگز نہیں بجھتی ہے بجھاوے کوئی ہر چند
ہے اسکو شفا شربت دیدار سے تیرے　　ہووے جو کوئی درد محبت سے کسلمند

سوزان ہمت غم سے دل اسطرح ولی کا
جسطرح کہ مجمر مین سیا دانۂ اسپند

داغ دل یون ہے ولا اب میرے بر سے پیوند　　لگہ جسرنگ قمر کا ہے جگر سے پیوند
مطلع ثانی
جلوۂ حسن یون اسکا ہے نظر سے پیوند　　جسطرح چشم کو ہے نور بصر سے پیوند
غم مین اس یوسف ثانی کے تو روئے یہان تک　　کہ ہوا لخت جگر دیدۂ تر سے پیوند
گر شب تار مین نکلا مرا مہوش گھر سے　　شب دیجور کا دامن ہو سحر سے پیوند
داغ دل جیب تیرے یون ہین مرے دل سے لگے　　جسطرح پھول سپر کے ہون سپر سے پیوند
پھلجھڑی سے جو یہ چھٹتی ہے مسلسل گویا　　دود دل سوختہ گان کو ہے شرر سے پیوند
خاک اغیار یون پیوند زمین ہو یارب　　زر کو جسرنگ کہ زرگر کرے زر سے پیوند
مونہہ کسیکو تو نہ کہلاوے خدا ایسے کا　　جسکو الفت کا نہو خویش و پدر سے پیوند
کہہ ولا ایک غزل اگے اسی بحر مین اور　　مثلک نظم و گہر ہو جو گہر سے پیوند

آہ و نالے کو ہنو کیون کہ اثر سے پیوند — ہے مرا دیدۂ تر لخت جگر سے پیوند

نیش مژگان نے جگر خانۂ زنبور کیا — مجکو حیرت ہے یہی کیجے کدہر سے پیوند

انتظاری مین کسو کی کہتی یون شام سحر — حلقۂ چشم ہوا حلقۂ در سے پیوند

درد سر دور ہو سر سے میرے السدم الشوخ — خنجر تیز ہو جبدم میرے سر سے پیوند

ہمسرے گریۂ گلگون نے نکر ابر بہار — خون دلکو ہے میرے دیدۂ تر سے پیوند

حسن اُس یوسف ثانی کا کیا کرون مین بیان — جسکے گل تکیون کو ہو شمس و قمر سے پیوند

یار کے ہونٹون سے یاقوت کو تشبیہ نہ دو — سنگ رکھتا ہی کہان لعل و گہر سے پیوند

جلوہ حسن کو ہے عشق سے نسبت ایسی — گل کو جسطرح کہ ہو شاخ شجر سے پیوند

نام دل پر میرے یون ثبت ولا اُسکا ہے

جسطرح نقش کہ ہوتا ہے حجر سے پیوند

چاہیے خط کے لیئے یار کے افشان کاغذ — چشم خونین کرو رنگین کسی عنوان کاغذ

شمع کو کرون گر سوز دل اپنا تحریر — پر پروانہ کی مانند ہو سوزان کاغذ

کیا لکھوں حال دل اپنا اسے با دیدۂ تر — لکھنے دیتا ہی نہیں اشک کا طوفان کاغذ

اج تک بھیجا نہ اسنے کسی نامے کا جواب — اسکو ہر چند کہ بھیجے بصد عنوان کاغذ

نامۂ غیر کو بیٹھا ہوا پڑتا تھا وہ شوخ — پوچھا کیا ہے کہا سینے مہ تابان کاغذ

زلکر

دیکھ کر کہنے لگا خیر تو کچھ آپ کو ہی   آپ کیوں پوچھتے ہیں ہو ہو کے حیران کاغذ

دل کے بہلانے کو دیکھوں ہوں میں اشعار ولا

ہی کہاں اسکے سوا دیکھ بہلانے یہاں کاغذ

جب سے بنا ہے لوح و قلم آسمان پر   تیری صفت ہوئی ہے رقم آسمان پر

در پر تیرے جو آکے جھکاوے سر نیاز   پہنچے ہے گر رکھے دو قدم آسمانی پر

آ دیکھ ماہ نو تیری ہی تعظیم کے لئے   کرتا ہے اپنے پشت کو خم آسمان پر

میں کیا کہوں تیرے لب شیریں کو دیکھ کر   عیسیٰ درود کرتا ہے دم آسمان پر

طوفان نوح ہم تجھے دکھلاتے ای سحاب   ہوتی اگر یہ دیدۂ نم آسمان پر

اُسکی ہی جستجو میں شب و روز ای ولا

پھرتے ہیں مہر و ماہ بہم آسمان پر

خون ہو لخت جگر ٹپکے ہیں کل زنجیر پر   تیرے وحشی نے چنے کیسے ہیں گل زنجیر پر

دشت وحشت میں تو روئے یہاں تلک کے مجنون کی طرح   پتلا ماتی کا کیا آخر کو گھل زنجیر پر

ضعف سے حالت یہ پہنچی تیرے دیوانے کی اب   آہ کرتے ہی گیا یکبار دُھل زنجیر پر

شورش دیوانہ گی کا کیا کروں اپنے بیان   تیرے مجنون نے مچائے کیسے غل زنجیر پر

جوشش سودا قید یوں پر بھی ولا شدت لی اب   بطرح فوج جنون آئی ہے غل زنجیر پر

کہتا ہے ہر ایک دیکھ تیرے جلوہ گری پر — ترجیح مدون کیوں کہ تجھے حور و پری پر

ایک تجکو نہیں رحم میرے حال پہ ظالم — روتے ہیں سبھی ورنہ میری نوحہ گری پر

یہ حسن کا جلوہ ہے تیرا سیمبر و یمن — قربان ہے ہر ایک دیکھ تیرے سیمبری پر

ہے لخت جگر کو میرے ترجیح و تفوّق — ہر رنگ میں سو بار عقیق یمنی جگری پر

رویا بہت اڑا دو مجھے کر کے قفس سے — صیّاد نظر کر میری بے بال و پری پر

سائل کا تیرے در کے جو ہے تاج گدائی — رکھتا ہے سدا فخر کلاہ قیصری پر

یا نون کو اتقا تو بھی ذرا دل سے کہہ آمین
اے یار ولا کی تو دعائے سحری پر

تجھے دیکھ اے ماہ پارہ زمین پر — فلک کر رہے ہیں نظارا زمین پر

ہر ایک شئے میں آیا نظر تو ہی پیارے — کرشمہ یہ تیرا ہے سارا زمین پر

جو دیکھا ہو یوسف کسو نے تو تجکو — دکھاؤں کہ دیکھے دوبارا زمین پر

جو طوبیٰ کی خواہش ہے آ دیکھ زاہد — یہ سرو خراماں ہمارا زمین پر

اے قاتل تنک آ دیکھ گھائل کو اپنے — تڑپتا ہے بسمل بچارا زمین پر

ولا ہی نہیں بلکہ مشتاق پیارے
ہے ایک عالم تمہارا زمین پر

یا علی

ہے عکس ریا مین سے یہہ نیرنگ ہوا پر
پرواز سے طاؤس کے جون رنگ ہوا پر

بے آہ نہو عقدۂ دل باز کہ موقوف
ہے واشدن غنچۂ دل تنگ ہوا پر

یون لخت جگر صرصرِ افغان سے اُڑین ہین
برگ گل لالہ اُڑے مین جب رنگ ہوا پر

مائل رہین پستی ہی پہ ہین جو کہ گران جان
نیچے ہی گرے پھینکئے گر سنگ ہوا پر

عالم مین ہوا ایسی بہندیہی رونیکی اپنے
گریہ سے مرے ابر بھی ہی دہنگ ہوا پر

ایدھر بھی گذر نکہت گل شوقین تیرے
ہے چشم اسیر قفس تنگ ہوا پر

نادان کہین تجکو ولا اختر ثاقب
مطرب کا ہے یہ شعلۂ آہنگ ہوا پر

مطلع ثانی

یہ اچپلی کی ہین تیری باتین کہ جی سے آتا ہی پیار تجپر
ہر ایک ادا کو مین دیکھ تیری ہوا ہون شیدا نگار تجپر

تو خوبرو یون نکا تا ہی زر ہی یہ شمع وہی بہار تجپر
ہر نگ پروانہ کیون نہون مین ہزار جان سے نثار تجپر

نہ حور ہین نہ وہ پری مین نہ ماہ مین ہین مشتری مین
نہ مہ جبین لون یہ ہے دو عالم جو کچہہ کہ دیکھی بہار تجپر

غرض کہون کسے دلکی حالت کسے ہو نا بود تیرے
لبون پہ جان آ رہی ہے اپنی ہے زندگی کا مدار تجپر

تو یون ہین اٹکھیلیون سے نادان جاتا ہی دامن افشان
مجھے یہہ ڈر ہی کہ اُڑ کے پہنچے نہ رہ گذر کا غبار تجپر

کبھی نہ پوچھا کہ تو کدہر ہی تلاش مین کسکے در بدر ہی
وفا تو کی خوب تو نے پیارے کہ آفرین صد ہزار تجپر

یہ تیغ تیزے نگاہ کافر جو مرغ دلکو کیا ہی بسمل
تو تک سسک کر کہڑا ہو قاتل مرے نہ خون شکار تجپر

جو کچھ کہ کی تونے بیوفائی نہ تھی وہ شایان آشنائی — ہمیں تو اِس دوستی کا تیری برا بھروسا تھا یار بجیر

نہ ایک ہی ہی پھوان ہون پیارے تیرے سراپا کے صدقے ہوتا — کہ جن و انس و ملک فلک تک ہیں مہر و مہ بھی نثار بجیر

شگفتہ بخت بلند اختر ہوئی ہیں سب ختم خوبان یہہ — سخا و علم و حیا و شرم و شجاع و حلم و وقار بجیر

ولہ جو بھونچا ہیں اُسکے در تک نہ صدا یہہ آئی ہر اک طرف سے

کہ تیرے طالع نے کی رسائی ہی مہربان شہریار بجیر

عجب طرح حکایت ہجر میں ہو دلکو سرور — جو یک بیک نظر آوے وہ غیرت صد حور

صفائے رنگ کو اُسکے نہ لگ سکے مہ و خور — نہ دیکھا چشم فلک نے کبھی یہہ جلوۂ نور

وہ آنکھہ نرگسی اُسکی ہی دیکھہ آرزو جسکو — کہاں ہی اہل نظر چشم بد ہوا سے دور

ہزار جان سے پروانہ وار قربان آب — ہی تجکو سے ای رشک شمع بزم شعور

نہ تیغ لے کے تو ہو مستعد مرے خون پر

ہوا ستمگر نہ اسقدر تو حسن پر مغرور

لاؤں کبھی نہ شکوہ سر موز بان پر — جون شمع کوک آہی نہ میرے جان پر

کیا ضد ہی عندلیب اس باغبان کو آہ — نت اُٹھہ کے باندھتا ہی کمر آشیان پر

ممکن نہیں کہ خاک نشینونکی تو سُنے — ہی اِن دنون دماغ ترا آسمان پر

کیجے گا احتراز تنک اِس دلکی آہ سے — ظلم و ستم بھلا نہیں مجھ ناتوان پر

کی کچھ

کس کس پہ ہووے والہ و شیدا یہ ایکدل دندان پہ یا مسی پہ کہ یا رنگ پان پر
تتلائی تو رات میاں کسکے پاس تھے رہتی نہیں ہے بات اب آئی زبان پر
جسنے ولا کے حال کو دیکھا سو یہہ کہا
رونا ہمیں تو آتا ہے اس نوجوان پر

ہمدم کسی زمانہ میں اپنا تھا یہہ شعار کرتے تھے میکشی و سیر جویبار سدا
رہتے تھے عیش و عشرت و شادی سے الغرض ہوتے تھے شاد خرم و خوشنود بار بار
یکچند عمر یوں ہی طرب میں گذر گئی نہ اب ہوا ہے باغ نہ ہے آرزوئے یار
حیران ہیں کہ خواب تھا یا وہ خیال تھا جو دیکھتے ہیں اب نہ خزاں ہے نہ وہ بہار
یا بوتراب اب یہہ دعا کہ ہو مستجاب
ہو دے ولا کی خاک بھی تجھ نام پر نثار

ہدف زن ہے میرا وہ تیر تدبیر کہ جستے ہو عدو نخچیر تدبیر
مسخر جسنے ہوں جن و پری سب عجایب نقش ہے تسخیر تدبیر
ہر ایک حربہ کا گھایل ہووے جان بر نہ جی وے زخمی شمشیر تدبیر
سلاسل ہے گرفتار ونکو تیرے نہیں ہے زلف ہے زنجیر تدبیر
مہوس بھول جاوے کیمیا کو کبھی دیکھے میرے اکسیر تدبیر

قصور اپنے ہی تھا کچھ طالعونکا ولا ورنہ نہین تقصیر تدبیر

حصولِ کام کی کرتا ہون ہر چند تدبیر قصورِ بخت سے ہوتی ہی رایگان تدبیر

مریضِ عشق کو جز شربت وصال تیرے دوانہ کام کرے ہے مہربان تدبیر

مین کیا کہون کہ میرا دل پہنسا ہی جا کے کہان رہائی کی نظر آتی نہین جہان تدبیر

کہون مین کسے کہ وا ماندہ کان قافلہ ہون بجز خدا کے کہان کاروان کہان تدبیر

نہ چین اسکے تصور مین ہی نہ دلکو قرار نہ پیش جاتی ہی تقدیر سے یہان تدبیر

پھرے ہی آنکھون مین طفلِ سرشک ابتر سا تمہین بھی سوجھے ہی کچھ اسکے مردمان تدبیر

خدا کے فضل پہ رکھنا ولا تو مدنظر

حسود کی نکرے کی تجھے زبان تدبیر

یارب وُہ سلامت رہی خود کام زمین پر تا حشر تلک اُسکا رہے نام زمین پر

ہوتا ہی خجل کبک بہی دیکھے سے وہ رفتار رکھتا ہی اِس انداز سے وُہ کام زمین پر

ساغر تو سنبل گر مجھے تنگ دیکھو ساقی ڈرتا ہون نہ ٹپکے مئے گلفام زمین پر

حیران ہون ابتک وُہ کہان ہوئیگا یارو آیا نہ مرا شوخ ہوئی شام زمین پر

گو فرش ہو مخمل کا مہیّا مجھے ہمدم لیکن نہو اُس بن کبھی آرام زمین پر

کی جا

پس جاوین نہ اب سیکڑون دل دیکھو ظالم رکھیو تو سنبل گرہی ذرا کلغ زمین پر
جز سرو نہ پیدا ہو ولی کوئی وہان نخل
جسجا وو قدم رکھے گل اندام زمین پر

ایک نظر بھر کے جھلک جسکو دیکھائے دلبر حشر تک یاد رکھے دلپی لقائے دلبر
اُسکی ہرگز نہ کف پا کی صدا کو پہنچے زہرہ گر رقص کرے آکے بجائے دلبر
روح افزا ہین عجب یون تو بہت ساز و نوا پر بہت خوش آتی ہی مجھے دل سے صدائے دلبر
میری بالین پہ تو کس واسطے آتا ہے طبیب اِس مرض کی ہی دوا دست شفائے دلبر
کیون نہ دیوار سے ٹکراوین سر اپنا عشاق قتل کرتی ہی حنائے کف پائے دلبر
دیکھ کر عارض رنگین کو نسیم سحری طبق گل کرے بھر بھر کے فدائے دلبر
آب شمشیر ہی یا تیر بلا یا جمدھر غمزۂ چشم ہی یہ یا کہ ادائے دلبر
جگر لالہ پہ مت سمجھیو تم داغ سیاہ دل پہ گل کھائے ہین اِسنے بہ برائے دلبر
اور کچھ بن نہین آتی ہی ولی کیا کیجے
ہی رضا اپنی وو ہی جو ہو رضائے دلبر

کچھ نہین ہی مجکو جو خورشید کہر کا امتیاز اُٹھ گیا دل سے میرے شام و سحر کا امتیاز
سر ٹیکنے کو سب ہجر امین رکھتا ہی کہان عالم دیوانہ کی دیوار و در کا امتیاز

شمع ساں اس گریہ بیجا سے اپنے کیا حصول　　کچھ نہیں شبنم نمط یاں چشم تر کا امتیاز

اتنی باتوں سے نہ آئی ایک بھی واں اسکو یاد　　اسقدر جاتا رہا کچھ نامہ بر کا امتیاز

کھو دیا بینائے عالم سے دنیا میں ولا

اشک گلگوں نے مرے لعل و گہر کا امتیاز

فیض قدم سے تیرے ہی رنگ بہار سبز　　گلشن میں جا بجا ہے ہر ایک برگ و بار سبز

مطلع ثانی

مجھ موہنہ پہ کیوں ہو خط عنبر نثار سبز　　ہاں گل کے ساتھ ہوتا ہے گلشن میں خار سبز

مجنوں کے فیض گریہ سے گردشت سبز ہے　　فرہاد کے بھی رونے سے ہے کہسار سبز

جاکر اگر چمن میں کرے چہچہے ہزار　　ہووے نہ گلکے زیروبم صوت ہزار سبز

جو سبزہ خط کی تیغ نگہ کا شہید ہو　　لازم ہے اسکا کیجئے سنگ مزار سبز

سرسبز جو کریگا سخن کو ولا کے تو

تجکو خدا رکھے گا سدا گلعذار سبز

پھرے ہے آنکھوں میں اب تک وہ اسکا جلوہ و ناز　　کوئی بتا دے مجھے کیا ہوا مرا دمساز

مریض اپنے کا ہو چارہ جو مسیح زماں　　وگرنہ تن سے کوئی دم کو روح ہو پرواز

کدھر کو جاؤں کہاں ڈھونڈھوں ہمنشیں اسکو　　کہیں نہیں مجھے ملتا مرا وہ جلوہ طراز

بسان کاہ ربا لیگیا مرے دلکو　　وہ ایک آن میں آکر کے یار و شعبدہ باز

نہ پوچھ

نہ پوچھو مجھسے کوئی چھیڑ چھاڑ کی اُسکا　　سمند ناز ہے جولان گری ہیں در تگ و تاز

وہیں سے باتیں بناتے ہو کیا میرے صاحب　　یہاں تلک تو قدم رنجہ کیجے بندہ نواز

یہی ہے فخر شرف میرا ہمنشیں تو ہیں　　کہ جا ہو بیٹھنے کی مجکو تیرے پائینداز

یہی جہاں میں ہے مژدہ خوشی مجکو　　کہ آوے کانوں میں اپنے سدا تیری آواز

یہہ عرض حال کرے کس سے اب ولا یارب

سوائے تیرے نہیں کوئی اِسکا محرم راز

پیارے نپوچھہ دیدۂ بیدار کی ہوس　　ہے روز و شب اسے تیرے دیدار کی ہوس

رشک چمن ہیں داغ جگر آکے دیکھہ لے　　گر دلمیں ہے تیرے گل و گلزار کی ہوس

اُس زلف عنبریں کی یہہ بو نے چھکا دیا　　دل سے نکالی نافۂ تاتار کی ہوس

ای رشک ماہ ٹک تو لب بام پر تو آ　　ایک خلق کو اب تیرے دیدار کی ہوس

بالیں تلک نہ آیا دم واپسیں یہی　　نکلی نہ دل سے یہہ تیرے بیمار کی ہوس

یارب سُنے سے نام کے جسکے ہوں بیقرار　　ہے دیکھنے کی اُس بُت طرار کی ہوس

کہہ ایک غزل بدل کے ردیف اور بحر میں

عالم کو ہے ولا تیری گفتار کی ہوس

عہد و پیمان شکن اے ہے تو خونخوار کہ بس　　خون چکیدہ ہے تیری رہتی ہے تلوار کہ بس

سمجھ تیا رات کو جا گا ہی کہان اے میخوار ... چشم مخمور تیری ایسی ہی سرشار کہ بس

کیا بیان آہ کرون جور و جفا کا تیرے ... یہہ اٹھائے ہین تیرے ہاتھ سے آزار کہ بس

ہمنشین سیر چمن کی مجھے تکلیف نہ دے ... داغ سینے کے یہان ایسے ہین گلزار کہ بس

جو ولا کہتا ہی خدمت مین نہ بیٹھا ہی نہین

تیری ہر بات مین دیکھا یہہ لبتار کہ بس

ہر ایک ناوک مژگان نی یون کیا دل ریش ... لگا ہی زخم پہ جون زخم نیش پر خون نیش

کرون مین رام کس آئین سے اُس جبین کو ... ستم سے باز وہ آتا نہین ہی کافر کیش

خدا کرے کہ وہ ہو مبتلا کسی جا گہہ ... جو قدر عشق ہو معلوم اُسکو تا کم و بیش

قدم اُٹھائے چلا او گہر تمہارا ہی ... نہ دیکھین اپنے ذرا کیجے آپ کچھ پس و پیش

سپاہی زادے سے آنکھین کو ئی لڑاتا ہی ... خدا ہی جانے کہ آوے نگی کیا بلا در پیش

کرے ہی ذکر تو کاوس و کی کا کیون اے دل ... رکھے ہی شوکت شاہانہ سے کام کیا درویش

ولا نہ پوچھہ تو ابنائے جنس کا احوال

مثل جہان مین ہی مشہور خویش در پے خویش

اُٹھتی ہی میرے سینے سے یون متصل آتش ... گویا شجر طور سے ہی مشتعل آتش 44

اے لالہ رو تجھ بن فقط داغ جگر ہی ... جون اخگر مجمر ہی میرے تن مین دل آتش

تجہ عشق کی

تجھ عشق کی آتش سے نہیں کوئی بھی خالی — ہر سنگ میں رہتی ہی سدا مستقل آتش

ہے کس کی تپ عشق سے اسکو یرقان اب — ہر لحظہ جو ہوتی ہے تری مضمحل آتش

اٹھتا ہے جگر سے مرے وہ شعلۂ جانسوز — ہو جاوے نظر کرتے ہی جسکو خجل آتش

کیا بات کرے روبرو اسکا کوئی جاکر — رکھتا ہے مزاج اپنا وہ یہاں کسل آتش

اس عشق کی آتش سے ولا خلق ہوا ہے
ہو دیکھ جہنم کی جسے منفعل آتش

ہمیشہ خلق میں رکھ اپنا تو شعار اخلاص — کہ باغ خلق میں رکھتا ہے کیا بہار اخلاص

نہیں ہے ایک بھی حرف دوئی کو گنجائش — یہ اُسکا مرتبہ ہے بے حد و بے شمار اخلاص

کرے جو ایک بیک اخلاص کوئی اپنے سے — تو اُسسے آپ بھی کیجے ہزار بار اخلاص

ہوس یہی ہے مرے دل میں ایک مدت سے — کبھی تو ہمسے بھی کر آکے اے نگار اخلاص

ولا جو خواب سے غفلت کے کھل گئیں آنکھیں
بہار عمر کا دیکھا جہاں میں بار اخلاص

دیکھکر شرم سے تیرا وہ درخشان عارض — پردۂ ابر میں مہ کرتا ہے پنہاں عارض

سبزہ ہے یوں جیسے کہ ہو سرخی گل جلوہ نما — سبزۂ خط میں ترے یوں ہے نمایاں عارض

عندلیبان چمن دیکھکے ہیں زمزمہ سنج — کیا شگفتہ ہے ترے خوب گل خنداں عارض

عشوہ و ناز تیرا ہی نہ فقط آفتِ جاں   دل جلاتے ہیں جو کچھ تیرے میری جاں عارض

کب سے مشتاق ہوں تک کھول دے چہرے سے نقاب   ایک ذرہ اپنے دیکھا دے نہ خوباں عارض

جنکا دیکھے سے شگفتہ ہو ہر ایک غنچۂ دل   یار ایسے ہیں تیرے رشکِ گلستاں عارض

عرق آلودہ رخ اسکو ولا کیا کہئے

گل پہ شبنم ہے تری یا عرق افشاں عارض

کیوں نہو سبزۂ خط کو گلِ رخسار سے ربط   خار کو گل سے ہے اور گل کو سدا خار سے ربط

طرفہ صحبت ہے کہ وہ بات بھی سنتا ہی نہیں   خلق کہتی ہے نیت اسکو ہے دلدار سے ربط

لعل لب سے تو نہ دے لعلِ یمن کو تشبیہ   سنگ کو کیا ہے بھلا لعلِ گہربار سے ربط

مذہبِ عشق میں وہی بخدا مومن ہے   اے صنم رکھتا ہے جو تجھ بتِ طرار سے ربط

مجھ سے مفتوں کا نہو مانع دیدار ولا

چشمِ عشاق کو ہے حسنِ طرحدار سے ربط

عندلیبوں کو کہاں ہے کا وہ گلزار کا حظ   جو کہ ہمکو ہے تیرے جلوۂ دیدار کا حظ

شمع ساں گریہ و پروانہ صفت سوز گداز   ہجر سے ہے یہ تیرے ہمکو شبِ تار کا حظ

چھن گیا ناوک مژگاں سے ہر ایک لختِ جگر   بن تیرے یار ہے یہ دیدۂ خونبار کا حظ

کبھی لگجانا ہر ایک بات میں دشنام کبھی   کیا کہوں تلخی و شیرینیٔ گفتار کا حظ

لذت

لذت دشت جنون کیا کہوں ہمدم تجھسے   ہے ہر ایک آبلۂ پا کو عجب خار کا حظ

دم شمشیر میں اسکے ہے یہاں آب حیات   ہے شہیدونکو اسی واسطے تلوار کا حظ

شب ہجران کی مصیبت کو مگر بھول گیا

وصل کے روز جتاتا ہے ولا یار کا حظ

پروانہ بے سبب نہیں ہوتا نثار شمع   وو شمع رو ہوا ہے مگر شب دو چار شمع

خورشید تیرے مکھڑے پہ صدقے ہو دیکھ کر   پروانہ جسطرح سے ہو اگر نثار شمع

جامہ میں سوز دل نہ نہاں ہو سکا میرا   فانوس میں یہ چھپے ہے کوئی اضطرار شمع

دم لیتے شب جو آہ کا شعلہ بھڑک گیا   ناگہہ بصورت نقش شعلہ بار شمع

اسطرح سے ولا کا ہر ایک موئے تن جلا

آتش میں جسطرح سے جلا تار تار شمع

کس شمع رو کے غم میں یہہ ہے اشکبار شمع   ماتم میں کسکے رہتی ہے یون سوگوار شمع

یعنے بلائے جان ہے یہہ روشن طبع   روتی اسی خیال میں ہے زار زار شمع

از بس زبان درازی پہ اپنے ہی وہ مسر   ہر بات پر کٹاتی ہے سر بار بار شمع

تجکو ہی ایک حال سے میرے نہیں خبر   ورنہ غم تپنگ میں ہے اشکبار شمع

بن تیرے روتے روتے ہی گذرا ولا کو دن   روتی ہے جیسی رات کو زار و نزار شمع

گر آیا وہ غنچہ دہن دل ہو باغ باغ
فرحت سے لالہ زار ہوں سینہ کہ داغ داغ

ساقی یہ کام کس لب گلفام سے ترا
جو سرخ اسقدر نظر آیا مئے ایاغ

بن دیکھے جسکے چین نہ دلکو قرار ہے
اُس ہرزہ گرد کا مجھے کیوں کر ملے سُراغ

جسجا چمن تھا اور تھی آواز عندلیب
یا اُس مقام پر نظر آوے ہے زاغ و زاغ

جو دم ہے اُسکی یاد میں گذرے اگر ولا
صد شکر ہے جو دیوے فلک اتنا بھی فراغ

یہی ہے آرزو گر دے زمانہ مجکو فراغ
کہ سیر باغ ہو مینا ہو ساقی اور ایاغ

سُنے تو خاک نشینوں کی بات کیا ممکن
ہے اب اندنوں میں تیرا کچھ فلک پہ یار دماغ

کیا ہے عزم سفر لالہ رو نے رخش میں
عجیب طرحکا دیا ہے مجھے یہ داغ پہ داغ

گیا ہے پہلو سے میرے وہ شمع وجب کا
ترا ہے گل میرے دلکے نگر کا آہ چراغ

مت آشیانہ بلبل کو باغباں تو اجاڑ
کہ عندلیب خوش آہنگ سے ہے زینت باغ

ستم فلک نے رکھا غیر جنس میں مجکو
مثل جہاں میں کہ جوں ہمقفس ہوں طوطی و زاغ

تلاش کوشش اُسکی کہاں کہاں نہ کی
غرض نہ پایا ولا میں نے اُسکا کچھ بھی سُراغ

بہاتے ہیں کسکو ہووین یہاں کنار باغ
اپنے تو دیدیں ہے رخ گلعذار باغ

عارض پہ

عارض پہ اُسکے سنبل و ریحان ہی زلف و خط   رکھتا ہی کیا ہی نام خدا وُہ نگار باغ

بلبل کرے ہی شور و فغان جون بہار مین   دیوانہ دلکو کرتا ہی یون بیقرار باغ

گلگشت کی ہوس ہی تو آ دیکھہ داغِ دل .   زینتکے چمن لگا رہی ہیہ لالہ زار باغ

گلرو بغیر تیرے یہہ دلکو ہی بیکلی ״   گر تو نہو تو کسکو یہان بہاوی یار باغ

فصل خزان مین وصل بنکہہ دن مثل عندلیب

یاد آتا ہی ولا مجھے بے اختیار باغ

گر ہاتھہ سے وہ اپنے دے جام بےتکلف   تو کیا کہین خوشی سے ایام بےتکلف

مطلع ثانی

جو منہہ مین آوے کہہ تو خوذ کام بےتکلف   مت نام لیکے دے تو دشنام بےتکلف

مدت سے آرزو ہی ای غیرت مسیحا   کر بوسہ لعلِ لب کا انعام بےتکلف

ای عندلیب نالان دلمین ہی یہہ تمنّا   ہو ہم سخن وہ ہمسے گلفام بےتکلف

اُس زلف سے تو دلکو مطلق نہین رہائی   کیونکر کہون نہ اُسکو مین دام بےتکلف

پھر سانس بہی نہ لیتے دیکھا کسی کو ہمنے   تیرِ نگہ کا تیرے ہی کام بےتکلف

کر دیکھے چال اُسکی کبک دری خجل ہو   رکھتا ہی اِس روش سے وُہ کام بےتکلف

شیخِ حرم سے کہیو باندھا ہی دلمین اپنے   کوئے بتان کا ہمنے احرام بےتکلف

فرقت مین اب کسیکی دی جان ہی ولا نے   آغاز عشق کا ہی انجام بےتکلف

اُسکی محفلمین کیا کرجا کہے تو تقریرِ عشق　　رفتہ رفتہ ہو رہی گی اُسکو بھی تاثیرِ عشق

دلمین نقش کا الحجر ہی تیرے صورت کا خیال　　کیا تصور کے مصور نے لکھی تصویرِ عشق

چھن کیا نوکِ مژہ سے لخت دل یک لخت آہ　　ناوکِ بیداد ہی یارب عجب ہی تیرِ عشق

عشق تیرے لیلی وشونکا کردیا مجنون صفت　　بن نہیں آتی ہی کچہ میں کیا کرون تدبیرِ عشق

ہر طرف سے شور ہی زنجیر کی جھنکار کا　　آج دیوانون کو کچہ منظور ہی تشہیرِ عشق

کیا خبر ہی تجہ کمان ابرو کو میرے آہ کی　　وہی جانے ہی لگا ہی جسکے دلمین تیرِ عشق

مانعِ عشقِ بتان ناصح نہو بہر خدا　　جسکو رسوائی تو سمجھا ہی وہ ہی توقیرِ عشق

زخمی تیر و سنان خنجر کا جان بر ہو تو ہو　　لیک وہ جان بر نہو جسکا لگی شمشیرِ عشق

ہون مسخر زاہد اجن و بشر تعویز سے　　لیک نقش ایسا نہ دیکھا جسسے ہو تسخیرِ عشق

ہی عبث تدبیر تیری ای ولا ہوگا وہی　　لکھہ گیا روزِ ازل جو منشئ تقدیرِ عشق

اُٹھاتا ہی رہا تیرے سدا جور و جفا عاشق　　نہ دیکھا ہوگا ایسا کوئی اپنا باوفا عاشق

ادا و عشوہ و غمزہ سے زیادہ تر تبسم ہی　　نہ کیون کر ہو بھلا تجپر دل و جان سے فدا عاشق

تیرے باعث سے عالم میں ہوئی تھی سخت رسوائی　　نہوتا کاش کہ صورت کا تیرے آشنا عاشق

تیرے کوچہ میں ہمتو مر گئے لیکن کبھی تو نے　　نہ پوچھا مر رہا یا اُٹھ گیا یا کیا ہوا عاشق

یلم ۱۵

بیہ آہ ہے سرد ورنگ زرد سے تیرے ہوا غائب　　ہوا ہے اندنوں تو بھی کس جاگہہ ولا عاشق

کیا ہو سر سبز سخن اُسکے دہن کے نزدیک　　بات ہو دلشگنی جسکا سخن کے نزدیک

کیا نزاکت کا بیان کیجے سبحان اللہ　　خار ہے ہر رگِ گل اُسکے بدن کے نزدیک

لذت بوسہ وو کس مُنھہ سے زبان پر لاوے　　لب عاشق جو ہنو سیب ذقن کے نزدیک

خنجر عشق کا ہون مین وو ذبیحِ مظلوم　　لاشہ جسکا کہ ہنو غسل وکفن کے نزدیک

نکہتِ زلف سے اُسکی ہوے مست اہل ختن　　لیگئی ہی جو صبا شہر ختن کے نزدیک

کیا بیان ہجر کا ہے وصل مین تون گذرے آہ　　جلکے جمن وہیر ہون پروانے لگن کے نزدیک

باغبان ذرپے آزار ہنو بلبل کے　　آشیان رہنے دے اُسکا تو چمن کے نزدیک

ہمنشین باغِ جنا کو کہ بلا غربت مین　　ہے جہنم وو ہمین اپنے وطن کے نزدیک

ای ولا چشم تامل سے جو مین نے دیکھا
اور سب فن ہین غلط عشق کے فن کے نزدیک

اُس شمع رو کے عشقمین دل یون ہے تن مین خاک　　پروانہ جسطرحسے ہو جلکر لگن مین خاک

قاتل ذرا گذر تیرے پابوس کے لئے　　اہتک شہید دنکی ہے تیری سارے رنگین خاک

مطعون اُسکے عشقمین کرتا ہے دمبدم　　یارب شتاب ہو وہن طعنہ زمین خاک

اعضا سے اپنے زور جوانی ہین جب گیا باقی رہا پھر آکے ولا کیا بدن مین خاک

یا تھی بہارِ سبزہ و گل لالہ و سمن یا یک بیک خزان نے اوڑائی چمن مین خاک

اسباب عیش کو کہ مہیا ہے سا قیا وہ شمع و ہین ہے تو ہے انجمن مین خاک

یارو پئے نجات مزارِ حسین سے
تھوڑی سی رکھیو اپنے ولا کے کفن مین خاک

اے گلبدن سمجھ نہ اسے تو چمن کی خاک دامن پہ تیرے ہے یہ ہے ترے میرے تن کی خاک

بادِ خزان نے کھوئی چمن کی بہار سب نہ سبزہ ہے نہ گل نہ رہی نسترن کی خاک

ہے آرزو یہی کہ کرون طوطیائے چشم پاؤن جو اسکے یارو کبھی مین چرن کی خاک

بو لے گئی ہے جب سے تیرے زلف کی نسیم خوشبو ہر ایک سو ہے سوادِ ختن کی خاک

جس بزم مین کہ ذکر تیرا ہووے شمع رو پروانہ سان ہون مین بھی اسی انجمن کی خاک

شہرہ یہ اپنے عشق کا اب ہے جہان مین نے قیس کا نشان رہا نے کوہکن کی خاک

قاتل تیرے شہیدونکا لہو سے ابتلک آ دیکھ لے کہ لال ہے یہ سارے رن کی خاک

اب ہند سے بولا لے شہِ کربلا اسے
زنجیر پا ہوئی ہے ولا کو وطن کی خاک

عشق کی اپنے خبر کیون کہ کبھی یار تلک نہین پہنچا ہے ابھی رازِ دل اظہار تلک

اور دل

روبرو سے میرے مت جائیو اے آئینہ رو   جان مشتاق بلب ہے ترے دیدار تلک

رشکِ صد یوسف مصری ہے وو ماہِ تابان   دھوم اسکی نہ فقط مصر کے بازار تلک

کس کمان ابرو کا یہہ تیر جگر سے گذرا   نہین پاتا ہون نشان جسکا مین سوفار تلک

دولت ضعف سے پہنچی ہے یہہ نوبت اپنی   پہنچ سکتا ہی نہین کوچۂ دلدار تلک

زیست موقوف میرے تجپہ ہے اے عیسی وقت   جلد پہنچایئے اپنے تئین بیمار تلک

کیون کہ ہووے گا میرے قتل سے منکر قاتل   خون میرے کے ہین شاہد در و دیوار تلک

بزمِ رندان مین نکر می سے تو انکار الشیخ   ورنہ تر ہو گا ترے جبہ و دستار تلک

کب خوش آتی ہے ولا گر ہو صدائے بلبل
خار انکھون مین ہے اس بن گل گلزار تلک

صبا پیام یہہ لیجا مرا تو یار تلک ہاہا   کہ رنجہ کیجے قدم اپنے خاکسار تلک

کب اپنا پہنچے سر جیب تابدامن گل   کہ تنگ رکھتا ہے دامن سے میرے خار تلک

گئے گھر اسکی وو ہین تم قرار جب کیا   پر آئے اپنے نہ مشتاق بیقرار تلک

نہ کچھ کہینگے بغیر از دعا تجھے پیارے   تو گالیان دے اگر ایک سے ہزار تلک

گرو ترصبح ہوئی انتظار مین قاتل   شہید اپنے کے آیا نہ تو مزار تلک

بیان مین کیا کرون احوال جیب و دامن کا   رہا نہ دست جنون سے بھی ایک تار تلک

یہہ کج روی نے فلک کی ولا کیا عاجز
کہ پہنچانا ہوا دشوار کوچی یار تلک

شبنم فقط رہی ہمہ تن گریان برای گل	بلبل سدا کرے ہی نوا ہائے ہائے گل
یہہ موسم بہار مین ہی شورش جنون	ہی چاک سو جگہہ سے جگر جون قبای گل
ہر شاخ گلیہ پہول کے بلبل نہ پہول بیٹہہ	تک غور کر کی دیکھ نہین کچھ بقای گل
موج نسیم ہو گئی زنجیر پا دو ہین	جو الفت چمن مین ہوا آشنای گل
کچھ عندلیب گلپہ نہ شیدا ہوئی ہی آج	ای باغبان ازل سے ہی وہ مبتلای گل
آثار کچھ خزانکا نہ آوے کہین نظر	ہووے جہا نہین جسکہ دمہ نشو و نمای گل
پوچھے ہی ہمصفیر خبر کیا چمن کی تو	ہین خار و خس تمام وہان اب بجای گل
نیرنگئی فلک سے جگر داغ ہو گیا	کیا کیا ملائے خاک مین افسوس ہے گل

دل بستگی نکر چمن دہر مین ولا
آتی نہین مشام مین بوے وفای گل

لاوے گی اُسے کہینچ کے ایدہر طپش دل	کرتی ہی اثر اپنا مقرر طپش دل
کم ہوتا ہی ہر لمحہ یہان یارہ طاقت	ہوتی ہی ہر ایک لحظہ فزون تر طپش دل
مضطر ہوا ہی آپکا دل سینے مین صاحب	یہہ بندہ ذرا اپنی کہے گر طپش دل

کرد اکر

کیونکر کہ گیا برق سے دیکھے ہے وہ بیداد　　جو کچھ کہ ستم کرتی ہے مجبور طپش دل
یہہ عشق بھلا کسّے میسّر ہو کہیں ہیں　　ہو عشق کی دولت سے میسّر طپش دل
کسطرح نہ سینے پہ رکھوں ہاتھ کہ ہمدم　　رہتی ہے یہاں سینہ میں اکثر طپش دل
گو مر گئے ہم لیک ولا خاک پہ اپنی
نت رکھے ہے ہنگامۂ محشر طپش دل

کب کر سکا ہے ہمسری روئے یار گل　　گل کیا ہے ایک داغ ہے اور وہ عذار گل
کیا دشمنی تھی تجکو بھلا اے نسیم صبح　　اسطرح سے جو کی میری شمع مزار گل
دلدادہ کسکا ساعد جوں شاخ گل یہ ہے　　جو شاخ گلنے ہاتھ پہ کہائے ہزار گل
اللہ رے ناز کی کہ کمر کہائے ہے لچک　　سر پر رکھے اُٹھا کے جو وہ گلعذار گل
نوک مژہ پہ جلوہ لخت جگر ہے یوں　　کرتے ہیں نوک خار پہ جیسے بہار گل
کیونکر بھلا نہ گلکا گریبان گیر ہوں　　جب اسطرح سے اُسکا گلا کا ہو ہار گل
تکلیف دے نہ سیر چمن کی ہمیں ولا
دل پر ہجوم داغ سے ہیں بے شمار گل

افسوس تیرا زلف کے پھندے میں میرا دل　　اُمید رہائی نہیں اسطرح پھنسا دل
قربان تیری رفتار پہ نت کبک دری ہے　　میرا ہی تھا اس چال سے پامال ہوا دل

بوسکے بیک نقد یہ تھی دلکی میرے جنس　　　گرو نہیں ملتا ہی تو پھر پھیر دے لا دل

ہم شیرین لبوں کی تجھے اب تلخی فرقت　　　ہر دم تجھے سمجھاتے تھے چکھا نہ مزا دل

کیا کیا نہ کیئے جور و جفا تونے ولیکن　　　ہوتا ہی رہا مہر و وفا سے یہہ فدا دل

آشفتہ کئی حال ولا کیا کہے ناصح
اُس رنگ پری چہرہ پہ دیوانہ ہوا دل

نہوشس رفت اُسے تدبیر دل　　　کرے ایک نگہ میں جو تسخیر دل

کیا مجکو سوائی اُس زلف نے　　　ہوئی رفتہ رفتہ رو زنجیر دل

تصویر ہیں اُسکے میں حیران ہوں　　　کھنچے کی نہ مانی سے ہو تصویر دل

ہوس کیمیا کی نہیں ہے مجھے　　　ہے خاک در دوست اکسیر دل

دو عالم کے رتبہ سے کو ہے بلند　　　نہیں اُسکو تسیر بھی توقیر دل

نگہ شوخ قہر زمانی نگر　　　نگاہ غضب بس ہے نازبیر دل

سمجھتا نہیں تو تو خانہ خراب　　　ہوئی تیرے شہرہ سے تشہیر دل

اگر ہے تو تقصیر ہے چشم کی　　　نہیں عشق خوباں میں تقصیر دل

کہوں کسسے میں حال اپنا ولا
سمجھتا نہیں کوئی تقریر دل

ہر چند

ہر چند کہ کرتا ہی رہا پرورشِ دل
پر مجھسے رہی ایک نہ ایک خلشِ دل

ہیجیں اگر رکھتی ہی مجکو تو شب و روز
تاثیر کر اُسکو بھی کچھ اب الپشِ دل

آتا ہی سدا ایک زرِ داغ یہان ہاتھ
یہہ کچھ ہی میرے واسطے داد و دہشِ دل

گو ہجر ہی پر پاس ہی تو کیوں کہ وہ نقشہ
دولت سے تصور کی ہوا منقش دل

اِس مایدہ دہر سے اُلفت کی بدولت
خونِ جگر و غم ہی اب آب و خورشِ دل

بیتابی کی سوجھی ہی اِسے ایک رہ تازہ
دوری سے تیرے یار یہہ ہی اب روشِ دل

اِس جذبۂ الفت کو نکچھ پوچھ ولا تو
لائی نہ اُسے کھینچ کے آخر طپشِ دل

جب سے دیکھی ہی میں اُس شوخکی وحشت زدہ چشم
نرگس اِسے یہہ کہلی رہتی ہی حیرت زدہ چشم

گر کفِ پاے نگارین نہ تیرے دیکھتے ہم
خون سے آلودہ نہوتی کبھی محنت زدہ چشم

سختیاں ہجر میں کیا کیا نہ اُٹھاتی ہی رہی
درد و غم و رنج و الم آہ مصیبت زدہ چشم

چشم گر ہووے سراپا ہی میرا شمع نمط
دید سے ہووے تیرے سیر نہ حسرت زدہ چشم

شور و افغان نکر آہ چمن میں بلبل
گلبدن کی نہ کہلے خواب سے غفلت زدہ چشم

موج زن کیونکہ نہو اشک کا طوفان اے دل
بسکہ تھمتی ہی نہیں آہ یہہ رقت زدہ چشم

وجہ بیتابیِ دل گر نہیں معلوم ولا
یاد میں کسکے پہر کیتی ہی یہہ الفت زدہ چشم

آ چکا سبزۂ خط تو بھی وو دیے ہی دشنام — جسکا آغاز ہی یہہ دیکھئے کیا ہو انجام
جسکے جرعہ نے کیا و نوجوانے بیہوش — ساقیا اور پلا اُس میٔ گلفام کا جام
یہہ عجب طرز محبت ہی عوض بوسہ کے — جب نہ تب جیں بجیں ہوکے تو دیے ہی دشنام
ہرزہ وضعی سے ذرا باز تم اپنے آؤ — آؤ بیٹھو کوئی دم تو کرو تم بھی آرام

مہر تیری یا ہی وہ روشنگرِ ذرّاتِ جہان
جسکے پرتو سے ولا کا ہوا آفاق مین نام

یون کرے ہی سرِ عُشاق وہ بیدست قلم — جون گُلستان کو کرے جا کوئی یکدست قلم
وصف میں اُس قدِ موزون کے مُقفّا رنگیں — باندھے بلبلیں ہی مضمونِ زبردست قلم
ورنہ دل حسن ہی کچھ عشق کی تقصیر نہین — کر کے اِثبات کہنہ کیجئے پھر دست قلم
تا کرے ماہی معنی کو بالفاظ شکار — باندھ کر بیٹھا ہی اسی بحر مین اب شست قلم
دیکھکر نقشۂ رنگیں قد و بالا کا تیرے — قامتِ سرو کو پھر کیوں نہ لکھے پست قلم
ایک نکتہ کو تیرے وصف کے کب پہنچے وہ — لوحِ توصیف پہ ہر چند کرے جست قلم
تیرے غمسے ہی نہیں سینہ اگر اُسکا چاک — کسلئے تیکے ہی صفحہ پہ سر و دست قلم

روشنائی سے تیری طبع کی رتبہ ہی بلند
ہے ولا ورنہ یہہ معلوم کہ ہی پست قلم

الغزل

آشفتہ ہی کس زلف کا یہہ دل نہیں معلوم　　یہہ صید ہی کس دام پہ مائل نہیں معلوم
ڈھونڈھوں میں کہاں جاکہ اسے یار الٰہا　　کیا ہو گیا پہلو سے میرا دل نہیں معلوم
آئینہ کو کیوں دیکھ کے حیران ہوا تو　　ہی کون تیرے رخ کے مقابل نہیں معلوم
کرتا ہوں طلب بوسہ تو کہتا ہی وو ہنسکر　　اس خیر کے کیوں ہوتے ہو سائل نہیں معلوم
دشنام نہ دو کیوں تمہیں آج تلک تو　　کچھ رتبۂ اشراف و اراذل نہیں معلوم
بیہودہ بگولے کہ طرح دشت میں پھرتا ہوں　　اس ہرزہ گری کا مجھے حاصل نہیں معلوم
مژدہ ہی تباہی کا میری کشتی دل کو　　اس بحر غم عشق کا ساحل نہیں معلوم
مرتے ہی میرے آہ عزیزوں کا خدایا　　کس واسطے جوں سنگ ہوا دل نہیں معلوم
وہ برگ گل اس سینہ پہ بہت سمجھے تھے بھاری　　چھاتی پہ میرے کیوں کہ دھری سل نہیں معلوم

گو کوہکن و قیس موئے عشق میں لیکن
اس فن میں ژلا سا کوئی کامل نہیں معلوم

جہاں نہیں تجسا کوئی ہو وے لالہ رو معلوم　　تیرا سا رنگ کسی گلکا ہو وے سو معلوم
برنگ لالہ ہوا ہی یہہ جز و تن اپنا　　یہہ داغ عشق محبت کا دور ہو معلوم
شمیم عطر و گل و یاسمیں ہو وے ہزار　　کسی میں چاہیے تیری سے ہو وے بو معلوم
تو ہی خبر لے مریض فراق کی اپنے　　وگرنہ تیرے سوا اسکا چارہ جو معلوم

جو ایک بوسہ بھی مانگوں تو وہ ہو سو دشنام — یہی تو آپ سے ہووے گا اور تو معلوم

ہوا ہیں اسلئے بیگانہ آشنا ولنے — کسیطرح سے تو اپنا ہو یار سو معلوم

مزاج اسکا بیاں کیا کروں میں ای ہمدم — نہیں کچھ آج تلک ہمکو اسکی خو معلوم

رہے ہے وو دو یہہ اسکا کہ غم میں مقام

جو صحبت اگے تھی اُسے ولا کو وو معلوم

افسوس دل کشتہ کا قاتل نہیں معلوم — ہے کسکی یہہ شمشیر کا گھایل نہیں معلوم

دل شیفتہ اس رنگ پری کا ہی کہ تا سال — جسکی مجھے کچھ شکل و شمایل نہیں معلوم

کیا جانیے کس رات میرا دست تمنا — ہو یار کی گردنکا حمایل نہیں معلوم

جوں ریگ رواں عشق کی وادی میں ہمیشہ — جاتے ہیں چلا پر ہمیں منزل نہیں معلوم

تڑپے ہی ترا خون میں جو طایر دل یہاں — کس تیر نگہ کا ہی یہہ گھایل نہیں معلوم

مجنوں کی طرح دشت میں تھکوں ہوں کسیکا — کس سمت کو ہی یار کا محمل نہیں معلوم

ہرگز خبر اُس بت کی نہیں اب جو ولا کو

کس خواب میں رہتا ہی یہہ غافل نہیں معلوم

وصل کی رات بھی بوسہ نہیں پا سکتی ہیں — اُسکے ہونٹھوں سے کہاں ہونٹھ ملا سکتی ہیں

ایکدم جو کبھی تجسے نہیں ہوتے تھے جدا — اب وہ بھولے سے بھی ادھر نہیں آ سکتی ہیں

باتیں اپنی

باتیں اتنی نہ فریبندہ بناؤ ہمسے ... ایسی باتیں تو بہت ہمبھی بنا سکتے ہیں
کیا کہیں ہم کہ تیری تندی خو کہ ڈر سے ... دلمیں جو کچھہ ہی زباں پر نہیں لا سکتے ہیں
ناتوانی کا ہت یہہ زور کچھہ ان روزوں نیں ... کہ نہیں خواب میں بھی تم تلک آ سکتے ہیں
ابتو بیٹھے ہیں تیرے کوچہ میں ہم بھی جم کے ... دیکھیں تو کیوں کہ یہہ اغیار اٹھا سکتے ہیں
ایکدن اُسنے نہ نامہ کا لکھا اپنی جواب ... سرنشت اپنی کو ہم کیونکے مٹا سکتے ہیں
کیوں کہ اظہار محبت ہو سب پر اپنا ... حضرت عشق ہیں یہہ انکو چھپا سکتے ہیں

تا کجا اب دل وحشی کا ولا تجکو سراغ
کہیں اسطرح کہ گم گشتوں کو پا سکتے ہیں

گریۂ گلرنگ ہی ازبسکہ یار آستیں ہاہا ... رشتۂ گل سے نہیں کم تار تار آستیں
شمع ساں ہی آستیں میں آگ اپنی شعلہ زن ... سیل اشک گرم ہی ازبس دو چار آستیں
رنگ تازہ رکھتا ہی ابر بہار چشم سے ... گلستان جیب و دامن لالہ زار آستیں
گلفشانی گریۂ خونی سے نت رہتی ہی یہاں ... ہی عجب رنگینی جیب و بہار آستیں

ای ولا تنگی ہی یہاں نت ایک شرار اشکگرم
الفت تازہ رہی ہی روبکار آستیں

بیمار کو تیرے لوئے عیسی بھی رو نہیں ... تیرے سوا تو اسکا کوئی چارہ جو نہیں

جان ہیں دل ہیں زبان کو سرا ہیں
الغرض شوخ ہیں محبوب ہیں
سرخی لعل لب سے ہی معلوم
یہہ کشتہ ہیں سب لہو کے ہیں
ایسے دیوانے دل پہ کیا ہے پیار
دیکھنے والے خوب رو کے ہیں
اسکا چمن میں اب ان بلبل زار
شیفتہ رنگ و بو کے ہیں
ہم تو وابستہ ای ولا یکسر
سو کہ شوخ تند خو کے ہیں

کرتی ہے کیوں دماغ پریشاں نسیم صبح اُس تازہ گلگلی سے تو کسی گلمیں بو نہیں

گلگشت بوستاں سے کیا دل شگفتہ ہو گل بھی بجائے خار ہے جسجا کہ تو نہیں

گرچہ ہی جواب ہر ایک بات ہا نہیں ہمکو بھی خیر آپ سے کچھ گفتگو نہیں

ناصح نہیں یہ چاک گریباں کہ تو سئے جیب دل ہو چاک چاک تو ہو تار رفو نہیں

عیب قصور دید کا اپنی ہی ورنہ یار کسجا تیرا ظہور نہیں اور تو نہیں

نزدیک یوں ہر ایک کے ہر ایک خوب ہے لیکن جہاں میں تجھسا کوئی خوبرو نہیں

دریا کشو نکو جام سے تسکین کسطرح شیشہ لگا دے مونہہ سے مرے گر سبو نہیں

مائی العمر اپنی تو پوچھی ہے کیا ولا

جز آرزوئے وصل کوئی آرزو نہیں

مانگو ہوں ایک بوسہ ہی گو مجکو دو نہیں پر شرط ہے یہی کہ کسو سے کہو نہیں

آرام یاد زلف میں ہرگز دلا نکر سونا ہے منع یار سر شام لو نہیں

عالم رکھے ہے چشم لئے میں جھکی جھکی پیا ہے ابھی تو کھڑے کو تو اپنے دھو نہیں

باتیں کرو ہزار تکلیف سے کیا ہوا جا گہہ ہماری دلمیں تمھارے ہو سو نہیں

رُسوائی کا نہ بیم ہے نہ خوف نام و ننگ پروا کسو کی اس دل آوارہ کو نہیں

قاصد تو اُسکے آنے کی لایا تو ہے خبر لیکن سوائے اُسکے کوئی اور تو نہیں

کیما دجی

کیا دخل ہے کسو کی ہو تدبیر کارگر
تقدیر کی سوا تو ولا اور چارہ جو نہیں

دل گر دیا ہے تو نے کہیں اتنا رو نہیں   ننھی سی ہی جیو ترے کیو تو رو رو کے ہو نہیں
حیران ہوں وہ کیا ہے جس پر مرتا ہی تو   پر ہے یہی یقین کہ تجھ سا تو وہ نہیں
اتنا جو تو فریفتہ اس پر ہے میری جاں   ایسا مگر جہاں میں کوئی خوبرو نہیں
کس واسطے تو پردہ برو لاتا نہیں میرے   جس بات کو تو پوچھے ہے سو یار وہ نہیں

کہہ شوق سے تو رازِ دل اپنا ولا سے یار
کہتا پھرے ہر ایک سے سو اس کی خو نہیں

کچھ میں فقط ولا نہیں قربانِ گلبدن   ہے مثل عندلیب فدا جانِ مرد و زن
سیماب وار دل کو نہیں ایک پل قرار   دیکھا ہے جب سے وہ رخِ رخشاں شعلہ زن
تاریک اس بغیر جہاں ہے کوئی رہتا   کیا ہو گیا وہ شمع شبستانِ انجمن
تنہا ہوئی نہ کبک ہے رفتار سے خجل   پامال کر گیا وہ دل و جان مرد و زن
ہاتوں سے اپنے جنوں کے یہہ نوبت ہی گلعذار   ہے چاک سو جگہ سے گریبان پیرہن

روزِ جزا کی فکر نہ کچھ کیجو دل میں یار
دست ولا ہے اور ہے دامن پنجتن

ہوں مردہ اس لئے کہ مسیحا نفس نہیں ۔ فریاد کیا کروں کوئی فریاد رس نہیں

ہمدم نہ پوچھ آہ بغیر از وصال دوست ۔ دل میں کسی طرح کی میرے اب ہوس نہیں

تک گوش دل سے آہ صدائے حزیں کو سن ۔ ظالم کسی کا ہے دل نالاں جرس نہیں

ہیگی رسائی ہر کس و ناکس کی اس تلک ۔ گر دست رس نہیں تو مجھے دست رس نہیں

حیران ہوں اسکی کیونکہ گذرتی ہے مجھ بغیر ۔ آرام جس بغیر مجھے یک نفس نہیں

اے مرغ دل تلاش تو پرواز کی نکر ۔ ہے زخم یہہ تو سینہ کا چاک قفس نہیں

سیری نہیں ہے شربت دیدار سے تیرے ۔ مستسقی جیسے آب سے کرتا ہے بس نہیں

آئی بہار شور جنوں کیا کروں بیان ۔ وہ کون برس ہے کہ یہہ جس برس نہیں

شکوہ کروں میں آگے تیرے کسکا اے ولا

مجکو تو دوستی میں کسو سے ہی حس نہیں

نہ سمجھوں کیوں کہ تجھے مجسے کچھہ ملال نہیں ۔ کہ اگلے سے وو تیرے پیار سے بول چال نہیں

جبین یار کو کچھہ بدر سے مثال نہیں ۔ مطلع ثانی ۔ کہ ہے اسے تو زوال اور اسے زوال نہیں

ہوا ہوں ہجر میں تیرے میں نیم جان ظالم ۔ ہزار حیف میرا تجکو کچھہ خیال نہیں

جو پوچھئے تو ہے دلجوئی ہی جہاں میں کمال ۔ رکیکی ورنہ دل آزاری کچھہ کمال نہیں

ہوا ہوں خنجر مژگاں سے اسقدر بسمل ۔ کہ اسکے روبرو دم لیتے کی مجال نہیں

ستا نہ مجھسے تو اب ناتوان کو ای ظالم
زیادہ اِس سے جہان میں کوئی وبال نہیں

وو رات سنکے میری سرگذشت کہنے لگا
نہ جھوٹ بول کہ تیرا یہہ حسبِ حال نہیں

بیاں میں کیا کروں اب اُسکا وصفِ حسن جمال
کہ جسکا یارو جہان میں کوئی مثال نہیں

جو چاہتا ہی ولاؔ سو تو ہی بہت مشکل
ولیک اُسکی عنایت سی کچھ محال نہیں

جی میں نہ رکیئے ملنے سے میرے آپکا کچھ نقصان نہیں
اپنے گلے سے مجکو لگالو دلکا مرے ارمان نہیں

مطلع ثانی

یا دہیں اُسکی کونسا دل جو مثلِ جرس نالان نہیں
چشم نظارہ کسکی یہاں اب آئینہ مثال حیران نہیں

ایک نگہ اُس ماہ جبیں کو دیکھا جسنے اُسکا تو
دیدہ ہی گریاں سینہ ہی بریاں ہوش نہیں اوسان نہیں

کاکلِ مشکیں رشکِ سنبل عارضِ گلگوں غیرتِ گل
قد کو نسبت سرو سے دوں پر اُسمیں تو یہہ شان نہیں

دستِ نگاریں دیکھ کے ڈوبا پنجۂ مرجاں دریا میں
ساعد حرکات سے اُسکے شاخِ گلمیں جان نہیں

چشم خمارین دیکھ اُس گلکی باغ جہاں میں ای یارو
حیرت ہی ایک عالم کو کچھ نرگس ہی حیران نہیں

جیسی بجیبیں ہو دیکھ کے ہمکو واللہ ہو تم خیرو نسے
نظروں سے پیدا ہی تمہارے جھوٹ نہیں بہتان نہیں

معجزِ عیسی کیوں نہ کہوں ہی طرزِ سخن یہ اُسکا تو
احیا کرنا موتا کا دشوار کسی عنوان نہیں

آئینہ رو مغرور ہی یہاں تک حسن پہ اپنے ای ہمدم
چشم خلایق محو تماشا اُسکا کسی پر دھیان نہیں

بزم میں اپنے بیٹھ کے ہمکو جو جو کچھ تم کہتے ہو
ہم پر گو ہموار رہو اب آپکے یہہ شایان نہیں

تیرِ نگہ اُس صید افگن کا اب زہر آلودہ ہے — زخمی اُسکا جاں بر ہووے ہرگز یہ امکان نہیں

صورت پر موقوف نہیں ہے شرط بری ہی کرنی کی — دلبر اُسے بیجا ہے کہنا جسمیں ادا و آن نہیں

کون سنے ہے کسکنے جاکر حالِ دل اپنے عرض کرے

تیرے سوا تو کوئی ولی کا جان نہیں پہچان نہیں

آپ کے دل میں گر غبار نہیں — کیوں پھر اگلا سا اب وہ پیار نہیں

پاس جا کس کے اب کروں فریاد — تجھ سوا کوئی غمگسار نہیں

جھوٹی قسمیں میاں نکھایا کر — بات کا تیرے اعتبار نہیں

دل ہے بیتاب عشق میں کسکا — روز و شب جو اُسے قرار نہیں

کیوں ہے تو اسقدر ولی مغموم

کر تجھے اب خیالِ یار نہیں

یوں ہی گو کرتی رہے تاہم اشک سے تر آستیں — ایکدن پھر بھی بدونگی اُنکا منہ پہ دھر کر آستیں

قتل سے میرے تبھی منکر ہو کیوں ظالم ابتلک — بھر رہی ہے خون سے تیری سراسر آستیں

عید کو اُس گلبدن سے جو بغل گیری ہوئے — ہو گئیں تو دونوں میری دونوں معطر آستیں

آگے ہی ہاتو نسے تیرے ہو رہا ہوں جاں بلب — دمبدم ناحق چڑھاتا ہے تو مجھپر آستیں

عشق کے آثار سب تجمیں ہویدا ہیں ولی — رنگ زرد و آہ سرد و اشک سے تر آستیں

یاد

یا وہ الطاف و کرم یا ایسی بے پروائیاں　　دید کو آنکھیں مری اب تمنے یوں ترسائیاں
مت اُڑو ہمسے نظر و نمیں ہیں سب باتیں میاں　　ساتھ غیرونکے پھرو ہمسے زباں آرائیاں
جائے اشک آنکھوں سے گرتے ہیں مرے لخت جگر　　تیری الفت نے بہاریں ہمکو یہہ دکھلائیاں
غمزہ و ناز و کرشمہ عشوہ و غنج و دلال　　دلربائی کی ادائیں تیری سب بخشش آئیاں
مت کھلاؤ منہہ میرا کل غیر کی مجلس میں رات　　کیا کہوں جو آپنے باتیں ہمیں فرمائیاں
ملتفت غیروں سے ہونا ہمنوں سے منہہ پھیرنا　　آحذر اُسے ڈر کہیں یہہ چھوڑ بے پروائیاں

یوں تو جو چاہو ولاؔ پر کیجیے جور و ستم
پر نہ وہ کیجیے آخر جسسے ہوں رسوائیاں

ہے نہ اک تجھسے فقط محفلِ خوباں روشن　　نکلا جب گھر سے تو ہو شہر و بیاباں روشن
جلوہ گر حسن ہے اس رخ زیبا پہ تیرا　　روبرو جسکے نہووے مہ تاباں روشن
ہجر میں جلتے ہیں لیکن تیرے نظارے کو　　شمع ساں ہیں یہہ مرے دیدۂ گریاں روشن
خوشنما بزم میں لگتا ہے تو اے پیارے　　جسطرح بزم میں ہو شمعِ شبستاں روشن

آپ کی بندگی میں عرض یہہ کرتا ہے ولاؔ
کیجیے آج مرا کلبۂ احزاں روشن

ہے عکسِ رخ اُسکے اب یوں نقاب روشن　　پرتو سے ابر کے ہے جوں ماہتاب روشن
یوں چرخ پر نمایاں آہ شرر ہے اپنا　　جس رنگ ہو فلک پر تیر شہاب روشن

بھڑکی ہی آتش غم یوں دلمیں آکے ناگہہ — شعلہ سے جوں ہو یلیں جام شراب روشن

بالوں میں اُس پری کا چہرہ ہے یوں درخشاں — جیوں رنگ برق تاباں ہو در سحاب روشن

جابئے تاسف ہے یہہ جو حال دل کا میرا — ابتک ہوا نہ تجہہ بن خانہ خراب روشن

گر جلوہ گر ہو وے توخاک کا بھر اسکی — ہر ایک ذرہ ہو وے جوں آفتاب روشن

اعمال بدسے یارو باز آوٴ تم وگرنہ — ہی آتش جہنم بہر عذاب روشن

عقبی میں ہی مہیا اسکو ثواب جنت — دنیا میں جسکی ہو وے رائے صواب روشن

ہے آرزو یہہ دلکی اہل زمیں کے نزدیک
نام اب ولی کا اپنے کر بوتراب روشن

شعلہ عشق سوں بس دلمیں ہی تیرا روشن — مثل خورشید ہے اپنا یہہ سراپا روشن

مشتعل داغ غم عشق ہے یوں سینہ میں — نور سے شمع کے فانوس ہے گویا روشن

ہے تو ہی مہر درخشان سپہر خوبی — پرتو فیض سے ہے تیرے ہر ایکجا روشن

اُسکے گر دست بلوریں سے مقابل ہو وے — پھر خجالت سے نہو وے ید بیضا روشن

درمیاں سے یہہ اگر پردہ دوئی کا اُٹھ جائے — ہو رخ دوست سے یہہ دیدہ اعمی روشن

چشم مردم میں نہیں نور بجز دیدہ تیرے — جلوہ حسن سے ہے تیرے یہہ دنیا روشن

بہر نظارہ جانانہ ہوا خلق ولی
مثل آینہ میرے دل پہ ہی پیدا روشن

سینہ میں اپنی یوں ہے یہہ دلکا داغ روشن — جیسے اندھیرے گھر میں ہو وے چراغ روشن

انکھویں

آنکھوں نمیں عکس مہ وشوں یہاں تک تو ہی سمایا — روزن سے چشم کے ہے نگاہ کا داغ روشن

گر شب تو وہ ماہ میرا سیر چمن کو نکلے — لے بام و در سے گھر کے ہووے باغ راغ روشن

دیکھا نہ ہمصفیر و یہہ آج تک چمن میں — ہو صوت بلبل آگے آواز زاغ بد روشن

اس زلف میں ہمارے دلکا لگا نکچھ کھوج — ہر چند کر کے ڈھونڈھا شمع سراغ روشن

آوے جو شب کو میرا وہ رنگ شمع یارو — ہوویں ہزاروں گویا گھر میں چراغ روشن

سینہ میں اب ولا کا مانند ماہتابی

فرقت سے لالہ رو کے ہے دلکا داغ روشن

یہہ حال اب ہے میرا ای میری جان تجہ بن — صحرا بھلا لگے ہے گلستاں تجہ بن

مطلع ثانی

کس پاس جا کے کیجے غمکا بیاں تجہ بن — اپنا نہیں ہے کوئی ای مہرباں تجہ بن

اس بات کو یقیں کر بستا ہے تو ہی دل میں — ہرگز نہیں کسیکا پیارے گماں تجہ بن

اس زندگی سے ہمکو اب مرگ ہی بھلی ہے — کیا خاک ہے وہ جینا جو ہووے جاں تجہ بن

اکیدل تو حال پرسی آکر ولا کے کرجا

مرتا ہے تیرے غم میں یہہ نوجواں تجہ بن

لگا نہ تیغ میرا صید دل ہے گو کہ زبوں — شکار ہے تیرا بھلا نہ چھوڑ پھر سکوں

یہہ کسکی نشتر مژگاں جگر میں بیر گئی — کہ دل سے خوں ہے رواں اور چشم سے جیحوں

خبر نہیں مجھے ہمدم وہ کون تھا ظالم   کہ لیگیا میرے دلکا قرار و صبر و سکوں

کہیں نہ شیفتہ ہو جاؤ اپنے عالم پر   نہ دیکھو آئینہ میں اپنا یہ رخ گلگوں

نہ ہووے کیونکر کوئی مست بوئے ریحانی   قرین سبزۂ خط ہیں تیرے لب میگوں

ملول دیکھ کے مرتیں کبھی تو نے   نہ پوچھا اتنا کہ رہتا ہے کیوں سدا محزوں

رہائی حلقۂ زلف بتاں سے تو مت ڈھونڈھ   قدم احاطۂ تقدیر سے نہ رکھ بیروں

پیارے قدر مری ہووے جب تجھے معلوم   کہ دل تیرا بھی کسی خوبرو کا ہو مفتوں

پھرے ہے والہ و حیراں جو نرگستانمیں

کیا ہے تجھ ولا کسکی چشم نے افسوں

کبھی جو چاہوں کوئی شعر میں کروں موزوں   نہ سوجھے آہ و فغاں کے سوا کوئی مضموں

مطلع ثانی

فقط نہ گل ہی تیرے رنگ سرخ کا مفتوں   چمن میں ہے دل غنچہ بھی تہ بتہ پرخوں

تیرے ہی عشق کا ہے لالہ کے جگر میں داغ   تیرے ہی فکر میں نرگس کا چشم و سر ہے نگوں

تیرے ہی شوق میں دریا کا ہے گریباں چاک   تیرے ہی غم سے ہے پرآب دیدۂ جیحوں

تیرے ہی حسن کا شمہ ہے جلوۂ لیلی   تیرے ہی عشق کا پرتو ہے شورش مجنوں

تیرے ہی امر سے ہے انقلاب لیل و نہار   تیرے ہی حکم کے تابع ہے گردش گردوں

کیا ہے عشق نے تیرے یہ حال عالم کا   کہ کوئی والہ و حیراں ہے اور کوئی مفتوں

برا ہی

پڑا ہی اُسمیں جو نیرنگیوں کا تیرے عکس   ہوا ہی آئینۂ دہر رنگ بوقلموں

خدا کی لطف سے ہرگز ولی نہو نومید
کرے ہی شاد وو یک لحظہ میں دلِ محزوں

یہہ دل نالاں رکھے ہی چشم تر میرے تئیں   نخلِ اُلفت نے دیا ہی یہہ ثمر میرے تئیں
صبح جب ہوتی ہی گذرے ہی یہی دل میں خیال   آج دیکھوں کیا لکھیگا نامہ بر میرے تئیں
دل میرا ٹکڑے ہوا جاتا ہی مانند کتاں   یاد جب آتا ہی وہ رشکِ قمر میرے تئیں
تو نہیں ہوتا تو پھر گھر میں بھی کب لگتا ہی جی   ایک بلا سے لگتے ہیں دیوار و در میرے تئیں
ڈس گئی وہ ناگنی زلف اُسکی جسکی لہر کا   آج تک ای ہمنشیں ہیگا اثر میرے تئیں
سوزشِ دل سے لباں جو ایک اُٹھتا ہی دود   پاس غیرونکے کرے وہ یاد اگر میرے تئیں
نالہ و افغاں و زاری اِسقدر ہی کیوں مجھے   عشق نے کسکے کیا ہی نوحہ گر میرے تئیں
نام بھولے سے زباں پر نہیں کبھی لاتے میرا   آپ نے دل سے بھلایا اِسقدر میرے تئیں
لالہ و گل کی کروں کیا سیر ای ہمدم یہاں   کم نہیں لالہ سے کچھ داغِ جگر میرے تئیں
آہ بھر بھر کر نزاکت سے وہ کہتا ہی   آہ کا کسکی ہوا یارب اثر میرے تئیں

یاد میں اُس شعلہ رو کی رات سارے ای ولی
شمع ساں روتے ہی گذرا تا سحر میرے تئیں

کیا جانیے کہاں وہ اٹھوں پہر رہیں ہیں | ہم جستجو میں انکی شام و سحر رہیں ہیں

مطلع ثانی

دونو جہانسے اگرچہ گو بیخبر رہیں ہیں | پر یاد میں کسیکی ہم بیشتر رہیں ہیں

کیا حال اپنا کہیے فرقت میں اسکی یارو | مر مر کے ہم بچے ہیں جیتے اگر رہیں ہیں

مانع نہو جی میرے رہنے سے اس گلی کے | ہم سے تو یہاں مسافر کتنے اتر رہیں ہیں

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس شمع رو پہ ہم بھی | پروانہ ساں تو جی سے اپنے گذر رہیں ہیں

تیرے بغیر ہمنے دیکھا نہ مہر و مہ کو | کیا کیا لحاظ ہمکو مدنظر رہیں ہیں

مایل ہوا کسی پر دل کیا کہیں ولا کا

کچھ اندنوں تو اسکے ہم چشم تر رہیں ہیں

صیاد کب سلامت یہہ بال و پر رہیں ہیں | چنگل سے تجہ مژہ کی لب خون میں بھر رہیں ہیں

موںہہ سے جب اپنے اسنے برقع اٹھا دیا ہے | محو نظارہ اسکے شمس و قمر رہیں ہیں

دل آپ کر بہایا اس چشم خوں فشاں نے | یوں ہیں کچھ اک باقی لخت جگر رہیں ہیں

اس جنگجو سے اپنا جب بس نہیں چلا ہے | انکھوں میں لا کے آنسو ہم صبر کر رہیں ہیں

جور و جفا بھی اتنی کچھ خوب ہی نہیں ہے | ناحق ستاتے ہو تم ہم آپ مر رہیں ہیں

گلگشت میں ہمصفیرو جوں عندلیب نالاں | اس گلکے یاد میں ہم اب نوحہ گر رہیں ہیں

مدت ہوئی کہ باہم وا دیدہ ہی نہیں ہے | ہم اپنے گھر رہیں ہیں وہ اپنے گھر رہیں ہیں

تیغ

تیغ و سپر اُٹھا کر ڈھمکاتے ہو کسکو — عاشق سدا تمہارے سینہ سپر رہے ہیں

یہہ قتل ہے ولا کا کیونکر چھپے گا ظالم

دامن کے ہاتھہ تیرے لہو میں بھر رہے ہیں

جنونِ عشق میں کچھہ اور ہی لذت میں پاتا ہوں — گریباں دریدہ چاک کی خاطر سلاتا ہوں

برنگِ شمع ایک لو سی نکلنے لگتی ہے مونہہ سے — زباں پر حرف سوزِ دل کا میں جب کوئی لاتا ہوں

حواس و ہوش و طاقت کا نہیں ہے پتہ کچھہ جاتا — تیرے کوچہ میں جب جاتا ہوں سب کچھہ کھو کے آتا ہوں

ہماری خاک پر آوے تو سیج اور جھوٹھہ ہو ظاہر — کہے تھا وہ کہ میں ٹھوکر سے مردہ کو جلاتا ہوں

برنگِ موج رہتا ہے سفر دن رات اے ہمدم — نہیں تسپر خبر اتنی کہ میں کدھر کو جاتا ہوں

یہہ کہتا ہے کہ میرے نیند کیوں کھوتے ہو الغیاث — فسانہ غم کا اپنے جسکو میں جا کر سناتا ہوں

ولا کر اِس زمیں میں شعر سُنکر خوش ہوئی ہو تم

غزل اور اِس ردیف و قافیہ میں کچھہ سناتا ہوں

نہ حاجت کے لئے دستِ دعا مونہہ پہ لاتا ہوں — میں اپنے زندگی سے سچھ تو یہہ ہے منہہ چھپاتا ہوں

مجھے تو خوش نہیں آتی ہے ہرچند چیدگی گلکی — نہ بو ہی اُسمیں تجھسی ہے نہ تجھسا رنگ پاتا ہوں

لہر کس زلف کی آبِ رواں میں کل نظر آئی — کہ جسکے بیم سے جوں موج اب تک تھرتھراتا ہوں

سبھی صاحب سفارش کو لئے کہتے ہیں پر ادل — نشاں میں اُسکی محفل کا کسیکو کب بتاتا ہوں

دکھاوے آخرمہ دیدار ٹک برقع اُٹھا منہ سے
وگرنہ قتل کا اپنے میں اب محضر لکھا تا ہوں

بہم گر غنچہ لب اپنے کو دیکھوں ہوں میں غیرت سے
تو حیراں ہو کے دانتوں میں زباں اپنی دباتا ہوں

ہجوم آہ و نالہ ای ولی ہوتا ہی جب دل پر
تو یہہ مطلع طپش کا ہمنشینوں کو سناتا ہوں

فغاں سے کنگرہ میں عرشِ اعظم کا ہلاتا ہوں
قیامت خفتگاں خاک کے بہی سر پر لاتا ہوں

غزل دیگر

فقط نہ تا صبح شمع کی طرح چشم گریاں ہی اور میں ہوں
شبِ جدائی میں شمع و کے صدائے آہ سوزاں ہی اور میں ہوں

حواسِ خمسہ ہوئی ہیں مختل ہوا یہہ سودا جنوں کا ہاتھوں
کہ ٹکڑے ٹکڑے ہی جیب و داماں ہر ایک بیاباں ہی اور میں ہوں

نہیں ہی کچھ تازہ سوزشِ دل از سے لالہ رخوں کے غمکا
برنگ لالہ جگر پہ میرے یہہ داغِ حرماں ہی اور میں ہوں

یہی تمنا ہی دل کی اپنے خدا دکھاوے وہ دن ہمیں پھر
کہ موسم گل ہی سرخوشی ہی و وہ خوش خراماں ہی اور میں ہوں

یقیں ہی کیجیے کہ زندگی تک دل لگاؤنگا میں کسی سے
نہ منحرف ہونگا آپ سے میں یہہ عہد و پیماں ہی اور میں ہوں

جو لیگیا آگے دل سے میرے قرار و صبر و شکیب و طاقت
اُسی کی فرقت میں روز و شب آہ و فغاں ہی اور میں ہوں

ولی ہے جب تک کے جسم میں جاں نہ ہاتھ اُٹھاونگا جستجو سے
یہ حرکت پائی تاکہ قایم تلاشِ جاناں ہی اور میں ہوں

جب تک دلیہ خوجبیں یوں غم کی ایپاں ہوں
تجھیں کہو کہ کیونکر عہد برائیاں ہوں

لستا نہیں شاخِ سنبل وے تی ہی مشک کی بو
اُس زلف کے ہوائیں لیتے نہ لائیاں ہوں

دو جوں

وہ خون دل جو مرا لوں پاؤں میں ملا ہے — مہندی نو غالبا یہہ باتیں لگائیاں ہوں

ہاں ہمسے قیدیوں کو کیا کر بہار آئی — مژدہ صبا یہہ انکو جنکو رہائیاں ہوں

آبیٹھے بیٹھے انکھیں بھر آئیں ہمارے — بس آئینہ کھینچے کب تک یہہ خودنمائیاں ہوں

کیا وضع گفتگو ہے بس بس زباں سنبھالو — دو گالیاں اُنسی کو جنکے کہائیاں ہوں

بیداریاں وہ سمجھے شب کے مرے کہ جسکو — وعدوں پہ جیسے کیسے بندیں نہ آئیاں ہوں

ٹک درد دلکو میرے عیسیٰ کے آگے کھولو — ای آہ گر فلک تک تیرے رسائیاں ہوں

سمجھے وہ بال کھلنے چہرہ پہ کیا غضب ہے
سر پر ولا بلائیں سیہ جسکے آئیاں ہوں

باور تم اسکو سمجھو ہرچند میں کہیں ہوں — نزدیک گر ہوں دلسے تو سمجھے یہیں ہوں

مطلع ثانی

بہتر یہی ہے سب سے عزلت گزیں کہیں ہوں — ہو ہمنشیں میں تیرا اب کیا ہمنشیں ہوں

ہرچند مثل پرویں بزم پری رخاں ہو — مائل نہوں کسیکا مشتاق جبیں ہوں

خانہ بدوش اُس بن پھرتا ہوں دربدر میں — کسکے مکاں کا یارب میں جاکے اب مکیں ہوں

ہرچند کرارا دہ گھر سے کہیں کو جاؤں — آخر جو غور کرکے دیکھوں تو پھر وہیں ہوں

ہردم یہی کہی ہے بہتر ہے بس خموشی — گر تمنے بات کی کچھ پھر سمجھوں نہیں ہوں

وارستہ میں کسطرح پھرتے ہیں اے عزیز و — فرقت سے میں کسو کی رکھتا دلِ حزیں ہوں

آقا کی اپنے صحبت تجسے ولا کہوں کیا
در زمرۂ غلاماں ایک بندۂ کمیں ہوں

دل ہی ہزار جا پر کو دیکھنے کو یہاں ہوں
یار ر نجھیر و مجکو کیا جانئے کہاں ہوں

آزار عشق نے تو پہنچائی ہی یہہ حالت
جی آرہا لبوں پر کوئی دم کا مہماں ہوں

اگلی سے آپ کی تو پاتا نہیں وو نظریں
آوں نہ میرا صاحب کر آپ پر گراں ہوں

غیروں سے ہو لگاوٹ جب سامنے ہمارے
منصف ہو آپ دلیں کیونکر نہ بدگماں ہوں

پوچھا ولا جب اُسنے مینے کہ تم بھی یہاں ہوں
جھنجھلا کے تب وو بولا کہتا تو ہوں کہاں ہوں

نکر بشانۂ بار رحم شانہ اُسکے گیسو میں
کہ بستہ صد دل خونی ہیں اُسکے ہر سر مو میں

چمن میں نرگس شہلا پہ کیفیت نہیں ایسی
کہ مستی جیسے دیکھی ہی کسیکی چشم جادو میں

کسیکا روے روشن آینہ میں یوں چمکتا ہی
کہ جیسے پرتو خورشید ہووے چشمۂ جو میں

خدا کا نام لے ناصح عبث کیوں مجسے جگھڑتا ہی
خبر تجکو نہیں جو کچھ کہ دیکھا ہی میں اُس رو میں

کسی مطرب پسر سے موہنہ ملانا یاد آتا ہی
کہ موسیقار ساں فریاد دل رکھتا ہی پہلو میں

ولا بیٹھے ہو جو تم دست و پا گم کردہ اِس جاگہہ
بندھا دیکھا ہی بازو بند تمنے کسکے بازو میں

لائی مہندی کچھ نہیں یہہ سیم تن کے ہاتھ میں
خون میرا ہے سراسر اُس تیغ زن کے ہاتھ میں

کر دیا دستِ جنوں نے یہاں گریباں چاک چاک
رہگئے ہیں تار کتنے پیراہن کے ہاتھ میں

وہ عزیز در رشک یوسف ہے میرا جسکے لیئے
ہے خریداری کو زر ہر مرد و زن کے ہاتھ میں

نور تن بازو پہ اُسکے کچھ فقط زیبا نہیں
چھلّے بھی دیکھے تو ویسے ہی پھبیں کے ہاتھ میں

کیا کہوں میں باعثِ اُس گلبدنی کل ولا
کس نزاکت سے لئے تھے گل چمن کے ہاتھ میں

رشک سے دل خون ہو سمیں تنوں کا جسکو دیکھ
ہے لگی ایسی حنا اُس سیم تن کے ہاتھ میں

دیر و کعبہ میں نہیں گر یادِ اُسکے کیوں ہے
سبحہ و زنّار شیخ و برہمن کے ہاتھ میں

لائی ہے بادِ صبا یہ بوئے زلفِ یار یا
لائے اہل کاروان نافہ ختن کے ہاتھ میں

سلطنت کیوں کر نہو برباد ای آصف کہ جب
ہو سلیماں کی انگوٹھی اہرمن کے ہاتھ میں

بیستوں میں جان دے کیا تو نے معمار قضا
اِس لیئے تیشہ دیا تھا کوہکن کے ہاتھ میں

خود بخود عقدۂ ولا مشکل کے وا ہو دیں نہ کیوں
ہے میری عقدہ کشائی بو الحسن کے ہاتھ میں

کیا حال دل اپنا کہوں ای نور نظر میں
روتا ہوں تیری یاد میں اب خون جگر میں

مطلع ثانی

جب دیکھوں تجھے غیر کنے آٹھ پہر میں
پھر کیونکہ جہاں سے نہ کروں عزم سفر میں

گر بات بھی کرنے کی منا ہی ہو میری جان
بولوں نہ تیرے سامنے پھر بار دگر میں

تعریف میں اسکے لب و دنداں کی کہا ایک بات
اگلوں ہوں دہن اپنے سے جو لعل گہر میں

جوں خانۂ زنبور جگر چھن گیا سارا
اس تیر نگہ کا جو ہوا سینہ سپر میں

سو بات کہی تمنے تو کی ہمنے گوارا
بیزار ابھی ہو جو کہوں ایک اگر میں

تم ہشیہ کے غیروں میں پیو بادۂ گلرنگ
اور اسکے جگر سنگ بپیوں خون جگر میں

ہے دوستی و ربط ہمیں تجکو ہر ایک سے
بس خلق میں ہوں ایک گنہگار مگر میں

بس سخت دل آتے ہیں چلے یار و مادم
تجہ نخل محبت کا یہہ پایا ہے ثمر میں

گلزار جہاں کی نہ ہوس پھر رہے تجکو
دکھلاؤں کبھی اپنے اگر داغ جگر میں

جوں موج چلا جاتا ہوں پر کچھ نہیں معلوم
کس ملک کا در پیش یہہ رکھتا ہوں سفر میں

یہہ یاد رہی یارو کہیں دل نہ لگانا
سنتے ہو گئے جاتا ہوں سبکو خبر میں

اس گلکی سدا یاد میں جوں ابر بہاری
رکھتا ہوں ولا اشک بھر دیدۂ تر میں

جو کچھ خوبیاں دیکھیں اس جلوہ گری میں
نہ وہ خوبیاں دیکھیں شمس و قمر میں

جو دنداں و لب میں تیرے ہیں کیں باتیں
نہیں باتیں دیکھیں و و لعل و گہر میں

گر اد جھل ہوا انکھ سے پیارے کیا غم
سدا تو ہی بستا ہے دل کی نگر میں

جو لذت تیرے بوسہ میں پائی ہے پیارے
نہیں وہ مزا پایا شہد و شکر میں

طاقت

ملاقات اسکی میسر ہو کیوں کر   جو اکدم بھی رہتا ہو اپنے گھر میں

نظر ہی نہیں آتے رہتے کہاں ہو   ارے وہ ہو کیا ہے ہو کے نظر میں

ولا کیا کہوں تجھسے اب اسکے ہاتھوں

شب و روز گذرے ہے خطر میں

اشک کا ہی نہ فقط غرق ہے گھر پانی میں   مردم چشم کا ڈوبا ہے نگر پانی میں

قطرۂ اشک میرا گر کبھی دریا میں پڑے   ابر نیساں کی نمط ہو وے گہر پانی میں

ہمسری کر نہ میرے گریہ سے ای دیدۂ ابر   جو اثر اشک میں ہے کب ہے اثر پانی میں

بشدت گرمی سے ہر دم یہی گذرے ہے خیال   کہ رہا کیجیے اب آٹھ پہر پانی میں

دیکھے دنت لنگارین کو تیرے وقت شنا   بھنتے ہیں بنجۂ مرجان یہہ مگر پانی میں

لب جو پر ہو سر سبز کبھی سرو چمن   دیکھ تجھہ سرو خراماں کو اگر پانی میں

ذوق دریا کے تماشے کا تو پوچھ نہیں   مہر وش آیا کوئی تجکو نظر پانی میں

سخت حیراں ہوں کہ ابتر ہوئے کیوں طفل سرنگ   بسکہ ہے مردم آبی کا تو گھر پانی میں

ہے ولا بحر معانی کا شناور بے باک

نہیں غواص کو کچھہ خوف خطر پانی میں

تمسے یوں ظلم ہو اور ہمسے وفا دیکھو تو   آپ ہی کیجیے انصاف بھلا دیکھو تو

BIBLIOTECA NACIONAL DE LISBOA

مُنصفی کچھ بھی بھلا دلمیں ہی صاحب کچھ ذرا — اِسقدر بھی کوئی کرتا ہی جفا دیکھو تو

رشکِ صد باغ ہی یہہ کثرت داغوںسے آہ — چمنِ دلکی میرے آکے ہوا دیکھو تو

اِسقدر صحبتِ اغیار میں مت ہو مصروف — بزم عشاق میں بھی آکے مزا دیکھو تو

ہمنشیں یہہ دل بیمار مجھے دن اور رات — آہ کسطرح سے کرتا ہی خفا دیکھو تو

ایکدن تو میرے فرقت کا بھلای یارو — قصّہٴ درد ذرا اُسکو سنا دیکھو تو

دست بردار علاجِ مرضِ دل سے ولا

آب مت ہو جئیے ہوتی ہی شفا دیکھو تو

جانے وہ دردِ دل جو میرا ہمصفیر ہو — یا جو کہ دامِ زلف کا اُسکی اسیر ہو

بزمِ بتاں میں یوں مجھے لگتے ہو تم بھلا — انجم میں جیسے رات کو بدر منیر ہو

صاحب نہیں ہی عرض کہ اُس شمع رو سے کچھ — کہنا عبث ہی اُسسے جو روشن ضمیر ہو

سنتا ہی کب قبول اُسے جو کہ ناصحا — بیٹھا ہو در پہ ایسے صنم کے فقیر ہو

ماتم میں کوہکن کے جو روؤں تو پھر ہر اشک — گرتا ہی وہیں آنکھوں سے ایک جوئے شیر ہو

بوسہ جو اُسسے رات کو مانگا میں ای ولا

کہنے لگا کہ تم بھی قیامت شریر ہو

رہا نہ ہاتھ پھر کیوں کہ جستجو مجکو — لئے پھرے ہی طلب تیری کو بکو مجکو

مطلع ثانی

تیرے ہی دیکھنے کی اب ہے آرزو مجکو
بولا دے اپنے کرم سے تو روبرو مجکو

بناز کھول لب اہل نیاز سے بس بول
خوش آتی ہے تیری انداز گفتگو مجکو

نہووے شب کو وہ گلرو تو آہ بستر پر
بجائے خار ہے گویا ہر ایک مو مجکو

ہوا ہے حال یہاں تک تو تلخ کامی سے
بجائے زہر ہے پانی نہ کوئی دو مجکو

جگر کباب ہے مخمور تشنہ لب ہوں میں
پیلاؤ اوروں کو ساغر تو دو سبو مجکو

نہ گلکی بو مجھے بھاوے نہ رنگ گلشن کا
مگر خوش آتی ہے اس گلبدن کی بو مجکو

اگرچہ زخمی سرشار کو ندیں پانی
کریگا خنجر قاتل ہے ترکلو مجکو

خدا کرے یہہ تمنائے دل بر آئے ولا
جہانمیں کوئی کسی کو ہو اور تو مجکو

غصہ سے میری جاں نہ تو چیں بجبیں ہو
رنجیدہ تیری خاطر نازک نہ کہیں ہو

ای سادہ رو عیاری کی یہہ وضع بھلی ہے
کر مہر تو ظاہر میں نہاں در پئے کیں ہو

زینت دہ کاشانہ دلکا ہو آہ
تجھے آرزو اپنے یہہ مکان اور وہ مکیں ہو

بیتاب کرے جب کہ تجھے عشق کسیکا
اس وقت تڑپنے کا مرے تجکو یقیں ہو

تسخیر پریرویوں کی بیٹھے ہوئے کیجے
گر ملک سلیماں کی طرح زیر نگیں ہو

ہو سیر چمن سے اسے تفریح نہ ہمدم
جو غنچہ صفت تنگ دل اور آہ حزیں ہو

طاؤس کی جا جلوہ گری زاغ کرے ہی
سیمرغ صفت جا تو ولا گوشہ نشیں ہو

یوں آہ نے بھسمنت کیا تارِ نفس کو — جوں آتش سوزندہ جلا دیتی ہی خس کو
گل یاد گرفتاری بلبل نکرے آہ — گریئے سے اگر سبز کرے چوب قفس کو
ایک بات سے میری ہی اسے عار ہی ورنہ — مونہہ اپنے لگاتا ہی وہ ہر ناکس و کس کو
جاتا ہوں پس قافلہ تنہا میں بھٹکتا — کیا جانئے کیا ہو گیا آوازِ جرس کو
گر ہجر میں اُس گل کی نہو وصل کی امید — پرواز کرے طایرِ جاں توڑ قفس کو
چھپ کر جو کہیں بات کوئی اُس سے کروں میں — تو شور مچا کر کے سناتا ہی وہ دس کو
آجاتی ہی جب دخترِ رز مستی پہ اپنی — نے ڈرتی ہی قاضی سے نہ سمجھے ہی عسس کو
تک چہرہ سے برقع تو اُٹھا یوسف ثانی — ترسے ہی خلایق یہہ کھڑے تیرے درس کو
اکسیر کی حاجت ہو اُسے کیونکہ مہوس — جو کشتہ کرے اپنی ہوا اور ہوس کو

کیا قدر سخن رو برو انکے ہو ولا کا
سمجھے ہیں برابر جو ہما اور مگس کو

اپنے اِس جانفشاں کو رہنے دو — دم کئی دم نیم جان کو رہنے دو
طوطئ ہند و بلبل رہے ہی — مال بلو اِس جوان کو رہنے دو

پھر

چپ رہو مت زباں درازی کرو — تک تو مونہہ میں زبان کو رہنے دو

بزم سے ہم تمہارے جاتے ہیں — لو تم اپنے مکان کو رہنے دو

دردِ دل جب سناؤں کہتا ہے — یہیں تک داستان کو رہنے دو

جب تب امتحان ہمیں پر ہے — اپنے اِس امتحان کو رہنے دو

نہ اجاڑو چمن سے بلبل کو ہائے — اسکے تم آشیان کو رہنے دو

یہہ کہا پاسبان سے کل اسنے ہائے — میرے اِس مہربان کو رہنے دو

خوابگاہ کے مکاں میں کوئی نہو — مگر اِس قصہ خوان کو رہنے دو

نہ مداوا کرو کوئی میرا ہائے — جگرِ خون چکان کو رہنے دو

ضعف سے لے سکوں نہیں کروٹ — یوں ہی مجھ ناتوان کو رہنے دو

نہ مٹاؤ دولا کی قبر کو تم

بے نشاں کے نشان کو رہنے دو

اِقرار ہے کبھو کبھو اِنکار سمجھ کہو — یہہ کونسی تمہاری ہے گفتار سمجھ کہو

گر آپ کو تلاشِ خریدار ہی نہیں — تو کس لئے ہے گرمی بازار سمجھ کہو

دل سیکڑوں خرام سے ہوتے ہیں پائمال — سیکھے ہو کسے یہہ نئی رفتار سمجھ کہو

کب نامہ و پیام سے تسکین دلکی ہو — یارو ملے نہ یار سے گر یار سمجھ کہو

اُس شمع رو بغیر یہہ حیرت ہی ای ولا

کس طرح سے بسر ہو شب تار سچہ کہو

کسکے ہوئے ہو عشق میں بیمار سچہ کہو
پایا ہے کسکے غم میں یہہ آزار سچہ کہو

ہر ایک کو تلاش تمہاری ہی گھر بگھر
تم جستجو میں کسکی ہوای یار سچہ کہو

شیدا ہوئے ہو شکل پہ کسکی ای میرے جان
پیدا کیا ہے کیا وہ دلدار سچہ کہو

تمسے بھی زیادہ ہے کوئی عالم میں خوبرو
جسکے ہوئے ہو طالب دیدار سچہ کہو

احوال دلکو اپنے ولا سے چھپاؤ مت

ہو دام میں کسیکے گرفتار سچہ کہو

دامن ہے ساتھ چشم کے اور چشم نم کے ساتھ
دوری ہیں تیرے یہاں ہے سروکار غم کے ساتھ

عیش و طرب میں گذرے ہے تجکو وہاں سدا
اور یہاں کسیکو گذرے ہی درد و الم کے ساتھ

پامال رشک یہہ دلِ خون گشتہ کیوں نہو
جب یوں حنا لگی رہے اُسکے قدم کے ساتھ

اس حیلہ سے عجب ہو دید بتاں مگر
کچھ ربط کیجے راہی بیت الصنم کے ساتھ

سینہ ہی اپنا داغوں سے رشک بہشت ہی
زاہد نہیں ہی کام ہمیں کچھ ارام کے ساتھ

دریاے اشک سے ہے یہہ نسبت محیط کو
تشبیہ جیسے چشمہ کو دے کوئی یم کے ساتھ

کرتے ہیں اپنے دلمیں طلسم جہاں کی سیر
کچھ احتیاج ہمکو نہیں جام جم کے ساتھ

نہ من

تیغ اُلفت کی یکبفتہ ممنوں ای ولا

کیا دیکھئے سلوک ہو صید حرم کے ساتھ

دلپہ گذرے ہی جو کچھ مجسے مرے جاں نپوچھ
پوچھکر ہوگا پشیماں کہا ماں نپوچھ

ناز و انداز و ادا اپنے ہر ایک آن نپوچھ
جی ہی غش ہیکا مرا تجپہ مری جان نپوچھ

جلوۂ حسن سے تیرے ہیں خجل حور و پری
وجہ اِسکا تو اب ای غیرتِ غلمان نپوچھ

خونِ عشاق ہی بحل تجھے مت کر تکرار
قتل کر شوق سے تو گبر و مسلمان نپوچھ

ہو ہوس سیرِ چمن رکہتا ہی گر تو گلفام
دیکھ سینہ کے مرے داغ گلستان نپوچھ

گذری جو گذری ہی تیرے ہجر میں مجپر پیارے
کیا کروں اُسکا بیاں میں ترے قربان نپوچھ

جیں دلکو تو کسی رنگ نہیں تجہ بن
اپنے مشتاق کا تو حسرت و ارمان نپوچھ

داغ دل غیرت گلزار ہی مرے باغ فراق
ہے سیہ بختی سے سامان کا سامان نپوچھ

دامِ زلف اُسکی میں دل اپنا گرفتار ہوا

کیا کہوں تجسے ولا حالِ پریشان نپوچھ

یا رب میں کہوں کسّے اب جاکے یہہ افسانہ
سُنتا ہی نہیں کوئی نے یار نہ بیگانہ

وہ رشکِ مہ تاباں اب شمع ہی کس گھر کا
آنکھوں میں اندھیرا ہی مجکو یہہ کاشانہ

اِس دلمیں کبھی جلوہ تھا حور لقاؤں کا
یہہ شیشہ ہمارا بھی گاہی تھا پریخانہ

بیہوشی میں گر مانگا بوسہ نہ بگڑ اتنا
رکھتے ہیں معاف اُسکو جو شخص ہو دیوانہ

ہے ہر خمِ گیسو میں وابستہ کسیکا دل ہاہا — بیدردی سے مشاطہ کیجو نہ اسے شانہ

ساقی تو ملادے اب منہ خم کا مرے منہ سے — کب رفع خمار اپنا کر سکتا ہے پیمانہ

بیگانہ صفت وہ تو پھرتا رہا ہے ہمسے — کہتے ہیں یہہ لوگ اُنمیں آپسمیں ہے یارانہ

تحقیق سے دیکھو تو ایک آگ سے روشن ہے — کیا مشعلِ کعبہ کیا قندیلِ صنم خانہ

باہر گیا وادی سے کو قیس ولا لیکن

اب اپنے قدم سے ہے آبادہ یہہ ویرانہ

ہرگز نہ گرے اُسکے اشکِ اثر آلودہ — ہووے نہ کبھی خون سے جو چشم تر آلودہ

از بسکہ کلیجے کے ٹکڑے سے ہوئے گرتے ہیں — آنکھوں نے مرے آنسو لختِ جگر آلودہ

واں رشکِ چمن اپنا گھر اُسنے کیا ہے یہاں — اشکِ جگری سے ہے دیوار و در آلودہ

کھا ناوکِ مژگاں کو یہہ خون میں جو تڑپے ہے — ہے مرغِ دل اپنے کے سب بال و پر آلودہ

ایک بلبلیں گذر جاوے یُہہ چرخ برین سے بھی — ہوتی ہے بُری ظالم آہ اثر آلودہ

جلوہ کو خدائی کے جو دیکھنے والے ہیں — کب حُسنِ بتاں سے ہو انکی نظر آلودہ

بخش اپنے ولا کو بھی از راہِ کرم یارب

ہر چند گنہ سے ہے وہ سر بسر آلودہ

ملنے کا نگر مجھسے تو انکار ادھر دیکھہ — مخمور سے کیوں اپنے ہے بیزار ادھر دیکھہ

بسنم ۱۲

مطلع ثانی

سینہ مرا داغوں سے ہے گلزار ادھر دیکھ — یہہ رشکِ گلستاں ہے ای یار ادھر دیکھ

لے شام سے تا صبح ترے ہجر میں جوں شمع — جلتا ہے تبِ غم سے یہہ بیمار ادھر دیکھ

سر جاوے اگر عشق میں تو بھی رہوں خاموش — اس سر کو نہ ہرگز کروں اظہار ادھر دیکھ

فوّارہ صفت اس دلِ صد رخنہ کی دولت — رونے ہی سے تکتا ہوں سرو کار ادھر دیکھ

دل بستگی اپنی ہے فقط تجھسے جہاں میں — کیا خلق سے ہے مجکو سرو کار ادھر دیکھ

تو اپنے ولا کو نہ کبھی دل سے بھلانا
پاویگا نہ ایسا کوئی غم خوار ادھر دیکھ

جاتا ہے کدھر کو مرے دلدار ادھر دیکھ — مشتاق ہوں دیدار کا ای یار ادھر دیکھ

دامن پہ مرے گریۂ خوں سے ہے عالم — گر تجکو ہے شوقِ گل و گلزار ادھر دیکھ

اب کون سنے تیرے سوا حالِ دل اپنا — کس پاس کروں جاکے میں اظہار ادھر دیکھ

ہر بات پہ گالی ہی جو دے بیٹھے ہی مجکو — پیارے یہہ نہیں خوب ہیں اطوار ادھر دیکھ

اتنے بھی نہیں خوب یہہ عاشق سے رکھتا ہی — میں تجکو بلاتا ہوں ارے یار ادھر دیکھ

پامال ہوئے جاتے ہیں دل سیکڑوں ظالم — سیکھا یہہ کسّے نئی رفتار ادھر دیکھ

اب دونو جہاں سے نہیں کچھہ کام ولا کو
تیرا ہی فقط ہے یہہ خریدار ادھر دیکھ

زانو بزانو اُسکے ہی ہر دم ہر آئینہ | یا روبرو جہاں میں ایک ہی افسوں گر آئینہ
جلوہ نے تیرے محو کیا ایک جہاں کو | تشنہ نہ دیکھ کر ہی تجھے ششدر آئینہ
ای مہ جبیں وہ حسن تیرا ہی کہ جسکو دیکھ | منہ کو ملا ہی رشک سے خاکستر آئینہ
ہر ذرہ چمکا ہی تیرے خورشید نور سے | ہی عکسِ چہرہ سے نہ فقط انوار آئینہ

تا عکسِ یار جلوہ کرے اِسمیں ای
زنگ ہوس سے دلکا مصفا کر آئینہ

عکسِ رخ سے جلوہ گر ہی کیا بہارِ آئینہ | حسن تیرا ہی سراپا افتخارِ آئینہ
چہرۂ زیبا کی تیرے ہی صفائی اسقدر | رشک سے جسکا نہ کیوں ہووے غبارِ آئینہ
حسن روز افزوں کی نسبت سے تیرے ای مہروش | خلق میں پیدا ہوا ہی اعتبارِ آئینہ
ای صنم رتبہ ہی آئینہ تیرے روبرو | کرتی ہی تیری صفائے چہرہ کارِ آئینہ

ضبطِ راز دل نہووے صاف باطن سے کبھی
ہی ولا یکساں نہاں و آشکار آئینہ

ہی عکسِ رخ سے تیرے جو گلزار آئینہ | کیا کیا کرے ہی جلوہ گری یار آئینہ
تیرے صفائے عارضِ گلگوں کو دیکھ کر | جلتا ہی خاکِ رشک برخار آئینہ
صورت کو دیکھ اپنی مبادا ہو شیفتہ | لاؤ نہ اُسکو روبرو زنہار آئینہ

آئینہ دار

آئینہ رو کے ہجر میں از بس رہا ہی وا — حیرت سے ہے یہ دیدۂ بیدار آئینہ

تیر اُس نگہ کا جان و جگر سے دو سار ہی — بالفرض تن پہ ہووے اگر چار آئینہ

مشتاق ہم تمہارے رہیں دیکھنے کو اور — حاصل کرے ہے دولتِ دیدار آئینہ

عاشق ہے اپنی شکل کا اتنا وہ ای ولا

رکھتا نہیں ہی ہاتھ سے زنہار آئینہ

صورت سے اسکی کیوں کہ ہو دو رنگ آئینہ — رکھتا ہے کب عارضِ گلرنگ آئینہ

ہی کاؤ کاوِ ناوکِ مژگاں سے اسکی بیم — منہ پر رکھے ہی ایک سپرِ سنگ آئینہ

اُس سخت دل کا ہی دلِ نازک حریف — رکھتا ہی سنگِ خارہ سے یہاں جنگ آئینہ

ہی سرد دل سے صاف دلوں کو حذر ضرور — قُربِ نفس سے جاوے پکڑ زنگ آئینہ

عکسِ عذارِ بوقلموں جلوہ سے تیرے — یکدست ہی لبالبِ نیرنگ آئینہ

دلکو شباہت ہے یوں آئینہ کی عارض — تشبیہ سنگ سے کرے جوں ننگ آئینہ

ہوں میں کسیکا کشتۂ دیدار ای ولا

مرقد پہ میرے رکھ عوضِ سنگ آئینہ

عکس و تیرے سے ہی یہ آب و رنگ آئینہ — ورنہ آگے تھا مکدّر یار سنگ آئینہ

یوں الطاف تیرا رفع خاطر سے ملال — مصقلے سے دور جوں ہوتا ہی زنگ آئینہ

بسکہ یہہ حیران تیرا محو لقا ہی روز و شب ۔ دیدۂ نظارہ وا ہی یہاں ہر رنگ آئینہ

منہہ لگاوے ہی کہاں مجہہ کو وہ آئینہ رو ۔ جب کہ میرا عکس رو ہو عار و ننگ آئینہ

دیکھہ اس آئینہ رو کو مر گیا ہوں اہی
لوح کا میرے کریں اب سنگ سنگ آئینہ

گیا ہی پہلو سے کون اٹھہ کر جو درد پہلو میں اب ہوا ہی ۔ اثر جو کرتی نہیں دوا کچھہ یہہ درد کیسا کدھر ہوا ہی

یہہ رات وعدے کی یوں ہی گذری کہ اپنی اکدم نہ آنکھہ جھپکی ۔ نہیں جو آیا وہ اب تلک بھی تو کچھہ نہ کچھہ تو سبب ہوا ہی

عجب ہی الفت ہی کچھہ ہماری کہ پاس بیٹھے نہ ایکباری ۔ کٹی ہی دوری میں عمر ساری جو وصل پوچھو تو کب ہوا ہی

یہہ طرح خلط کی کیا نکالی ادا جہاں سے ہی یہہ نرالی ۔ کبہی ہی جھڑکی کبہی ہی گالی جو ایک بوسہ طلب ہوا ہی

نہ رنجش آمیز باتیں کیجے عبث ناحق کو گالی دیجے ۔ علاج اسکا تو کچھہ نہیں ہی جو بے سبب غضب ہوا ہی

جو بوسہ مانگوں تو منہہ چڑاوے نہ مانگو تو یہہ ادا دکھاوے ۔ کہ پاس ہونٹھوں کے ہونٹھہ لاوے عجب ہی خلط ملط کا ڈھب ہوا ہی

سہیں جفائیں ستم اٹھاے ہزاروں دھکے ہی رنج پائے ۔ جہاں سے الفت یہہ اڑ ہی جائے کہ اسکے کیا کیا تعب ہوا ہی

کھلی کھلی وو کبہی سنائے کبہی وو پردے میں کچھہ جتائے ۔ کبہی اشارے کبہی کنائے یہہ رنگ مجلس عجب ہوا ہی

وو چشم جادو وو زلف ساحر وو قد قیامت وو چہرہ آفت
نہ پوچھہ اسکا ولا تو صورت کہ اب وو فتنہ غضب ہوا ہی

جب اپنا کہنا نہو پذیرا تو کیا کہوں میں برا غضب ہی ۔ کبہی تو ہو مونہہ سے ہاں بھی صاحب نہیں تمہاری تو جب تب ہی

کدھر کو جاتے ہو سنجہ سنوارے یہہ کہتے جاؤ تم اب تو بارے ۔ جو پاس آتے نہیں ہمارے بتاؤ صاحب کیا یہہ سبب ہی

یہہ انتظاری

یہہ انتظاری یہہ بیقراری یہہ حال نزاری
نہ اُسنے پوچھا بھی ایکباری یہہ رسم الفت ہے یا غضب ہے

نہ بازآوینگے جستجو سے کہ جبتلک دم ہے قدم اپنا
تلاش و کوشش ہے اُسکا ہر سو ہوائے اُسکا نہ کچھ طلب ہے

جو دیکھنا ہے تو دیکھ لیجے کہ وقت آخر پہنچ چکا ہے
کوئی بھی جاکر کہے یہہ اُسنا کہ تیرا عاشق تو جاں بلب ہے

کسی سبب سے اگر رُکے تم تو پھر تو اپنا بھی دم رُکے ہے
اگر خوشی سے تم آگے ہوئے سرور دلکو اور طرب ہے

یہہ شخص وحشی سا جو پھرے ہے ہمیں اسکو پوچھو کہ کون ہے یہ
بتائیں کیا نام اُسکا تمکو ولا ہے اُسکا سُنا لقب ہے

ہاتھوں نے اُسکے دلکو جو آزار ہی تو ہے
کیا پوچھتے ہو حالت بیمار ہی تو ہے

ظلم و جفا و جور و ستم اُسکا کیا کہوں
ابتک وہ میرے درپئے آزار ہی تو ہے

یہاں تک اُٹھائے رنج و تعب دردِ ہجر سے
غم ہی کسو کے دیدۂ خونبار ہی تو ہے

چھٹتا کسیطرح سے نہیں دل پھنسا ہوا
زلفوں میں اب کسو کی گرفتار ہی تو ہے

باتیں ہماری آپنے کیں گرچہ امتحاں
اِسپر بھی آپکا وہی پندار ہی تو ہے

باور نہ کیجو غیر کے کہنے کو تو ذرا
پیارے یہہ دل سے تیرا خریدار ہی تو ہے

جاوے کدھر کو چھوڑ کے یہہ تیرا آستاں
حاضر یہہ در پہ تیرے گنہگار ہی تو ہے

سیر چمن کی تجکو ہوس گر ہے دیکھ لے
داغوں سے سینہ یار یہہ گلزار ہی تو ہے

صحبت کا اُسکی رنگ نکچھ پوچھ اے ولا
مجھسے تو ابتلک وہی اطوار ہی تو ہے

گلرویوں کا عشق اب فزوں ہے — ہے طرفہ بہار اور جنوں ہے

دیکھی ہیں یہہ کسکی چشم جادو — نرگس جو چمن میں سرنگوں ہے

روتا ہوں میں یادِ گلرخاں میں — جو قطرۂ اشک ہے سو خوں ہے

کیا کیجے سوال خواہشِ دل — ایک چپ ہے وہاں نہ ہاں نہ ہوں ہے

ہے عیسی و ساحری لب و چشم — اعجاز یہاں وہاں فسوں ہے

آرام نہ زلف میں ولا گر ہاں — سونا سرِ شام کا زبوں ہے

مت پوچھ تو دردِ دل ولا کا
ہر لحظہ یہہ درد اب فزوں ہے

نہ شہابی نہ حنائی ہے نہ عنابی ہے — قطرۂ اشک میرے چشم کا خوں نابی ہے

تاب کیا آئینۂ ماہ مقابل ہووے — چشمۂ خور کو تیرے روبرو بے آبی ہے

دیکھی مزرعۂ امید ہو کس کا خشک — خطِ نو خیز کو سرسبزی و شادابی ہے

زلزلہ روئے زمیں پر نہیں آتا پوچھ — کسی بے تاب کی یہاں لوتھ بگردابی ہے

شبِ ہجر اپنی تڑپتا ہوں نہیں یوں بستر پر — خانہ ہے بن موئے تن و بیخوابی ہے

دل نہیں ہے یہہ مگر آتش ہجراں سے آہ — مجمرِ سینہ میں ایک پارۂ سیمابی ہے

کیا عالم آئینہ کو ہے تجلی سے شب مہتاب یہ کچھ — جلوہ بخش لب صد بام وہ مہتابی ہے

ادوار

آرزوِ آبِ بقا کے نہ رہی دل میں ذرا   آبِ شمشیر سے بس حلق کو سیرابی ہے

تیری بے چینی کا باعث نہیں معلوم ولا
واسطے کس کے تجھے اتنی یہہ بیتابی ہے

کیجئے کس سے بیاں دلکی جو بیتابی ہے   درد و اندوہ و غم و یاس ہے بیخوابی ہے
داغِ دل سینۂ سوزاں پہ جا ہی اس رنگ   گویا روشن شب تاریک میں مہتابی ہے
دل عشاق جسے دیکھ کے خون ہوتا ہے   سرِ انگشت تیری شوخ وہ عنابی ہے
کہیو اُس ساقی گلفام سے میرے تجھ بن   ہے گزک لختِ جگر خون مئے عنابی ہے
تیغِ ابرو نے کیئے تشنہ ہی سیراب گئے   کیا تیرے سبزۂ شمشیر کی سیرابی ہے

گلِ عارض پہ ولا اُس خطِ نورستہ کو دیکھ
کہ عجب رنگ کی سرسبزی و شادابی ہے

جب سے کہ لو لگی مجھے اُس شعلہ خو سے ہے   ایک طرح کا تپاک ہر ایک شمع رو سے ہے
جس بن نہ آوے خوش مجھے سیرِ چمن نسیم   دلکو میرے شگفتہ کی اُس گلکی بو سے ہے
سر رشتہ گم نکر مجھے روز الست سے   پیوند دوستی تیرے ہر تار مو سے ہے
کیا واسطہ جو بحث ہے تو شیخ رند سے   حاصل بتا کہ کیا تجھے اِس گفتگو سے ہے
مجنوں صفت جو چاک گریبان رہے سدا   کیا کام اُسکو ناصحِ مشفق رفو سے ہے

قتلِ ولاؔ کا ہوگا نہ انکار پیشِ رفت

رنگین دست و آستین تیری لہو سے ہے

چشمِ مردم میں تو یہہ اشک نظر آتا ہے | یہاں سرِ ہر مژہ پر لختِ جگر آتا ہے

کام جس جا نکرے وہم بلا ایک ہمکو | وہ تصور میں نظر آنکھوں پھر آتا ہے

محو نظارہ ایک عالم ہے تیرا صبح و مسا | نہ فقط دیکھنے کو شمس و قمر آتا ہے

زندگی اپنی کوئی دم کی ہے اب مثلِ حباب | جلد آ بہرِ عبادت تو اگر آتا ہے

ہمتو ہیں کشتۂ شمشیرِ نگہ اُس کے ولاؔ

کیسے وہ باندھے ہوئے آج کمر آتا ہے

کبھی جو خواب میں بیدار بخت آتا ہے | خیال میں نہ میرے تاج و تخت آتا ہے

طپش کی دل نے یہاں تک کہ چشم سے میرے | بجائے اشک جگر لخت لخت آتا ہے

جگر سرا ہی پئے میرا کہ میں اٹھاتا ہوں | زباں پہ تیرے سخن جو کرخت آتا ہے

مجھے نہ سائے سے ای سرو قد کر اپنے دور | نہیں اُٹھاتے جو زیرِ درخت آتا ہے

قبائے اطلسِ گلرنگ سے نہو کیوں چاک | وہ آج پہنے ہوئے ایسا رخت آتا ہے

علی کا نام ہے حلّالِ مشکلات ولاؔ

زباں پہ گذرے ہے جب کارِ سخت آتا ہے

نہیں اشک ظالم یہہ خونِ جگر ہے | نہ آنسو سمجھ یہ بلکہ نورِ نظر ہے

تری یاد

101

تیرے یاد میں جو کہ شام و سحر ہے — مطلع ثانی — تجھے بھی ستمگر کچھ اسکی خبر ہے

مطلع ثالث

تصور میں میرے تو آٹھوں پہر ہے — جدھر دیکھتا ہوں تو ہی جلوہ گر ہے

میں احوال دل کیا کہوں تجھے پیارے — تیرے یاد میں روز و شب نوحہ گر ہے

تیری زلف کی لہر وہ قہر ظالم — کہ افعی جسے دیکھ مانگ حذر ہے

کرے کیا وہ شہد و شکر کو پیارے — کہ بوسہ تیرا جسکو شہد و شکر ہے

جفاؤں سے ہردم کے باز آ ستمگر — خدا کا تجھے بھی خوف و خطر ہے

کروں کیوں کہ دلجوئی اسکی میں یارو — نہ کوئی ہنر مجھ میں نہ زور و زر ہے

غرض جسکو سمجھا ہوں تیرے ظالم
کر احوال عاشق پہ یک سی نظر ہے

کر آباد فیض قدم سے تو اپنے
ولا کے جو دلکا یہ اجڑا نگر ہے

تپاک دلکو زبس آہِ آتشیں سے ہے — جہاں میں سوز میرے نالۂ حزیں سے ہے

مطلع ثانی

نہ آشتی سے کسیکے غرض نہ کیں سے ہے — مجھے تو کام اُسی اپنے نازنیں سے ہے

گرفتہ گی وہ ہی جانے ہے دلکی اے ناصح — کہ جسکو کام تیرا زلفِ عنبریں سے ہے

نہ قتل سے میرے منکر ہو اب تلک ظالم — نشانِ خوں تیرے دامان و آستیں سے ہے

پیارے روزِ ازل سے یہ بندگی کا تیرے — نمایاں داغِ غلامی میری جبیں سے ہے

ولا کے بیکسی پر رحم کر کہ تیرے سوا — اُمید اسکو نہ ہمدم نہ ہمنشیں سے ہے

دلکا میرے ای لالہ رخاں حال زبوں ہے — سر تا بقدم داغ ہے اور غرق بخوں ہے

خنجر ہے مژہ تیغ نگہ غمزہ ہے جادو — کاکل ہے بلا زلف تیری سحر و فسوں ہے

بے تابیئے دل نے تو کیا اتنا ہی مضطر — نے خواب و خور اُس بن مجھے نہ صبر و سکوں ہے

گلشنمیں بھی شور و فغاں کرتی ہے بلبل — ہے جوش و خروش اندنوں اور تازہ جنوں ہے

تو پھر شگوں باندھنے فتراک سے ظالم — گر صید یہہ لاغر ہے وگر زشت زبوں ہے

پھڑکے ہے دل بازو تو لیہ کے ہے وو ہیں آنکھ
گر آن ملے یار تو اچھا یہہ شگوں ہے

حسن پر ای ماہ رو کیوں اِسقدر مغرور ہے — گو سراسر مہر ساں تیرا رخِ پرنور ہے

کیا مشبک ہے جگر جو ہر جگہہ ناسور ہے — مطلع ثانی — نیشِ مژگاں نے تو سینہ خانۂ زنبور ہے

خنجرِ مژگاں سے کسکی اِسقدر گھایل ہے دل — نیم بسمل جان بلب لاچار ہے مجبور ہے

عشقمیں اُس شعلہ خو کی بسکہ جلتا ہے مدام — داغ ہر سینہ کا روشن مثلِ شمعِ طور ہے

ہر لہو کی بوند سے نکلے انا الحق کی صدا — ہر سرِ دار رِ مژہ پر لخت منصور ہے

تو ہی منصف ہو بھلا دلمیں ذرا خانہ خراب — کسکی یہہ سنگ جفا سے شیشۂ دل چور ہے

بات تو یوں ہر کسو کی وہ سُنے ہے ہمنشیں — دردِ دل لیکن سُنے میرا تو کیا مذکور ہے

بارِ احساں سے زباں قاصر ہے اپنی گو کہ یار — ہر تنِ مو شکر نعمت میں تیرا مشکور ہے

مثل مجنوں

مثلِ مجنوں کیوں نحیف و زار ہی سچ کہہ ولا   عشقمیں کس لیلی وش کے اِسقدر رنجور ہی

ہی تصور اسکا پس چشم دلمیں یاد ہی

ہی تصور اُسکا پس چشم دلمیں یاد ہی   دیدہ ہی راحت میں اُسسے اور خاطر شاد ہی

اُسکے کوچہ میں بھی رہتی ہی عجب ازدھوم دھام   شور و غوغا ہی سدا اور نالہ و فریاد ہی

کچھ نہیں ہوتی ہی آہ و نالہ کی تاثیر آہ   اُن بتونکا دل ہی یارب یا کہ یہہ فولاد ہی

طائرِ بے بال و پر ہی مت رہا کیجو اِسے   اب وبال اِسکو قفس سے چھوڑنا صیاد ہی

کل کہا مینے کہ ہم میں تم میں کیا کیا وعدہ تھے   کوئی بھی اُنمیں سے تمکو میرے صاحب یاد ہی

خیر وہ گذری سو گذری سچ کہو بہرِ خدا   حقمیں اب بندہ کے اپنے آگے کیا ارشاد ہی

ناز سے کہنے لگا ہیں کیسا وعدہ تم ہو کون   کہنے کے صدقے ہی یہہ بھی آپکا ایجاد ہی

دیکھہ کر تصویر اُسکی نقش یہہ دلپر ہوا   صنعِ خالق ہی نہ کارِ مانیِ بہزاد ہی

سب سے رُخصت ہی ولا کہہ دیجو اپنا سلام

بات کی فرصت نہیں سرپر کھڑا جلاّد ہی

بلا ہی زلف نگہہ قہر چشم آفت ہی   نہ میری جان یہہ قامت فقط قیامت ہی

کیا ہی حق نے تجھے خلق عزت گلُذار   کہ دیکھہ کر تجھے گلُذار کو خجالت ہی

بنفشہ سنبل و گل خط و زلف عارض ہی   ہی چشم نرگس شہلا و سرو قامت ہی

پنوچهہ عاشق دلخستہ کا تو حال خراب — تیرے بغیر عجب اُسکی آج حالت ہی

مزا نہیں ہی جو یوں گالیاں میاں دو تم — بغیر بولہ کے دشنام بے حلاوت ہی

جلاوے مردے کو ٹھوکرسے وہ مسیح مرا — کہو یہہ اُسکو بھی اعجاز یا کرامت ہی

رہے گی دیکھیئے باہم یہہ کب تلک صحبت — اُدھر عتاب ہی ہر دم ادھر سماجت ہی

ولا نہ کیوں کہ ہو دیوانہ اُس پریرو کا

ادا و ناز و کرشمہ ہی اور اشارت ہی

عالم دیرہی یہاں نالہ نہیں نہ آہ ہی — بسمل ایک نگاہ ہوں آہ عجب نگاہ ہی

خبر رخ دوست دیکھو کھولے مژہ کو چشم تو — اُسکے سوا نکیجیو مد نظر گناہ ہی

فرض کیا کہ خضر ساں ہوئی پڑی اپنی زندگی — جب کہ نہو وے تو ہی یار عمر تو وہ تباہ ہی

کسسے کہوں میں درد دل دمبدم اپنا الحذا — ہجر میں اُسکی ہر زماں نالہ و رشک و آہ ہی

ہاتھ اُٹھاکے نت دعا مانگے ہی سحر ولا

عرض کرے یہہ تجھسے کیا ہاتھ تیرے تباہ ہی

کہاں یہہ حسن سدا اور کہاں جوانی ہی — نکر غرور پیارے یہہ جائے فانی ہی

جو بندہ خانہ میں کیجیے کبھی قدم رنجہ — تو عین بندہ نوازی ہی مہربانی ہی

وفا کا وعدہ کیا ہی میاں رکھو آپ یاد — کہ ہمکو بات تمہاری یہہ ازمانی ہی

رکھ جا ملی

رکھی جہانمیں نسبت مست خدا تجھے گلرو — وگرنہ پھر تو کہاں اپنی زندگانی ہی

تیرے رضا پہ ہی راضی کجان و دل اپنو

دلنے بات تیری ہر طرح سے مانی ہی

از بسکہ اب جہانمیں الفت نہیں رہی — باہم کسو ہی دلمیں محبت نہیں رہی

ظاہر میں گو کرے ہے تملق تو کیا ہوا — اگلی سی اب تو تجمیں مروت نہیں رہی

صد شکر اب جہانسے میں سیر ہو گیا — حرص و ہوا کی کچھ مجھے حسرت نہیں رہی

مانند آئینہ کی مصفا ہے دل مرا — ہرگز کسی طرح کی کدورت نہیں رہی

ولہ کیا پوچھتا ہے حال دل خستہ

کچھ اندنوں میں اُسکی وہ صورت نہیں رہی

صورت دِکھا کہ اب نہیں تابِ فراق ہی — اِس چشم منتظر کو تیرا اشتیاق ہی

پھرتے ہیں ڈھونڈھتے تجھے تیری گلی میں ہم — مِلتا نہیں ہے تو یہ عجب اتفاق ہی

مِلنے کو دوستونکا نہ یکبار قطع کر — عادت کا ترک کرنا دلیلِ نفاق ہی

پوجو نہ سنگ و خشت کو اے شیخ و برہمن — جائے سجود اُس زخم ابرو کا طاق ہی

غیروں سے مختلِط ہو شب و روز مری جان — مِلنا مگر ہمارا ہی ایک تمکو شاق ہی

اک برگ گل پہ دانۂ شبنم ہی اے ولہ — اُس مہ لقا کے لب پہ جو دُرِّ بلاق ہی

کس دام کا ایدل تو گرفتار بلا ہی — کس کے لئے اتنا تجھے افغان و بکا ہی

مطلع ثانی ساقی ہی مے و جام ہی کیا ابر ہوا ہی — ہو جاوے ہم آغوش وہ گلرو تو مزا ہی

مطلع ثالث نالاں نہو تجھ جور کا جو اہل وفا ہی — سمجھا کہ وفا ہی نہ غم جور و جفا ہی

کرتا ہی ترا جب سے نظر آیا ہی ہر پیرو — منہہ تو ہی طرف قبلہ کے اور دست دعا ہی

کب پنجۂ مرجاں ترے رنگینی کو پہنچے — بے رنگ کف پا کو تیری دیکھ حنا ہی

گذرا نہ زباں پر کبھی افسوس میرا نام — تا روز جزا مجکو یہی اسنے گلا ہی

پہنسیو نہ کبھی زلف کے تو دام میں ایدل — کہتے ہیں اسے قہر وہ آفت ہی بلا ہی

رنجور جو کوئی ہووے تب دوری سے ناصح — جز خون جگر آہ نہ پھر اسکی دوا ہی

جز آرزوئے وصل نہیں مد نظر کچھ
اسکا نہ لوا اور تمنائے ولا ہی

جلوہ تیرا ہر شے میں درخشندہ نما ہی — شہرہ تیری خوبی کا سمک تا بسما ہی

مطلع ثانی مت پوچھ کہ کیا حال دل خستہ ولا ہی — راضی ہی اسیمیں تیری جسمیں کہ رضا ہی

آشفتہ گئی حال نکچھ پوچھ تو ناصح — بس نام پہ اسکے تو دل و جاں ہی فدا ہی

بیہوش تجلی سے ترے کیوں نہو موسیٰ — ہر دیدۂ بینا کا تو ہی نور ضیا ہی

نے مہر نہ وہ ماہ نہ ہی یوسف کنعاں — ہر رنگ میں شامل ہوا اور سب سے جدا ہی

کونین

کونہیں اسنہ پاوے تیری ولعت کی سمائی	اور ولعت دلیں تو سماجائیو کیا ہی

تو ہی وو گلِ رومۂ صد باغ جہاں کا	قربان تیری بو پہ نسیم اور صبا ہی

کیا دردِ دل اب تجسے کہیں آہ مسیحا	جز شربت دیدار نہیں جسکی دوا ہی

عاشق بدل وجاں ہی ولا روز ازل سے
کیا نام خدا اُسنے تو یہہ عشق کیا ہی

والہ تیرا تجپہ مُبتلا ہی	سو جانسے بجان و دل فدا ہی

کیا قہر ہی اُسکی زلف ناگن	جیتا نہ بچا جسے دسا ہی

شعلہ کہوں اُسکو یا بہبوکا	وو قہر ہی آفت و بلا ہی

کہنا میرا سب عبث عبث ہی	جو آپ کہیں وو ہی بجا ہی

سن دردِ دل اُسکا گوش دل سے	مسکیں و غریب و بینوا ہی

ظالم نہ ستا کسیکو ناحق	ہر فعل کی آخر ایک جزا ہی

رنجیدہ کسی ہی دل کا کرنا	کس ملت و دین میں روا ہی

ای جاں ہزار جاں گر ہو
تجپر سے ولا تیرا فدا ہی

کیا جور و ستم ہای کیا جفا ہی	تسپر بھی یہہ دل میرا فدا ہی

جو کچھہ کہوں اُسکو میں بجا ہے — آفت ہے غضب ہے وہ بلا ہے
کوئی نہیں درد کا کسو کے — وہ جانے جو کوئی مبتلا ہے
جسطرح کٹتے ہیں تیرے غم میں — آگاہ تو اُسکا پھر خدا ہے
شکوہ نہیں اب ذرا کسی سے — قسمت ہی کا اپنے یہہ بدا ہے
تاثیر نہ کی کچھہ اُسکے دلمیں — یہہ نالہ کمال نارسا ہے

کر رحم کی تک نظر ولا پر
تو عقدہ کشائے کار رہا ہے

داغوں سے تیرے بسکہ یہہ دل لالہ زار ہے — یہاں شعلہ جو اُٹھے ہی سو رنگ بہار ہے
حیرت سے آستاں پر اپنے مجھے سدا — مانند آینہ کی تیرا انتظار ہے
نہ وعدہ وفا نہ مروت نہ التفات — ای بیوفا کہیں بھی تیرے جیسی پیار ہی
کس پاس جاکے حالِ دل اپنا بیاں کروں — نہ مہرباں نہ دوست نہ ہمدم نہ یار ہی

پروا کسی کی رکھہ نہ تو زنہار ای ولا
کیا غم ہے اُسکو جسکا کہ پروردگار ہی

گہے رموز و گہہ ایما و گہہ اشارا ہی — غرض ادائے تیری ہر طرح سے مارا ہی
تیرا ہی دیدہ و دلکو خیال ہے ہردم — تیری ہی مجکو عنایت کا اب سہارا ہے

ہرگہ تم ہو

گہے ستم ہی گہے جور گہہ جفائے فراق
میں دیکھا سنگدلی میں تو سنگ خارا ہی

شکیب و تاب و تواں دلکا اُٹھ گیا یکبار
یہہ کسنے دلکا میرے اب نگر اجاڑا ہی

نہ کیجے ستم و جور اسقدر اُس پر
کہ ہر طرح سے میاں اب ولا تمھارا ہی

قامت کا تیرے انداز غضب چلنے کی لٹک پھر ویسی ہی
آفت ہی تیری ہر ایک ادا عارض کی جھلک پھر ویسی ہی

دل لیتا ہی کس طرح میرا وہ شوخ ابھی یہ موہن جال ہی
گہہ عشوہ ہی گہہ ناز و ادا اینٹھے کی چمک پھر ویسی ہی

کیا دام بلا ہی زلف تیری جو مرغ دل وہاں تڑپے
ایک آفت جاں ہی یہہ خال تیرا بالے کی لٹک پھر ویسی ہی

گہہ مہر و وفا گہہ جور و جفا گہہ شرم و حیا گہہ ناز و ادا
ہر باتیں یہہ انداز تیرا آنکھونکی مٹک پھر ویسی ہی

قربان ہو نکیوں کر دیدہ و دل اور جان ولا تجپر اے صنم
چہرے کی دمک ایسی ہی ستم مہندی کی کفک پھر ویسی ہی

از بسکہ مصر غم میں یہہ دل بیقرار ہی
یعقوب وار منتظر بوئے یار ہی

پیوستہ جیسے پنجۂ مرجاں ہو آب میں
رنگیں یوں خون سے اب مژہ اشکبار ہی

ہرگز نہ سن سخن کو تو اُسکے سُنا نہیں
اغیار کی تو آنکھ میں پھر گل بھی خار ہی

مانند لالہ آتش غم سے ہوا داغدار
عاشق کے واسطے یہی باغ و بہار ہی

وجہہ ملال و موجب شادی نکچھ تو پوچھ
ہمدم اُسیکے ہاتھ میرا اختیار ہی

یارو نہیں ہی مجکو تو معلوم اَبتلک — کس خنجرِ مژہ کا یہ میرا دل فگار ہی
مُنکر ہنو تو قتل سے میرے کہ اَبتلک — آغشتہ خون سے تیرا یہہ دست و کنار ہی
دستِ دُعا اُٹھائیو ٹک بہرِ مغفرت — قاتل تیرے شہید کا آخر مزار ہی
تربت پہ عکس جب سے پڑا تیری مہر کا
خاکِ ولا کا ذرہ ہر ایک مہر وار ہی

صورت یہہ مہ جبینوں میں اُسکی بنی ہوئی — قرباں جسکو دیکھکے حور و پری ہوئی
ہی خون یہہ شہیدونکا رنگِ حنا نہیں — مہندی جو دست و پا میں ہی تیرے رچی ہوئی
ہمخواب کِسکی سیج پہ تھے رات کو کہو — پوشاک جو تمھاری ہی پھولوں بسی ہوئی
بن ٹھن گئے تھے آپ کہاں سچ بتائیے — سج دھج ہی تمھاری آج نہایت بنی ہوئی
گر شب کسو کے ساتھ نہیں کی ہی مُنت — کیوں جا بجا سے چولی ہی تیری مسی ہوئی
آوے نہ کوئی بات وہاں راس پھر کبھی — جب درمیاں میں پیارے کسو سے کجی ہوئی
تیغ و سپر کو آکے جو کھڑکاتے ہو کہو — کِسپر کمر ہی آپ کی اِس دم کسی ہوئی
سر پر تیرے ہی خون کسی عاشق کا ہو آچرا — پگڑ نہ سُرخ سر پہ تیرے ہی بندھی ہوئی
ایکبار کی پلا دیجے تا کہ مست ہوں — جو کچھ کہ مے ہی شیشہ میں ساقی بچی ہوئی
اُلفت کو اُسکے چھوڑوں میں کسطرح اے ولا — چھٹتی نہیں ہی آنکھ یہہ کافر لگی ہوئی

حرف

تھے جو کشتوں کے تیرے لخت جگر سوکھے ہوئے
تیر کے پیکان نکلے سر بسر سوکھے ہوئے

گر کروں میں گریہ جا کر باغ میں ہنگام دے
کیا عجب پھر سبز ہو جاویں شجر سوکھے ہوئے

کس کے تیر ناز کا بسمل ہوا ہے مرغ دل
ہو گئے لہو میں تر جو بال و پر سوکھے ہوئے

ہر رگ و پے سے نکلتی ہے مرے آواز درد
مثل نے جو استخواں ہیں سر بسر سوکھے ہوئے

قتل سے میرے نہ منکر ہو کہ ظالم ابتلک
بھر رہے ہیں خون سے دیوار و در سوکھے ہوئے

آگئے رندوں کی محفل میں جو ناگہ شیخ جی
ہو گئے اب مے سے کپڑے تر بتر سوکھے ہوئے

عشق میں لیلی وشوں کے تم پہ کیا گذرا ولا
ہم کو تم مجنوں نمط آئے نظر سوکھے ہوئے

جاتے ہیں بزم سے تیری کیا دل مایوس لئے
کوئی اس یاس میں کس طرح سے افسوس جیئے

کیوں خمار آنکھوں میں ہے باتیں کیوں بہکی ہیں تو
مے نہیں آتا جو اے آفت ناموس پیئے

دل گم گشتہ کا پایا نہ کسی ڈھب سے سراغ
اب تئیں اس پہ بہت ہم نے تو جاسوس کئے

ہے غلط سینہ میرا صفحۂ طاؤسی سے
تو نے یہہ داغ اب اے غیرت طاؤس دیئے

دھجیاں کیسی گریباں کی کروں اسکے ولا
آگے ہی تنگ جیب میرا ناصح سالوس سیئے

کبھی داغ سینہ جو آگئے یوں ہی گلستاں میں ہم آگئے
تو جگر کے سوز سے باغ میں وہیں آگ جیسے لگا گئے

نہ تو بد تھے جنکو قرار ہے نہ اُٹھے ہی دلکو نکیب ہی
نہیں کچھ خبر کہ یہہ آپ کیا مجھے آکے روک لگا گئے

لیا چین صبر و قرار سب وہ دکھا کے چہرہ آتشیں
شب وصل مین بھی تم اسطرح میرے دلکو آکے جلا گئے

کوئی کیا کسی سے زمانے میں رکھے چشم مہر و وفا کہ وہ
کبھی قبر پر بھی نہ ایکدن میرے آکے ہاتھ اُٹھا گئے

کبھی ذکر لیلی و قیس کر کبھی کہہ کے قصہ کوہکن
غرض اپنی حالت درد دل تمھیں ہر طرح سے سنا گئے

شب و روز کوچے میں آپکی رہا صرف آہ و فغاں میں
ولے ایکدن بھی نہ بام تک میرا نالہ سنکے تم آ گئے

کئی بار ہمتو خیال میں یوں ہیں اُنکے لوگ ای ولا
پہ وہ خواب میں بھی نہ آنکر ہمیں صورت اپنی دکھا گئے

دامن سے تیرے ای خور تاباں لگی ہوئے
پھرتے ہیں ہم بھی سایہ صفت یہاں لگے ہوئے

یہاں انتظار آئینہ رو یا نہیں صبح تک
در سے رہے ہیں دیدہ حیراں لگے ہوئے

مجنوں تیرا پھرے ہی تو آتے ہیں اُنس سے
دامن سے چند خار بیاباں لگے ہوئے

بے قد یار نخل سے ماتم کے کم نہیں
ہیں سرو یہہ جو طرف گلستاں لگے ہوئے

مژگاں چشم آبلہ ہیں ای ولا نہیں
پائے تھی میں خار مغیلاں لگے ہوئے

بعد مدت کے تم نظر آئے
سمجھ کہو تھے کہاں کدھر آئے

بیوفائی تمہاری کیا ہو بیان
نہ کبھی تم تو اپنے گھر آئے

دربت

زیست اُسکی ہو کیوں کہ تبلاؤ — اشک کی جا جہاں جگر آئے

آ ہیئے جلد ورنہ کیا حاصل — بعد مرنے کے تم اگر آئے

ہووے ہی کچھ نکچھ تسلیٔ دل — نامہ بر آئے یا خبر آئے

سنتے ہی نام تیرا ای پیارے — اشک آنکھوں میں اپنی بھر آئے

ہے دعا یہہ جناب باری میں — کہ مراد اپنے دل کی بر آئے

خلد ہے اُسکو تو اے کہیں فردوس — ڈھونڈھ کر ہم جہاں کو بھر آئے

ای دلا آپ اُسکی محفلمیں
تھوڑے روز دنمیں کیسے در آئے

تا چند یوں ہی چشم میری غمسے بھر آوے — آنسو کی جگہہ سینہ سے لخت جگر آوے

مطلع ثانی

ہو عید مرے دلکو جو وہ جلوہ گر آوے — مانند مہ نو جو لب بام پر آوے

مطلع ثالث

یہہ دلکی تمنا ہے وہ گلرو نظر آوے — یارب یہہ کبھی تو گل امید بر آوے

خاطر پہ گراں ہو گئے ہم تیری اُسک ہو — ہے حوصلہ اسکا جو ترے دیس در آوے

انداز خیال اپنا گذر جائے وہاں تک — جسجا نہ فرشتے کا نظر بال و پر آوے

جو آوے ہے لب پر وہی کہتا ہے ایدل — کیا منہ ہے کسو کا جو کوئی اُسکے بر آوے

بتیا بیٹھے دلکا میں بیاں کیا کروں قاصد — جب چین ترے دلکو جو اسکی خبر آوے

پھڑکے ہی میری آنکھہ تو دل دے ہی گواہی
اچھّا یہہ شگون ہی جو وہ شام سحر آوے

گم ہووے وہیں سوختہ کی دلکی یہہ ہی نقش
طالع کی مدد سے جو نکل گل لبر آوے

عاجز ہی کیا سخت مجھے بے ہنری نے
محتاج نہو وے جسے کچھہ بھی ہنر آوے

ہرگز نہو نومید ولا در سے تو اُسکے
حاصل گل اُمید ہو مقصود بر آوے

اب سیکڑوں دل ہیں کے گرفتار تمھارے
جو چاہو کرو ہیں یہہ گنہگار تمھارے

بگڑو ہو ہر ایک بات پہ جا جا کہ ہر ایک سے
کچھہ اِندنوں بیطور رہیں اطوار تمھارے

جو قول و قسم وصل کے ہوتے تھے شب و روز
کیا ہو گئی وہ وعدہ و اِقرار تمھارے

اب بات بھی کرنے کی نہیں ملتی فرصت
رہتے ہیں سدا ساتھہ ہی اغیار تمھارے

ہو مختلط ہر ایک سے ای گلشن خوبی
آنکھو مَیں ہمیں ہیں کے مگر خار تمھارے

آفاق ہی جلوے سے ترے حسن کے روشن
یہہ رنگ مہ و مہر ہیں رخسار تمھارے

کہتے تھے سدا تمسے کہ باز آؤ نہ مانا
بس آئے نہ ای یار یہہ پندار تمھارے

ہو کونسے بازار میں مثل دُرِ مکنوں
پھرتے ہیں ہر ایک جا پہ خریدار تمھارے

جو چاہو کرو یاد بُرا اتنا رہے تمکو
آتے نہیں خوش ہمکو یہہ اِنکار تمھارے

کچھہ تیرے ولا زادہ طبع اپنے لئے دم
جی چاہتا ہی سُنئے کو اشعار تمھارے

جلیمی

جگمیں تیرا ظہور ہی پیارے ۔ دید تیری ضرور ہی پیارے

میرے چھاتی سے آکے تو لگ جا ۔ دلکو تجھسے سرور ہی پیارے

گر ہو نزدیک تو لپٹ جاؤں ۔ کیا کروں تجھسے دور ہی پیارے

ہای جو روشنی مہ چار دہم ہاہا ۔ یہہ تیرے منہہ کا نور ہی پیارے

دیکھکر تجکو ہو بتاں حیران ہاہا ۔ تو پری ہی کہ حور ہی پیارے

نہیں لاتے کسو کو خاطر میں ہاہا ۔ حسن کا یہہ غرور ہی پیارے

کیا بیاں کیجیے قصور تیرا ہاہا ۔ محض اپنا قصور ہی پیارے

تیرا قامت عجب قیامت ہی ۔ جسے شور نشور ہی پیارے

تیرے سنگ جفا سے شیشۂ دل ہاہا ۔ دیکھہ اگر کہ چور ہی پیارے

یہہ جو ہیں تیرے ساتھ سب الہیں ۔ تو ہی صاحب شعور ہی پیارے

جی میں آوے جو کچھہ سو فرماؤ

اب ولا بھی حضور ہی پیارے

دل میں لگی ہی تیر سا نالۂ جاں خراش سے ۔ کیوں کر نہ خون ٹپکے اب سینۂ پاش پاش سے

بسکہ موا ہی کہاکے وہ زخم نہاں عشقکو ۔ کیوں کہ تیرے شہید کے پائے نشان لاش سے

آفت تازہ سے دو چار رہتے ہیں یہاں مدام ۔ کہنہ سرائے دہر کی تنگ ہیں بود و باش سے

ہو کے گدا خستہ موا ہجر میں تیرے یہاں تلک　　پائے نہ استخواں کو میرے ہما تلاش سے

دل سے لگا جگر تلک آہ تمام چھن گیا　　جب سے ترا معاملہ غمزۂ دل خراش سے

ترک لباس کر کے یار جب سے فقیر ومیں بنا　　سمجھے پلاس ہی کو خواب بادلہ اور ناش سے

یا شہِ کربلا اسے لیجیے اب وہیں بلا

سخت تنگ ہے دلا ہند کی بود و باش سے

ناحق ہمیں کرتا ہے تو بدنام کسی سے　　رکھتے نہیں ہم تیرے سوا کام کسی سے

کہتا ہوں یہی دیکھ تیرے آنکھ کے پھرنے　　یارب نہ پھری گردش ایام کسی سے

مشتاق ہے عالم تیرے نظارہ کا مہوش　　کوئی بات تو سن آ کے لب بام کسی سے

منصف ہو تو ہی دل میں کہ پھر چین ہو کیوں کر　　مشغول جب اپنا ہو دلارام کسی سے

منکر ہو عبث ہم سے کہ معلوم ہمیں ہے　　رہتا ہے سدا آپ کا پیغام کسی سے

رہتے ہو تو ہو تم بزم میں غیروں کی ہمیشہ　　پر مجکو یہہ ڈر ہے نہ ہو بدنام کسی سے

یہہ شومئ طالع کی ہے خوبی کہ کسی دن　　پایا نہ دلا خلق میں آرام کسی سے

تب ہو تجھے معلوم مری قدر ای ظالم　　اسطرح اگر تجکو پڑے کام کسی سے

سنتا ہے دلا دیوے ہے وہ سیکڑوں دشنام

مانگا ہے اگر بوسہ بھی ہم وام کسی سے

نالم ابرین

بھرے رہتے ہیں چشم و دل لہو سے
کسے مطلب مے و جام و سبو سے

رہے خندان خوشی سے نت جو اکبار
لب زخم جگر وہ تیغ چو سے

تحمل کر نہ لگ چل اُس سے ہر دم
دلا واقف نہیں تو اُسکی خو سے

نہ منکر قتل سے میرے ہو ظالم
کہ تیری آستیں تر ہے لہو سے

نہیں اس زخم دلکو روئے بہبود
بھلا کیا ہووے مرہم اور رفو سے

ولا جب تک کہ اپنا دم قدم ہے
نہ باز آوینگے اُسکی جستجو سے

سرسبز ہوا ہے باغ جہاں یہ اُسکی زنگاری رنگی سے
جو بسکہ بری آتا ہے نظر ہر رنگمیں نیرنگی سے

دُنبالہ کہوں ہیں سُرمہ کا یا تیر ہے یا برچھی کی انی
دل چھین کے میرا لے ہی گیا وہ دُزد نگہ سرہنگی سے

ہے نرگس شہلا سحر بھری افسون سے خالی چشم تیری
اور خال سیہ کا فر و بلا ڈرتا ہی نہیں ہے زنگی سے

شمشیر سپر کرتا کاکے سدا ہر ایک سے کرنا بانکہ پنا
ہو عہدہ برا کوئی کیوں کہ تیرا ہر روز کی خانہ جنگی سے

نے صبر و شکیب و تاب و تواں نے اپنے حواس خمسہ ہیں
اے غنچہ دہن حیراں ہے یہ اہل ظرف کی اپنی تنگی سے

نے زیست کی کچھ شادی ہے یہاں نہ مرگ کا غم رکھتے ہیں میاں
دہمکاتے ہیں کسکو آپ یہاں ایسی اپنے عولہ دبنگی سے

کیا فرد و رباعی اور غزل جب لہر میں اپنی پھرتے ہو
بھاتی ہے تمھاری ہمکو صدا بے ساختہ جوش آہنگی سے

حیراں نہ فقط ہے آج لا کچھ تیری شعبدہ بازی پر
لے جن و بشر تا حور و پری عاجز ہیں تیری نیرنگی سے

رنج پاتا ہی رہا ہیں اسد دل ناکام سے
چین کہتے ہیں کسے واقف نہیں آرام سے

سمجھ بتاؤ رونق افزا تھے کہاں ای مہ جبیں
میں تمہارا منتظر بیٹھا ہوا ہوں شام سے

ق

کیا لکھوں میں حال دِل اپنا کہ وہ تو بے وفا
نہیں خبر رکھتا کسو کے نامہ و پیغام سے

سنکے وہ قاصد سے میرا نام یہہ کہنے لگا
یار اصلا میں تو واقف ہی نہیں اِس نام سے

درد فرقت سے ترا عاشق تو اب ہے جاں بلب
کوئی کہے جا کر کے اِتنا یارو اُس گلفام سے

نے مجھے شکوہ کسو سے نے کسیکو اِسمیں دوس
ہے گِلا مجھکو تو اپنے بخت نافرجام سے

کیا خوشی کا بیاں اُسکی کروں تجسے
بات کا تو ذِکر کیا واقف نہیں دشنام سے

ولہ

نے جام کی ہوا ہے نہ مے کی ہوس مجھے
یک گردش اُسکی چشم کی ساقی ہے بس مجھے

مطلع

ہووے جو اُسکا پاؤں تلک دسترس مجھے
آنکھوں ملنے تلووں سے ہے یہہ ہوس مجھے

نالاں رہے ہے یاد میں کِسکے دِل حزیں
جو چیں یک نفسی نہیں مِثل جرس مجھے

مالوف اُس مژہ سے زبس ہے مرا جنوں
نشتر کی پشتر ہی طلب ہر برس مجھے

اُس گل سے کیوں کہ مجھکو میسر ہو اختلاط
نزدیک اپنے سمجھے ہے وہ خار و خس مجھے

ہوں نزع میں نہ پوچھ مرا حال ای مسیح
فرصت نہیں ہے بات کی اب یکنفس مجھے

مانع نہو جو کوئی جیسے جانے سے یار کے
معذور رکھیو بہر خدا ای عسس مجھے

معلوم

معلوم یہہ کہ اُسنے میسر ہلوا یہ بات — آوے نظر جو دور سے پیتا ہی ہی بس مجھے

جا کر چمن کے بیچ میں اب کیا کروں وِلا

اُس بِن لگے ہی سایۂ گلبن قفس مجھے

مرضِ عشق نے از بس کیا بیمار مجھے — سر کو بالین سے اُٹھانا ہوا دشوار مجھے

نزع میں گرچہ ہوں ہمدم بہ افاقہ ہو جائے — آکے دِکھلاوے جو وہ آخری دیدار مجھے

جو کہ رہتا ہی سدا نام سے میرے بیزار — اُسکی اُلفت نے کیا خلق سے بیزار مجھے

کیا کہوں یارو کہ اُس شوخِ ستمگار نے آہ — کر دیا خنجرِ مژگاں سے دلِ افگار مجھے

کہنے کو مان لے اب جور و جفا سے باز آ — نہ ستا روز و شب اتنا بھی جفا کار مجھے

اِس زمیں میں تو وِلا ایک غزل اور بھی کہہ

کیوں کہ یک لخت خوش آئے تیرے اشعار مجھے

غم دوری سے ہوا اُسکے یہہ آزار مجھے — کہ ہوئی زیست بھی اب اپنی تو دشوار مجھے

اُسکے وہاں ہاتھ میں رہتا ہی سدا آئینہ — ذبح کرتی ہی یہاں حسرتِ دیدار مجھے

سیرِ گلشن نہ تکلیف کر اب ای ہمدم — داغ سینے کے لگے ہیں گُلِ گلزار مجھے

زانوئے غیر پہ سر اُسکا رہی جب سے — سر پٹکنے کو ملا ہی در و دیوار مجھے

آوے جو منہ میں تو فرمائیے پیارے لو بار — لیک صورت تو دِکھا دیجے اکبار مجھے

غمزۂ و ناز و ادا عشوۂ و اندازِ سخن
سبھی بھاتے ہیں ترے دل سے یہ اطوار مجھے

طلب بوسہ میں کہنے لگا سنتا ہے ولا
مگر اتنا بھی عبث اپنے سے بیزار مجھے

کیا ہے غم نے یہاں تک نحیف و زار مجھے
کہ زندگی بھی اب اپنی ہوئی ہے بار مجھے

مطلع ثانی

کوئی تو اُسپہ سے یار وکرو نثار مجھے
نہیں ہے جسکے لئے ایکدم قرار مجھے

ہوا غبار بھی اُس کوکا آہ میں لیکن
ملا نہ رتبۂ خاکِ رہِ نگار مجھے

بسانِ آئینہ آنکھیں کھولی جو رہتی ہیں
رہا ہے آہ پھر کسکا انتظار مجھے

دلِ برشتہ میرا روز و شب بسانِ سپند
رکھے ہے عشق کی آتش میں بیقرار مجھے

نہ طاقت آہ و فغاں کی ہے نے شکیبائی
کیا ہے کسکی نگاہوں نے دل فگار مجھے

غرور و ناز و عتاب و کرشمۂ و انداز
دیا ہے حق نے تجھے عجز و انکسار مجھے

کسیطرح بھی نہیں دلکو چین پڑتا آہ
یہہ کیا روگ لگا یار وا کی بار مجھے

نہ جا تو کہنے پہ اغیار کے سن اے ناداں
سمجھ لے اپنا سدا دل سے خاکسار مجھے

تمام سینہ تو زخموں سے چور ہے میرا
بس اب زیادہ نہ کر غم سے دل فگار مجھے

بیاں میں کیا کروں رنگینیٔ غم اُسکے ولا
کیا ہے داغِ جدائی نے لالہ زار مجھے

کئی تھا

عشق کے جام سے نت حق رکھے مخمور تجھے
عیش و عشرت میں سدا دیکھوں میں مسرور تجھے

مطلع ثانی

رحم مجھ پر نہیں اے بُت مغرور تجھے
زندگانی نہیں شاید مری منظور تجھے

رشک سے کیوں نہ مہ و مہر بھلا ہویں داغ
حسن نے جگمیں کیا ایسا ہی مشہور تجھے

یا نہ ہوتا تھا ذرا پاس سے اکدم بھی جدا
یا کیا گردشِ ایام نے یوں دور تجھے

ہو گیا شیشے کے مانند یہ دل چور وہیں
دیکھ پایا جو ذرا نشے میں کل چور تجھے

کیا ہو کر پاس کبھی اپنے بُلا لے مجکو
حق نے بخشا ہے سبھی طرح کا مقدور تجھے

ش

اکدن اُسکو کہا مینے کہ فرما تو ذرا
حق میں کیا کچھ ہے اس بندے کے منظور تجھے

سُنکے جھنجھلا کے لگا کہنے کہ چل دور بھی ہو
نہیں کچھ اور سوا اسکے تو منظور تجھے

طاقت نالہ و آفغاں نہ رہی آہ ولا
اِسقدر عشق نے کیسا کیا رنجور تجھے

دِل کیوں کہ نہو اُس بُتِ طرار کے صدقے
ہوتے ہیں سبھی وضع طرحدار کے صدقے

گہ چشم گہ ابرو کے گہے چین جبیں کے
گہ خال کے ہوں گاہ میں رُخسار کے صدقے

ایک بوسہ تو لے نہ دے مجھے اپنی لبوں سے
اِنکار نکر میں تیرے اِنکار کے صدقے

سُنبل ہی تیرے طرۂ مشکیں کا فدائی
نرگس ہے تیری نرگسِ بیمار کے صدقے

یہہ قتل کو عاشق کے عجب باندھو باندھا
ہیں ہم تو تیرے چہرۂ گلنار کے صدقے.

بوسہ نہیں دیتا ہے تو دشنام ہیں دے جا — ظالم میں تیرے لعل شکر بار کے صدقے

اِس اشک کے قطرہ کو اثر دے میرے یا رب
تا ہووے وِلا اشک گہربار کے صدقے

سج دہج کے تیرے طرۂ زرنار کے صدقے — اور ہوں میں گُلابی تیری دستار کے صدقے
گہہ غمزہ سے گہہ ناز سے گہہ عشوہ گری سے — دِل لیتا ہے ہر وجہ میں دلدار کے صدقے
مُشتاق ہے دل تجہ لب شیریں کا پیارے — کوئی بات تو کر جا تیری گُفتار کے صدقے
اب قتل کئے جاتا ہے ظالم تو کدھر کو — ٹک دیکھیو پھر کر تیری رفتار کے صدقے
گہہ لایق تحسیں ہوں گہے مورد نفریں — دِلدار کے قُرباں میں دلازار کے صدقے
اِس ابروئے خدار کے تلوار کا مارا — جیتا نہ بچا ایسے میں خونخوار کے صدقے

سرگشتہ وِلا کے نہ کوئی حال کو پوچھو
پھرتا ہے یہہ ہوتا در و دیوار کے صدقے

گہہ زلف کے ہوں گہہ تیرے ابرو کے میں صدقے — ہوں دل سے غرض اب تیرے ہر مو کے میں صدقے
کیا نکہت جاں بخش ہے رکھتی تیری کاکُل — مہکے ہوئی اِس عطر فشاں بو کے میں صدقے
سُنتا ہوں یہی نالۂ بلبل کا میں مضموں — گر بس ہو تو ہوتی رہوں گُلرو کے میں صدقے
ہر شب مجھے گُذرے ہے اِسی شُغل میں ہمدم — شانہ کی طرح ہوتا ہوں گیسو کے میں صدقے

خوش نخو

خوشخو کا تو ہر ایک ولا ہوتا ہی قربان

لیکن یہہ عجب ہی کہ ہوں بد خو کے میں صدقے

ہوتا ہی وہی جو کہ ہو تقدیر کسیکی — کچھ پیش نہیں جاتی ہی تدبیر کسیکی

کس طرح سے وا چشم کروں لعبت چینی پر — آنکھوں میں مرے پھرتی ہی تصویر کسیکی

دشنام ہر ایک بات پہ کیوں دیتے ہو صاحب — ثابت تو کیا کیجیے تقصیر کسیکی

معلوم ہی ہوتی نہیں کچھ وضع رہائی — وہ زلف گرہ گیر ہی زنجیر کسیکی

لیجاتے ہی دل خلق کا وہ ایک سخن سے — یہہ بزم تبانیں نہیں تقریر کسیکی

ہی خاک جنہونکو بہ ز اکسیر ہوس — انکو نہیں درکار ہی اکسیر کسیکی

ٹک دیکھیو شاید کہ ہوا خون ولا کا

آلودہ خون آج ہی شمشیر کسیکی

بیاں کیا ہو سکیں اوصاف اس غارت گر جاں کے — کہ ہوش اڑتے ہوں جسکو دیکھکر گبر و مسلماں کے

نہ تنہا ہمنشیں اس محفل آرا پر فدا ہوں میں — سبھی پروانہ ساں قرباں ہیں اس شمع شبستاں کے

چمن میں گر کبھی دیکھیں مرے اس رنگ گلشن کو — فدا ہوں قمری و بلبل بھی اس سرو خراماں کے

لباں خانہ ہر زنبور سینہ ہو گیا چھن کر — لب معشوق ہوتے ہیں یہہ کسکا تیر مژگاں کے

تنور سینے سے ایسا ہی شعلہ آہ کا اٹھتا — کہ بلبیں جل گئے یک لخت کوکب چرخ گرداں کے

نہ کچھ احوال ابتر ہی فقط اپنا ہی ای ہمدم — ہزاروں دل پریشاں ہینگے اُس زلفِ پریشاں کا

ہیں اُس مطربِ پسر کی کیا کروں تعریف نغمہ کی — کہ جسکو سُنکے وحشی رام ہوتے ہیں بیاباں کے

ہوی دیوانے کی فصلِ گل میں اسقدر شورش — کہ ٹوٹو ہو گئے تکڑے سبھی تارِ گریباں کے

متاعِ ہوش و صبر و طاقت و تابِ تواں ہمسے — لئے جاتے ہیں لوٹے کسطرح یہہ نوجواں بانکے

خبر لے زخمئے سرشار کی اپنے تو اے قاتل — کہ بیتابی نے پھر توڑے ہیں اُسکا زخمکے ٹانکے

غزل ایسی ولا تونے کہی ہے شستہ و رُفتہ

کریں صد آفریں سُنکر جسے شاعر صفاہانکے

چشم و دل طالبِ دیدار ہیں کتنے اِنکے — ایک مدت سے گرفتار ہیں کتنے اِنکے

مطلع ثانی

خوبرویوں میں خریدار ہیں کتنے اِنکے — بندہ و فدوی و غمخوار ہیں کتنے اِنکے

دلکی بیتابی کا اب تمسے بیاں کیا کیجے — تو تمیں چشم یہہ خوں بار ہیں کتنے اِنکے

یہاں جو آئینہ نمط محوِ جمالِ رخِ یار — منتظر دیدۂ بیدار ہیں کتنے اِنکے

وہ جو سُنتے تھے ولا نام کوئی ہے شاعر

کتنے روز ولنے دل افگار رہی کتنے اِنکے

یک بیک ایسی بیوفائی کی — میری جاں کیا ہی آشنائی کی

گر ارادہ نہوتا کاوِشں کا — کرتے کیوں بات کج ادائی کی

لنک

سنگ دل تو کبھی نہ نرم ہوا — ہمنے ہر چند جبہہ سائی کی
ہمکو اغیار سے نہیں شکوہ — اپنی قسمت نے نارسائی کی

ہو چکا حبیب ولا کا کام تمام
آہ نے اسکی تب رہائی کی

اگر زندگی نے ہمارے وفا کی — تو دکھلائیں گے قدرت خدا کی
نہ لایا سر مو اسے میں زباں پر — جو کچھ تمنے ہم پر پیارے جفا کی
ہوا مبتلا عشق میں کسکے اے دل — کدھر گم ہوا آہ کس نے دغا کی
لب لعل تیرا مسیحا ہے لیکن — میری درد دل کی نہ تو نے دوا کی

رہو اپنے محظوظ نت کام دل سے
یہہ حق میں تمہارے دعا ہے ولا کی

تجھسے نتھی امید ہمیں بیوفائی کی — اسطرح تو نے ہمسے یکایک جدائی کی
نالہ گذر گیا مرا دامانِ کوہ سے — لیکن نہ دل میں آپ کے ہرگز رسائی کی
بوئے وفا نہ دیکھی کہیں تجھمیں بیوفا — افسوس ہے کہ تجسے عبث آشنائی کی
غافل نہ رہیئے خوف خدا سے تمام عمر — ہرگز نہ کیجئے بات جو ہو خود نمائی کی
آ در گذر کہے کو ولا کے تو مان لے — پیارے یہہ بات خوب نہیں کج ادائی کی

پاس غیروں کے نہیں کوئی نشانی آپ کی / بس قسم مت کھاؤ ہمنے بات مانی آپ کی

حال دل گر کچھ کہوں کہتا ہی بس بس چپ رہو / سن چکے ہیں لاکھ باری یہہ کہانی آپ کی

کھینچے کو تصویر تیری لیک یہہ حیراں ہوں / کیوں کہ انداز و ادا کھینچے گا مانی آپ کی

بیوفائی یوں جواب کرتے ہو کیوں جی کیا ہوئی / دل لگا لیتے وقت وہ سوگند کھانی آپ کی

رات دن رونا ہمیشہ نوحہ و زاری و غم / حضرت دل یہہ بھی کچھ ہی زندگانی آپ کی

ہم ہوئے صاحب کی خاطر جنیم عالم میں سبک / کم ہوئی لیکن نہ ہمسے سرگرانی آپ کی

کون آتا ہی ادھر کو خیر ہم ہمسے کہو / حضرت دل بطرح ہی شادمانی آپ کی

کیوں محبت کرتے ہو تہمت کرتے ہمکو ربط ہی / مار ڈالے گی ہمیں تو بدگمانی آپ کی

عشق میں لیلی و شیریں کے سو کہہ کر مجنوں ہوئے / ای ولا افسوس ہی یہہ نوجوانی آپ کی

اس گلکدۂ اخرا میں کیا بیٹھکے فن کیجے / بہتر نہیں کچھ اسکے گر فکر سخن کیجے

گلچیں گل لالہ کو مت ہاتھ لگانا تو / منظور ہی اب اسکے بلبل کا کفن کیجے

آتا ہی یہی جی میں مجنوں کیطرح اے دل / جا کر کسو صحرا میں اب اپنا وطن کیجے

وہ چشم سیہ کافر کرتی ہی یہہ کام آخر / لیجاتی ہی اب دلکو کو لاکھ جتن کیجے

منظور یہہ دلمیں ہی اب بزم میں شعرا کے / تیرا ہی ولا سب میں سرسبز سخن کیجے

ادہر بھی بعد مدت کے ذرا رنجہ قدم کیجے
یہہ گھر بھی آپکا ہے بندہ پرور ٹک کرم کیجے

کمر باندھے ہوئے کیوں مستعد ہو قتلِ عاشق پر
یہہ ابرو ہی غضب ہے بس نہ اب تیغا علم کیجے

زباں پر حرفِ شکوہ کا نہ آوے گا کبھی ہرگز
تمہارے جی میں جو آوے سو وہ جور و ستم کیجے

نیاز و عجز ہیں صاحب اگر یکحرفِ شکوہ ہو
برنگِ خامہ تو اپنی زباں کو بس قلم کیجے

بلندی اور پستی رہِ اُلفت کی واقف ہیں
وہاں تلوار کر اُٹھے تو یہاں سر اپنا خم کیجے

نظر وہ رشکِ یوسف گر کبھی آجائے تو ایکا
دلا اُسپر مقرر سورۂ یوسف کا دم کیجے

کبھی دل کھول کر روئیں جو ابکے ابرِ بہار ہم
تو پھر تختہ زمیں کا جا بجا رشکِ ارم کیجے

ہنیں ہے آپکے اے حضرتِ غم عیش سے واقف
تمہارے دلمیں گر رنگ ہے تو پھر باہم قسم کیجے

نہ پوچھیں دیر و کعبہ کو بتو انکو دل میں دیکر جا
ولا دلکو ہی اپنی غیرتِ بیت الصنم کیجے

چلا ہوں لے کے گُل داغِ بتاں زمیں کے تلے
بنے کا قبر میں ایک گلستاں زمیں کے تلے

رہائی ہو اگر اِس قیدِ زیست سے اپنی
تو خوب گذرے بہ امن و امان زمیں کے تلے

مزار پر مرے اُس شعلہ خو کا گر ہو گذر
تو شمع ساں جلے ہر اُستخواں زمیں کے تلے

تو وقت نزع بھی آیا نہ اُسکی بالیں تک
یہہ داغ لے گیا وہ خستہ جاں زمیں کے تلے

جو قبر میری پہ آجاوے وو مسیح ذرا
تو زندہ ہو یہہ تنِ ناتواں زمیں کے تلے

کہیں تک انسے یہہ جنکا ہی آسماں یہ دماغ
ہوئے ہیں تمسے ہزاروں نہاں زمیں کے تلا

سخن یہ ناز کرے اپنے ای ولا کوئی کیا
جہانسے اٹھہ گئے جب قدرداں زمیں کے تلا

رکھو یہہ نعش یوں ہیں خون چکاں زمیں کے تلا
کہ چاہتا ہوں میں رنگیں مکاں زمیں کے تلا

یہہ زلزلے سے اے ہمدم ہمیں ہوا ظاہر
ہے بیقرار کوئی خستہ جاں زمیں کے تلا

سنبھل کے رکھیو قدم خاک پر تنک ای ظالم
کہ سوتے ہیں کئی آسودہ گاں زمیں کے تلا

ہوا یہہ سرو کی روئیدگی سے اب معلوم
ہے گرم آہ کوئی نیم ساں زمیں کے تلا

کیا ہے یہاں تئیں ویراں تو نے عالم کو
کہ جا بسے سبھی اہل جہاں زمیں کے تلا

لوائے قبر نہیں مجکو سوجھتا آرام
ہے اب میرے لئے دارالاماں زمیں کے تلا

ولا کی قبر یہ لکھہ چھوڑنا یہی مصرع
کہ نامراد گیا یہہ جواں زمیں کے تلا

نکرای سرو و گل ابتر پر بلبل دل قمری
اڑے گا خاک ہو ہو کر پر بلبل دل قمری

نجاوے عشق سرو و گل یقیں کیجے ایسے دل پر
اگر جل بل ہو خاکستر پر بلبل دل قمری

چمن میں زیر گلبن ہو گئے ہیں یہاں تلک تو دے
کہ ہر گلگا ہوا بستر پر بلبل دل قمری

وہ سرو ناز گلرو آ چمن میں گر خراماں ہو
فدا اسپر سے ہوا کر پر بلبل دل قمری

تجر

عجب کیا ہے بیضا کی خاصیت کریں پیدا — رکھیں آتش پہ گر یکسر پر بلبل و دل قمری

تو چشم غور سے تک دیکھ اے دل جابجھوٹے کو — کہ ہیں گے رقص میں اکثر پر بلبل و دل قمری

یہہ عالم سرو و گل پر ہے کہ شیدا ہے ہر ایک جانسے — فدا ہوتا ہے ہر ایک پر پر بلبل و دل قمری

کیا پامال کس سرو خراماں نے چمن میں جو — پڑے ہیں خاک میں یکسر پر بلبل و دل قمری

نہو اُس گلبدن سا کوئی دیکھا باغ ہستی میں — فدا ہووے نہ پھر کیوں کر پر بلبل و دل قمری

کسی صیاد نے بسمل کیا اے ولا جاکر
کہ خوں میں سر بسر ہیں تر پر بلبل و دل قمری

کسطرح یار تیرا کوئی تحمل نکرے — بند کی چال بھی طلب ہو تو تامل نکرے

زلف و رخ نے جو کیا اس دل بیمار سے آہ — اے بلبل سے چمن میں گل و سنبل نکرے

اس لئے گل نے گریباں کو کیا اپنے چاک — تا کوئی عیب سیہ روئی بلبل نکرے

ہیں ملنے کا ہی مقسوم سے زیادہ ہرگز — خوار وہ خلق میں ہے جو کہ توکل نکرے

جو کیا جبر ولا نے تیرے غم میں پیارے
ایکدن اے تیرا کوئی تحمل نکرے

اُس شوخ سے اے ناصح دل کیوں کہ مرا توٹے — دیکھا ہی کسی دلکو جو عشق لگا چھوٹے

اے راہ روان بیجو جلد یہ خبر میری — جاتا ہے وہ اب ظالم جبر و دل و دیں لوٹے

تربت پہ مرے یارو گل رکھیو تم آہستہ — ہے شیشۂ دل نازک مت ٹہیس لگا توٹے
وہ قول قسم اسکا دیکھے جو ہیں آخر کو — باتیں ہیں فریبندہ وعدے ہی وہ سب جھوٹے
ہر داغ سے ایک شعلہ اٹھتا ہے ترا ہر دم
سینہ پہ ولا کے اب پھولے ہیں یہ گل بوٹے

تجھ پہ جور روز و شب نگاہ کرے — پھر وہ کب رو بمہر و ماہ کرے
یہ تو کہتا نہیں کوئی اُس سے — دوستی مجھ سے خواہ نخواہ کرے
لیکن اتنا کہے ہی جاؤں گا — آشنا ہے وو ہی جو چاہ کرے
آشنا کہتے ہیں اُسے جکمیں — آشنائی کا جو نباہ کرے
متکلم وو مجھ سے ہو کہ نہ ہو — متبسم ہو یا نگاہ کرے
ہے وو بخشندۂ گنہ گاراں — گو کہ ہر چند کوئی گناہ کرے
راست ہوں کام سب ولا تیرے
یک نگہ گر وو کجکلاہ کرے

موتی کی مانگ میں ہے لڑی یوں جھلک رہی — گویا ہے بجلی ابر سیہ میں چمک رہی
تھے شب کو کسکے پاس جو آئے دلربا — رخسار سے نیا نیا ہے چولی مسک رہی
جاگے کہیں ہو راتکو ماتے ہو نیند کے — جو پل بہ پل ہے آنکھ تمہاری جھپک رہی

گرم ہیں

گر تم نہیں نشے میں تو پھر جھومتے ہو کیوں ۔ ہیں پاؤں لڑکھڑاتے زباں کیوں بھک رہی

پھولوں کی سیج پر جو نہیں سوئے رات تم ۔ پوشاک بوئے گل سے یوں ہی مہک رہی

~~نکلے نب کو کسکے پاس جو آئے دلے سا ۔ رخسارے نیا نیا ہیں جو ل مک رہی~~

عالم ہے یہ پسینے کا اُس گلعذار پر ۔ گلشن میں گویا گل سے ہے شبنم ٹپک رہی

کہتی ہے طبع مجھسے غزل اور کہہ وله

آئینہ سان زمیں ہے اسکی چمک رہی

تنہا نہ اُسکو خلقتِ انساں ہی تک رہی ۔ حور و پری بھی دیکھکے اُسکو بھچک رہی

عالم کو اُسکا حُسن نہ فقط گُل خجل ہوا ۔ نرگس چمن میں بھی متحیّر ہو تک رہی

اُس گُلنے یار اہلِ چمن کی سُنی بنات ۔ سوسن بصد زباں بہت سا ہی بک رہی

اُس شمع رو کے عشق میں اب سر سے پاؤں تک ۔ ایک تن بدن میں آگ سے اپنے دہک رہی

وہ گلبدن تھا عید کو مجھسے گلا ملا ۔ ابتک ہے بوئے عطر سے چولی مہک رہی

احوال اب سقیم ہے تیرے مریض کا ۔ دم آرہا ہے آنکھوں میں گردن ڈھلک رہی

معلوم کچھ نہیں وہ کہاں ہو گا ائے وله

یہاں روح اُسکا واسطے اپنی بھٹک رہی

اُلفت کے تخم بونے کو قابل زمیں ہے ۔ عاشق کی تیرے پیارے عجب دل زمیں ہے

جو دم ہی سو خوشی سے بسر کر جہاں میں — آخر کو یار سب کی یہہ منزل زمین ہی

پچتا نہیں ہی اُسکی گلی کا گیا ہوا — ایسی ہی آہ یار وو وُہ قاتل زمین ہی

نالے بہ نالے خون کا جاری ہی یہاں تلک — دیکھا جو سر بسر تو وہ سب گِل زمین ہی

کوئی خاک و خون میں تڑپے کوئی ہی سسک رہا — خالی نہ اُسکے کوچے کی ایک تل زمین ہی

جور و جفا یہہ تونے کئی خلق پر کہ یار — جس جور کی نہ تاب مُتحمِل زمین ہی

پامال کیوں کرے ہی سنبھل کر قدم کو رکھہ — عُشاق کے یہہ دِل ہیں نہ غافل زمین ہی

پُس لے جہاں میں یار کسیکو بقا نہیں — احوال رفتگاں کی یہہ ناقل زمین ہی

ایک اور بھی ولا تو بدل کر ردیف کہہ
گو اِس غزل کی یار یہہ مُشکل زمین ہی

تنہا نہ گل نہ لالہ سے گلشن زمین ہی — ہر جوہر بشر کی یہہ معدن زمین ہی

کچھہ واسطے نہ میرے ہی مدفن زمین ہی — قاتل سمجھہ کہ سب کی یہہ مسکن زمین ہی

پاتے ہیں اسکے فیض سے سب پرورش مدام — پھر فلک چہ زیرک و کودن زمین ہی

جسنے کیا جہاں سے سفر پھر نہ وہ پھرا — سفاک اسقدر کی یہہ رہزن زمین ہی

از بس گرے ہیں سرو قد و لالہ رخ تمام — دیکھا تو زیر خاک بھی گلشن زمین ہی

گرمی کے مارے سب ہیں نہاتے پسینے میں — حمام چرخ جسکی یہہ گلخن زمین ہی

چھوڑا نہ ایک جہاں کے اکھاڑے میں پیل تن — کیا پہلوان پچھاڑ رہی یہہ ہی زمین ہی

جان بر ہوا فنوں سے کوئی اُنکی کیونکہ آہ
خونخوار آسمان ہی تو دشمن زمین ہے

مینے تو سنگلاخ زمین کہی غزل
اسپر کہی ہے طبع کہ روشن زمین ہے

قطعہ

فیض قدم سے مہدئیے ہادی کے اے ولا
سب مومنوں کے واسطے مامن زمین ہے

زیر ابسکے دور میں ہے اس سبب ملک
ہے حکم اسکا پارس و امن زمین ہے

ولہ

تنہا نہ اُسکی زلف سے محفل مہک گئی
بو اُسکی تار تار کی تا تار تک گئی

تھے رات یار کے ساتھ ہم آغوش و ہم کنار
چولی جو جا بجا سے تمھاری مسک گئی

مژگاں کی نوک چوک کی اُسکے میں کیا کہوں
اک پھانس سی جگر میں گویا وہ کھٹک گئی

وہ شعلہ رو یوں شب کو ادھر سے گذر گیا
جیسے کہ بجلی ابر میں آکر چمک گئی

جس رنگ یار گل سے لچکتی ہے شاخ یوں
دامن کے بوجھ سے کمر اُسکی لچک گئی

مانی نہ ایکبات بھی اُس خود پسند نے
ہر چند کہتے کہتے زباں اپنی تھک گئی

آکر خبر لے جلد تو اپنے مریض کی
ہے وقت نزع بالیں سے گردن ڈھلک گئی

پہنچی نہ تجھ تلک مری فریاد ورنہ یار
نالہ کی میرے آہ صدا تا فلک گئی

اُس شعلہ رو کو دیکھ کے پہلو میں غیر کے
سارے بدن میں آگ سی اپنے دہک گئی

کُشتوں کو اُسکے دیکھ قضا کہہ کے الاماں
کوچے سے اُسکے وہ بھی دبے پا کھسک گئی

آیا تھا شب وہ ماہ جبیں کیا ہوا ولا
خواب گراں سے آنکھ یہہ کافر جھپک گئی

بلنے کو وا جو اُسنے آغوش کر دیا ہے — ہمکو اِسے ادا نے بیہوش کر دیا ہے

باعث نپوچھ ہمدم تو بیخودی کا میرے — صورت نے اُسکی مجکو بیہوش کر دیا ہے

نہ حرف و نہ تبسم حیران ہوں میں اسمیں — اُس غنچہ لب کو کسنے خاموش کر دیا ہے

تیغ نگہ نے اُسکی میدان عاشقی میں — ہر ایک سر کو بار ہر دوش کر دیا ہے

شیریں لبوں کے غم میں پائی ہے بسکہ لذت — میں نیش غم کو دل میں جوں نوش کر دیا ہے

جی تو وہ نہ لایا دو بھول کیا کروں میں — گو اب مزار میرا گلپوش کر دیا ہے

ساقی ولا سے تو نے کیا چھیڑ کی رکھی ہے
آنکھیں دکھا کے اپنی مدہوش کر دیا ہے

وصف اُس غنچہ دہن کا کروں کس رنگ بیان — منہ میں ساکت ہی زبان قوت تقریر کہاں

ولہ

نہ جگر خوں نہ سینہ چاک ہوا — آتش غم سے جلکے خاک ہوا

ہو معالج مریض کا اے مسیح — ورنہ یہہ مفت میں ہلاک ہوا

ولہ

قاتل چلا پہ نقش تیرا دل پہ رہگیا — خنجر جلا کے ایک ہی گھایل پہ رہگیا

ولہ

اُس چشم مست کا تو عجب کچھ نظارہ ہے — تیرے نگہ سے جسکی جگر پارہ پارہ ہے

جو ایک گلکی بھی دل میں ولا محبت ہوا — تو چاہیے کہ تحمل کرے جفائے ہزار

ولہ
جور و جفا اُٹھایا اُس دلربا کا یارو　　ممکن نہیں بھروسا جس بیوفا کا یارو
ولہ
تخمِ غم کو جب زمیں دلمیں بو دیتے ہیں ہم　　جو کوئی پوچھے ہے حاصل اسکا رو دیتے ہیں ہم
امتحاں اورونکو کیجے مال و زر کیا چیز ہے　　منھ سے نکلا گر تمھارے جان دو دیتے ہیں ہم
ولہ
یہی کہتا ہوں ولا گریہ و زاری کرتے　　آہ کیوں موت نہ آئی مجھے یاری کرتے
ولہ
انتظاری میں ہوا جاتا ہے دل خون یہاں　　اُسکو گذرے ہے وہاں دست حنائی کرتے
ولہ
طاقت و تاب و تواں ہم سے یہیں اب چھوٹ گیا　　کون غارتگر جان دلکو مرے لوٹ گیا
ولہ
الماس رکھیو زخم پہ مرہم نہ چاہیو　　مجروح تیغ عشق نہ ہرگز کرا ہیو
ولہ
شمع و جاں ہے سیہہ دلو اسنہ - - -　　مبتلا ہمنہ ہر سنگ - پروانہ
تجہ سوا کون حالِ زار سنے　　کسّے اپنا کہوں میں افسانہ
ولہ
جب غیر کو ہمکنار دیکھا　　پھر ہمکو نہ تونے یار دیکھا
موزی نہیں رحم تجکو ہمنے　　لو رنگ سے من کو مار دیکھا
لالہ رو سینہ ہمارا داغ ہے　　کیا ترو تازہ بہار باغ ہے
ولہ
بندہ ہوں جان و دل سے میں طبعِ سلیم کا　　فہم رسا ہی سمجھے نکتہ فہیم کا
سودہ مشک چیں و عنبرِ سارا کو کیا کرے　　مشتاق تیری زلف کی جو ہو شمیم کا
ولہ
کون ایسا رشکِ گل پیدا ہوا　　دیکھ جسکو ایک جہاں شیدا ہوا

وله

تیرا نہوا وصل تو یہہ دلمیں ٹھنی ہی — پھر میں ہوں میری جان اب ہیر یکی کنّی ہی

وله

کیا وصف کروں اُس لب و دندا کا میں ای دل — وہ سلک گہر ہی یہہ عقیق یمنی ہی

وله

وہ شکل و شمایل وہ اسکی نگاہ — جسے دیکھکر ہو خجل مہر و ماہ

وله

جب اپنا نہو گلبدن ہم کنار — تو پہلو میں ہیں موئے خار خار

وله

ازل سے روحیں ملیں تھیں جو لگئے باہم — نہوتا ورنہ کبھو دوستی کا یہہ عالم

وله

ابا دتمنے اور کہیں کا مگر کیا — جوں شمع ہمنے زیست کو رو رو بسر کیا

وله

دلمیں جب اُسکے درد ہوتا ہی — تب وہ بے اختیار روتا ہی

عاشق کو اُسکے یار و کوئی کچھہ کہا کرے — ہیر وہ اُسی کے نام کی ثمرن جپا کرے

وله

کسو سے ایشارا کسو سے ہی بات — کسو پاس رہتے ہیں جا ساری رات

وله

بُقا تھا پری تھا کہ وہ تھا نور کا عالم — آیا جو نظر دور سے اس حور کا عالم

وله

دم مارے ہی غم دل سے میرے ہم نفسی کا — ای ہم نفس اِس وقت ہی فریاد رسی کا

وله

ماہ رو سیر کرے جب کہ گلستان کے بیچ — رشک سے رنگ اُڑے گل کا اُسی آن کے بیچ

وله

کہے ہی بلبل نالان یہہ زار زار افسوس — موئی خزاں ہیں میں دیکھی نہ پھر بہار افسوس

وہ ساری اُلفتیں اگلی بھلائیاں تو نے — کبھی نہ یاد کیا یار ایکبار افسوس

نردم

رباعیات

ہر دم یہی عرض ہے باہ و زاری — مت پوچھ کئی یہ عمر کیونکر ساری

سب بیہودہ کس اسے تو بخش دیا یارب — جب روز حساب ہو ولا کی باری

ولہ

اتنا کہے کوئی اُس سے ایکی باری — بس ختم ہی سرگذشت اسمین ساری

آیا نہ ولا کے تو دم مرگ تلک — کیا خوب نباہی یار تو نے یاری

ولہ

مُنعم کرے ہی زیور زر پر تکیا — اور اہلِ ہُنر کو ہی ہنر پر تکیا

کیجو کہ لطف گدا پر اسے سب ہی — رکھتا ہی فقط یہ تیرے در پر تکیا

ولہ

دنیا مین تو ہیں بہر معیشت مُضطر — اور دین کے دھڑکے سے ہی دلخستہ جگر

ہی فوز دو جہان سے بہرا اُسکا — ہان فضلِ علی کا سایہ ہووے جسپر

ولہ

صد سال تلک تجھے مبارک ہو یہ عید — نت فرحتِ عیش تیرے در پر ہو پدید

جب تک کہ زمین آسمان ہی قایم — تابان رہی اقبال تیرے خورشید

ولہ

جو بانہہ سے افلاک کے ہووے پامال — ہمت تیری ہی تو ہی اُسکو سنبھال

بخشا ہی تجھے جون بحر خدا نے مقدور — تشویش کی گرداب سے تو مجکو نکال

ولہ

نت تجکو مبارک ہو ہر یکی یہ عید — ہر ایک بر آوے تیرے در سے اُمید

بس یہی ہی دعا ولا کی شب و روز — محفل میں تیرے عیش و طرب ہو جاوید

ولہ

حق رکہے سدا آپکا یہ جاہ و جلال — ہون دوست تمہارے شاد دشمن پامال

[illegible]

امید عطا سے ہی تمہاری بس ہا   ہمت سے ولا کو اپنے اب کیجے نہال
اقبال کرم نت تیرے ہووے ہمراہ   با حشمت و جاہ
اور عیش و طرب میں تجھے اللہ   ہر شام و پگاہ
نوروز مبارک ہو تجھے ای ممدوح   کہتا ہی ولا
مقصود جو ہو مراد تیرا دلخواہ   از فضل الہ

قطعیات

ہزار شکر کہ ہی عام جس صحت آب   کہ آیا ملک طبیعت میں کاروان شفا
بدل سموم مرض ہے نسیم صحت سے   نہ کیوں کہ تازہ و تر ہووے بوستان شفا
ہے نہ ملک طبیعت میں نام بیماری   ہوا ہے عام یہی حکم حکمران شفا
اسی سبب سے طبیعت حسین علی خان کی   مرض سے رکھتی ہے دوری او اقتران شفا
مرض کا ملک طبیعت سے اٹھ گیا ہے عمل   ہے دور دورہ صحت زمان زمان شفا
سنی جو اسکی طبیعت سے رفع بیماری   رہے کہ ہے یہی ترنم یہان زبان شفا

وله

ای امیر مکرمت گردون شکوہ   دی رفیع ملک انجم سپاہ
خوش لقب عالی نسب والا حسب   میرزا اکبر علی جمشید جاہ
زعفرستان زار معنی میں تیرے   رنگ و بو پیدا کرے شاخ گیاہ
عتبہ عالی پہ تیرے روز و شب   جبہہ سا رہتے ہیں دایم مہر و ماہ
حاتم طائی کو کیا سمجھے سخی وہ   جسکو ہمت پر تیرے ہووی نگاہ

ع
ہوا ہے عام جہاں میں سبب شفا و مرض
مرض عدو کو ہے تیرے تو دوستان کو شفا

گردوا

ملکِ دارا بخش دے کر شام کو   گنج فاروں کو لٹا دے صبحگاہ

ہے تیرا مقبولِ ایزد صوم و صلوٰۃ   اتّقا ہے بالیقیں تیرا گواہ

تہنیت دیتا ہے ولا عیدین کی   ہو مبارک تجکو یہہ با عزّ و جاہ

ہو محبّوں کو خوشی تیرے نصیب   دائمًا اعدا رہیں تیرے تباہ

ولہ

صبح نکلا جو گہر سے میں اپنے   کر کے اُس آستانکا دلمیں خیال

ہوئی اثنائے رہ میں مجسے دوچار   بکمالِ طرب نسیمِ شمال

اُس سے پوچہا جو میں خوشی کا سبب   دیا تب یہہ جواب سُنکے سوال

ہے جو نوّاب طاہر اللہ دولہ   بخت الملک صاحبِ اقبال

آج اُسکا ہے جشنِ سالگرہ   اِس لئے ہے خوشی جہان میں کمال

جب یہہ مژدہ نسیم سے میں سنا   دلمیں گذرا میرے دو ہیں یہہ خیال

تہنیت کے لئے رقم کر تو   مصرعۂ جشنیہ بہ زعفر لال

یہہ گہر بہر نذر لایا ہوں   تیری خدمت میں اے خجستہ خصال

طول یہان تک دے عمر کو تیری   حق تعالے بحقِ حیدر و آل

رشتہ میں برس کا نہ سکے تیرے   تاقیامت پڑے گرہ ہر سال

دل سے تیرے خوشی رہے توام   یہہ دعا ہے ولا کی در ہمہ حال

ای امیر ابن امیر ابن امیر — ذات ہے تیری جہاں کا افتخار

اسم سامی ہے ترا احمد رضا — تجھ سے راضی ہے رب پروردگار

باغ دولت کا ہے تو نخل مراد — گلشن عالم میں ہے تجھ سے بہار

ابر نیسان کی طرح سے خلق پر — در بخشش ہے تیرا گوہر نثار

والدین اپنے کے سائے میں سدا — بخت و دولت سے رہے تو کامگار

اب جو ہے تقریب شادی کی تیرے — سارے عالم میں ہوئی ہے آشکار

سامنے رکھ کے تیرے لوح و قلم — کر کے تجھ پر سے در و گوہر نثار

ہم اتالیق و معلم خوش نویس — اہل محفل سب کہیں تجھ سے پکار

یہی ہے عیش سعد تر اب کیجئے — سورۂ اقرا کی قرأت ایکبار

کر ولا نواب دعا یہ پر ختم — ہاتھ اٹھا سوئے جناب کردگار

اب ہوئی بسم اللہ کی شادی تیری

ہو مبارک تجکو با خویش و تبار

فلک شکوہ سمو امکان وہ عالی قدر — کہ جسکے در پہ ہے روز جبہہ سا خور و ماہ

وہ یعنی کون ہے عالی تبار حاتم عصر — کہ جسکے فیض سے ہیں کامیاب خلق اللہ

رحمن

وہ ہمارے حسین علی خاں بہادر دوران   خلیق و محسن و شجیع کریم و عالی جاہ

تیرہمارے وو ذات جہاں میں غریب پرور ہے   کہ دائما کہ ہر کا یہاں سب کا تجھ سے پناہ

غرض کہ حاتم طائی کو کیا وو سمجھے ہے   کہ جیسیں سبکو ہے ہمت پہ تیری مدنگاہ

تو وہ شجاع ہے بہادر عرصہ گاہ روز نبرد   کہ لیوے رستم و برزو بھی تیری آکے پناہ

یہی دعا ہے ولا کی مدام حق میں تیرے

کہ رہوے فرق مبارک پہ تیرے ظل الہ

جہاں میں صاحب حلم و حیا و جود و سخا   وو ہے حسین علی خاں امیر والا جاہ

اوسے وو بخشے ہے جو خلعت زرین   بجائے رخت میسر نہو جسے پرگاہ

زبان اوسکی سے گذرا نہ حرف لا ہرگز   مگر کہ اشہد وان لا الہ الا اللہ

تو وہ ہے حاتم دوراں امیر عدل سرشت   مجال کیا کہ ہو جور فلک سے کوئی تباہ

نہیں ہے اوسکو زمانے سے خطرہ پھر ہرگز   جو تیرے دامن دولت کی لیوے آکے پناہ

بروز عید الضحیٰ بعد الفراغ نماز   یہہ تہنیت تجھے دیوے ہے تمام خلق اللہ

چراغ دولت و اقبال و بخت ہو تیرا   جہاں پہ نور فشاں جب تلک رہے خور و ماہ

ہوں خود بخود تیرے اعدا تمام قربانی   ہمیشہ خوش رہیں تیرے محب دولت خواہ

یہی دعا ہے ولا کی ہمر ایک صبح و مسا   رہے تو مسند اقبال پر بعزت و جاہ

سپہر مرتبہ خورشید فر قمر طلعت — امیر اعظم و کیوان غلام و عرش مقام

ہے اشرف امرائے زمانہ اوسکی جناب — جہاں میں جسکی ہے جود و سخا کا شہرۂ عام

سخا و حلم و مروت ہم ہے یہہ اوسکا — کہ جسکے در کا گدا ہے حاتم نام

کروں جو خوب میں اوصاف کا بیان تیرے — کہ جسکے سننے سے خوشدل ہوں سامعین تمام

تو وہ حسین علی خان ہے افضل صلحا — نماز میں تیرا پیر کیوں نہ مقتدی ہے ہوا امام

پھر آسکے عرض کرے کیا جناب میں تیری کا — یہی ہے خلق خدا کا باتفاق کلام

یہہ تہنیت تجھے دیتے ہیں سب خواص و عوام — کہ ہے مبارک صوم و صلوٰۃ عید صیام

دعا ولا کی یہی ہے دوام حق میں تیرے — رہے یہ حشمت و اجلال تو باوج تمام

جہاں میں جو کوئی بدخواہ ہو تیرا یا رب

رہے ذلیل بحق نبی و آل کرام

دل شاد آنکے برجیس زہرہ کا ہمقرین ہو — کہنے لگا خوشی سے کا ہے سرو قد موزوں

اللہ رے یہہ تیرے شادی کا بر میں جوڑا — اور یہہ تمام زیور ہر ایک در مکنوں

بن ٹہن کے اسطرح سے ہستا کہاں چلا ہے — ہمراہ تیرے میں بہی یہہ سیر جلکے دیکہوں

زہرہ نے مسکرا کر کی عرض مشتری سے — جاتا ہوں ولیکن کہ جسکے دربار کا ہوں ممنوں

دربار اوسکا

دربار اُسکا عالی فیاض لااوبالی | مصرف ہے جسکا دایم محکمۂ ربعِ مسکون

یعنی حسین علیخاں ابنِ امیرِ دوله | با طالعِ سکندر با شوکتِ فریدون

ہر صبح اُسکے در پر طالع ہے مہر انور | ہے عتبہ بوس اُسکا ہر شام و صبح گردون

بخشش ہے ایکدم میں یکدست ملک دارا | ایک آن میں لٹا دے یکمشت گنجِ قارون

اوجِ شرف سے اُسکے اختر ہوا ہے پیدا | مہرِ منیر رشکِ صبحِ سعادت افزون

شادی ہے آج اُسکی وہاں ناچ ہو رہا ہے | ہے جا بجا صدائے چنگ و رباب و قانون

تجویز کرکے تاریخ تاریخ سے ولا نے | ہاتف سے پھر کہا یہ کہ آپ کہیے موزون ۱۲۱۱

اُسکے جواب میں ہاں آیا سروشِ غیبی

ہے عشرتِ تولد یا طالعِ ہمایون

جہان منتظرِ خورمی تہا شام و سحر | سرائے غیب یہ آئی کہ خوشی دن رین

میں پوچھا کیسا یہ خوشی کا ہے یا رب | کہ جسکے سُننے سے آوے ہے دلکو خاطر کے چین

کہا حسین علی خان بہادرِ دوران | سعیدِ کون و مکاں برگزیدۂ دارین

ہوا گہر اُسکے ہے فرزندِ ارجمند نصیب | خوشی ہے اُسکے تولد کی خلق میں دن رین

بلند بخت جوان طالع و سعادتمند | بجا ہے کہیے اُسے نورِ دیدہ کو نین

ولادت اُسکی شب پنجشنبہ ساعتِ نیک | ہے محرم و عشرین پر سمجھ اثنین

جو اُسکے سال تولد کی فکر کی یاں سنے کہا خرد نے یہہ مجھ سے کہ ہی غلام حسین

۱۲۱۴

رہے یہہ سلسلہ حیدری سدا قایم

بحق حیدر کرار و سید الثقلین

ای گُل تو باوۂ عزّ و شرف ، وی رفیع خاندانِ بے نظیر
ہی جہاں میں اُسکا تو نام و نشان کہتے ہیں جسکو امیر ابنِ امیر
فیض اُسکا ہی یہہ وحش و طیر پر ریزہ چیں اُسکے ہیں سب برنا و پیر
شوکت و شان و بزرگی اُسکی دیکھہ ہی ادب سے پُشت خم چرخِ دبیر
اُسکی ہمّت کا کرے کوئی کیا بیان بخشدے سائل کو جو گنج خطیر
پہنچے پلمیں وہ باوجِ جاہ کو جو کہ قعرِ چاہِ غم میں ہو اسیر
بس زبان قاصر ہی اُسکی مدح میں ہی صفات و ذات میں وہ بے نظیر
ہو قلم راجع پھر اُسکے وصف میں جو دُرِ یکتا ہی وہ روشن ضمیر
یعنی صاحب زادہ عالی منزلت جو میرے ممدوح کا ہی دل پذیر
ہی جمیل اِتنا کہ بے شک جسکو دیکھہ منفعل ہو یک بیک بدرِ منیر
رنگ و بو کو تک کے اُس گل کے کب مُشک و عنبر صندل و عطر و عبیر
اُس گلِ رعنا کی زیبائی کو دیکھہ ہو خجل رنگِ حنا مثلِ زریر

کیوارہ

کیا فراست کا کروں اُسکے بیاں طفلِ مکتب جسکے آگے ہو دبیر
یوں ہنر اس پہ رہے اُسکا سدا جسطرح گُلبن پہ ہو ابرِ مطیر
یہہ دُعا تیرے دلا کی ہے دوام سنکے سب آمین کہیں برنا و پیر
یارو یاور ہو تیرا خیر الانام
اور دستِ مرتضیٰ ہو دستگیر

جو بے سبب ہو تیرا دوستی پہ آزار نہ دوست اُسکو سمجھ ہے وہ دشمنِ خونخوار
جو کوئی درد و الم میں نہو تیرا مونس وِلد عبث کو تو کیوں غم میں اُسکے ہو بیمار

نہ جو دسے تیرے شرمندہ آفتاب ہوا دُر و گہر بھی خجالت سے آب آب ہوا
یہہ وہ جناب معلیٰ ہے شش جہت کے بیچ جو در تلک تیرے پہنچا وہ کامیاب ہوا

گُل نمط ہستی میں ہر شام و پگاہ خُرم و خندان رکھیے تجکو الہ
ہو مبارک یہہ تجھے عیدِ شجاع دوست تیرے شاد ہوں دشمن تباہ

ہوا باغِ دہر آج عشرت سرا زبس خوش دلی میں ہے ہر برگ و بار

کریں ہیں ترنّم بہ آوازِ خوش　　ہر ایک سمت اہلِ طرب بار بار

دف و دائرہ یا مِردنگ و نال　　رباب اور طنبورہ بین و ستار

یہہ آواز پردے سے ہر ایک کے　　نکلتی ہے ہر آن بے اختیار

محمد رضا خاں یہہ نوروز اب

مبارک تجھے ہو بعزّ و وقار

ای محیطِ سخا و چشمۂ جود　　معدنِ لطف و منبعِ احسان

تو سلیمانِ عصر ہے بے شک　　انس و جان تیرے تابعِ فرمان

تیرے دستِ سخا سے عالم میں　　ہے خذف سے فزوں دُر و مرجان

طی ہوا تیرے عہدِ ہمت میں　　حاتمِ طی کا دفترِ احسان

تجکو یہہ عید اب مبارک ہو

بخشی الملک رستمِ دوران

میں منتظر تھا نویدِ خوشی کا شام و سحر　　کہ مجھ سے ہاتفِ غیبی نے آ کے کی تقریر

کھلا ہے غیب سے ناگہ مرقعِ شادی　　خوشی خوشی سے جہاں میں ہے عالمِ تصویر

کمالِ فرحت و فرطِ نشاط سے تو بھی　　تولّد اُسکے کی تاریخ آج کر تحریر

کہا میں کسکے تولد کی تب کہا اُسنے　　خلف کی اُسکے کہ وہ ہے امیر ابنِ امیر

خطاب جسکا

خطاب جسکا عالم میں طاہر الدولہ　　امیرزادہ ہی بے مثل و بے عدیل نظیر
ہوا ہی اُسکے وہ خلفِ رشید نیک اختر　　کہ جسکے نام مبارک سے سب کو ہو توقیر
حضور اُسکے خوشی سے تو کہہ مبارک باد　　کہ تہنیت کو ہیں حاضر وہاں صغیر و کبیر

ای سپہر شوکت و شان و شکوہ　　کاخ دولت ہی ترا گردوں جناب
ہی تو وہ روشن ضمیر ایک پرتوہ　　رائے انور کا تیری ہی آفتاب
ہی تو وہ اشجع نہ تیرے روبرو　　تاب لاوے رستم و افراسیاب
ابر نیسان ہی ترا دستِ کرم　　ہر گدا کو بخشنے ہی دُرِّ خوشاب
مہر رخشان ہی رخ انور ترا　　عکس رو تیرے سے روشن ماہتاب
مدعا اپنے کو پہنچا وہ کوئی　　جو ہوا مجرے کا تیرے باریاب
ہی جو کچھ تجھ کو قدرت میں ثبت　　صورت و معنی کا تو ہی انتخاب
تو ہی وہ نواب والا مکرمت　　حاضر و غائب ہی تجھ سے کامیاب
عید رمضان نت مبارک ہو تجھے　　میرزا قاسم علی عالی جناب
دولت کونین ہو تجھکو نصیب　　ہو دعا یہ اب الٰہی مستجاب
دوست تیرے شاد دشمن پائمال　　جب تلک ہی مہر سے پر نور آب

ای رفیع القدر والا منزلت — خوش لقب گردوں شکوہ انجم سپاہ
خاص ہے انعام تیرا عام پر — عام ہے اشفاق تیرا خواہ نخواہ
منزل مقصود کو پہنچے شتاب — فیض تیرا جسکا ہووے خضر راہ
صاحب جود و سخا عالی جناب — میرزا قاسم علی جمشید جاہ
دامن دولت سے ہو خورشید رو — جسکتیں تو بخشدے زریں کلاہ
دست جود آگے تیرے ہر روز و شب — چرخ لاوے کاسۂ خورشید و ماہ
جو تو چاہے جس کسو کو بخش دے — حق نے بخشی ہے یہہ تجکو دستگاہ
تو وہ اشجع ہے کہ روز رزم کے — رستم و زال آکے تیری پناہ
جب نماز عید کو تو ہو رواں — ہمعناں ہووے تیرے حفظ اله
ہو تیری تعظیم کو محراب خم — پہنچے تو جس وقت جاکر عیدگاہ
سب کہیں یہہ اہل عید عید الضحیٰ — ہو مبارک سے تجھے با عز و جاہ
ہوں مرادات دلی لاوید نصیب — ہے ولاؔ کا یہہ دعائے صبحگاہ

نوشہ کو رات بیاہ کی شاہی سے کم نہیں — زیبا ہے کتخدائی کی شب اسکو تخت و تاج
ہے بسکہ انبساط سے شادی کی دھوم دھام — ہر دل کو ہے سرور ہر ایک شاد ہے مزاج

بہہ جو ہوئی

یہہ جو ہوئی ہی شادی پور قیام جنگ (?) — وقت سعید پایا ہی اسنے یہہ ازدواج

شادی کہوں میں یا کہوں خلق کی خوشی — حاصل ہوا ہی اس سے دو عالم کو ابتہاج

فیض سخا و جود کا اسکی ہو کیا بیاں — بخشش نے اسّے پایا ہی خلقت میں اب رواج

فیض طعام اسکا ہی مطبخ کا کیا کہوں — کافی فقط شکر کو نہو مصر کا خراج

تھی ہر طرف یہہ دھوم وہاں رار رنگ کی (?) — بھولے تھی خلق سنکے جسے اپنا کام کاج

چاروں طرف ندا لئے کیا ہوئی بلند (?) — دست دعا اٹھا کے ولد نے بصد لجاج

فرحت سے کی حضور میں تاریخ التماس — یہہ عقد نور دیدہ مبارک ہو تم کو آج

ہی جناب سپہر رفعت وہ — جسکا آفاق میں ہی فیض عمیم

گر فضایل سے اسکے کچھ ہو بیاں — کیا عجب مستمع ہو گوش صمیم

اسکی طبع فہیم و مدرک سے — لے ارسطو بھی آن کر تعلیم

عدل اسکا جو ہو وے حامی مور — اسّے پیل زماں کے دلمیں ہو بیم

کر دے فیض اسکا غنچہ دل کو — یوں شگفتہ کلی کو جیسے نسیم

وہ گوہر ہی شہرہ آفاق — دبدبہ جسکا ہفت اقلیم

نذر لایا ہر ایک بقدر اپنے — در و گوہر سے لیکے تا زر و سیم (?)

[illegible]

نذر تیری ولا بھی لایا ہے
گوہرِ مدح مثلِ درِّ یتیم

ہے شرف گر قبول ہووے یہ
از رہِ لطف و فضل و فیضِ عمیم

اب دعا پڑھ کر اسکو ختم
یوں ادب سے ہو تجکو مجھے تعلیم

برے دن کاٹ طرب جشن تجھے
ہو مبارک یہی جیتے قدم

بلند مرتبہ والا حشم وہ عالی جاہ
کہ جسکی شان سے ہے دوام عزت و تمکیں

خلیق ایسا ہے تو صاحبِ مروت و حلم
کہ تجھ سے خلق میں رائج ہے خلق کا آئیں

تو ایسا داد و دہش میں ہوا ہے لاثانی
کہ تیرا حاتم و نوشیروان نظیر نہیں

غرض کہ شاد ہیں سب صاحبِ ہنر تجھ سے
ہے اہلِ علم سے محفل تیری سدا رنگیں

بہم نہ پہنچے کوئی تجھ خلق میں مخلوق
اگرچہ کیجیے غربال آسمان و زمیں

وہ آستاں ہے رفیع المکان مکیں تیرا
کہ جسکا نام ہے عالم میں رشکِ خلدِ بریں

تو وہ جہاں میں ہے عالی حسب بلند نسب
کہ تیرے عتبۂ عالی پہ چرخ رکھے ہے جبیں

شرف نہیں تو فقط ملک و قوم کا اپنے
رکھیں ہیں فخر تری ذات سے سب اہلِ یقیں

تری جناب کنور تو وہ ہے سکندر فر
کہ جسکے روئی زمیں ہے تمام زیرِ نگیں

امیدوار ہوں اے فیض بخش دریا دل
کہ تیرے لطف سے ہووے دلِ ظفر رنگیں

ہمال

جہاں ہی جب نہیں تب تک رہے نام تیرا | دلا دعا کرے اور قدسیاں کہیں آمین

ذو الکرم والا ہمم کیواں حشم | یار تو صاحب بہا و خوش خصال

صورت مجموعۂ معنی ہے تو | انتخاب مجمع اہل کمال

بہر تعظیم و ادب تیرے حضور | خم کرے ہے پشت کو اپنی ہلال

جو تیرے مجرے کا ہووے باریاب | مدعا اپنے کو پہنچے بے سوال

تیری ہمت کا کرے کوئی کیا بیاں | تو کرے عالم کو اک پل میں نہال

ہے مزین مسند فرماں وہی | فضل داور سے تجھی ہر ماہ و سال

ہے دلا یہہ دعا صبح و مسا | روز افزوں ہو ترا جاہ و جلال

نذر کیا اسکی کروں اے فکر میں جز یک نظم | ہووے جس والا گہر کا ہر سخن رنگ لال

عالم علم و ہنر یعنی وہ عشرت گستر | منبع جود و سخا ہے جامع فضل و کمال

طبع عالی اسکی رکھتی ہے یہہ کچھ فوق کا | اہل بینش دیکھ کر جسکو کہیں ہے بے مثال

ناطقہ لاریب بکنت ہو فصیحی کا وبال | جسکے نطق فصاحت کا کروں اسکی مقال

گو جہاں بقراط و لقمان و ارسطو ہوں تمام | طفل مکتب روبرو اسکے ہے ہر اہل کمال

ذات عالی سے بھی رکھتا ہے رتبہ عالی ولہ قطعہ سایہ گستر ہو عاطفت تیری رہے ہر ماہ و سال

ہوں جہاں زیر نگیں تیرے سکندر و دارا اور مسند اقبال پر ہو تو بصد جاہ و جلال

سپہر رفعت و خورشید شوکت و قمر طلعت امیر اعظم و برجیس رای و کیواں جاہ

وہ یعنی مستر بازنگ تن عظیم الشان کرم پہ جسکا ہر ایک شخص کی ہے مد نگاہ

پھر اسکی داد و دہش کا بیاں کوئی کیا کہ جسکے فیض سے عالم کا ہے جہاں پناہ

دلاوری و جوانمردی میں وہ اس نہج ہے کہ روز رزم کے لے رستم اسکی اگے پناہ

علو مرتبہ جاہ کیا کہوں اسکا کہ جسکے در پہ ہے دن رات جبہ سا خورشید و ماہ

وہ فہم و مدرکہ تمکو خدا نے بخشا ہے کہ ہے ہر ایک کے مافی الضمیر سے آگاہ

ذہن تیری کنہ فطانت پہ پہنچے اشراقین اس امر میں تیری راے خجستہ ہی گواہ

کہتے ہی پاس ادب بار بار اب مجکو یہی ہے خوب کہ طول سخن کو کر کوتاہ

سدا تو مسند حشمت پہ ہو بافرح تمام ولہ دعا میں ہے آمین کہتے ہیں خلق اللہ

جناب باری میں یہ عرض میری ہے میری دعا کہ شاد ہوں تیرے احباب اور عدو ہوں تباہ

اے سپہر شوکت و شان و شکوہ کاخ دولت ہے تیرا گردوں جناب

ہی تو وہ

ہے تو وہ روشن ضمیر ایک پر تو   رائے انور کا تیری ہے آفتاب
ہے تو وہ اشجع نہ تیرے رو برو   تاب لاوے رستم وا فراسیاب
ابر نیساں ہے ترا دست کرم   بخشے ہے عالم کو تو درّ خوشاب
مہر رخشاں ہے رخ انور ترا   عکس رو تیرے سے روشن ماہتاب
ہے جو کچھ مجموعہ قدرت میں ثبت   صورت و معنی کا تو ہے انتخاب
تو ہے وہ نواب والا مکرمت   حاضر و غائب ہے تجھ سے کامیاب
مسند حشمت مبارک ہو تجھے   احتشام الدولہ ای عالی جناب
کرّ و فرّ و جاہ شوکت ہو نصیب   ہو دعا یہ اب اللہ کی مستجاب
دوست تیرے شاد دشمن پائمال   جب تلک ہے مہر سے مہ نور یاب

ای سموّ الملک والا قدر   منبع فیض وجود والا جلال
نیّر برج شوکت و حشمت   فلک اوج دولت دوران
ہے جو مجموعہ جہاں کے بیچ   صوری و معنوی کا تو ہے بیاں
خوان یغما ہے تیرے دشمن و دوست   بہرہ ور ہوتے ہیں کے سب یکساں
تاب لاوے نہ کارزار کے دن   رو برو تیرے رستم دستاں

ہووے روشن تنو کا زہرہ آب — گر نہو ور کا تیرے کیجے بیان

آصف عہد ہی سلیمان فر — انس و جان تیرے تابع فرمان

تہنیت کہہ ولد تو سنکے جسے — خرم و شاد ہوویں پیر و جوان

تجکو عید الضحی مبارک ہو — دوست ہوں شاد اور عدو قربان

ای امیر مملکت کیوان حشم — وی رفیع منزلت والا حسب

گوہر عمان وزرا کے بشرف — ای جناب میرزا عالی نسب

ہیگا ادنا وہ تیرے خدام سے — جسکا ہی آفاق میں رستم لقب

ہی جو کچھ مجموعۂ قدرت میں ثبت — صورت و معنی کا تو ہی منتخب

جبہہ سا ہی در پہ تیرے مہر و ماہ — پشت خم ہی چرخ از راہ ادب

کیا ہمم کا کوئی کرے تیری بیان — طی کیا ہی دفتر حاتم کو اب

بخشدے اسکو تو انبار طلا — تنگدستی سے جو ہووے جاں بلب

تہنیت پر ختم کر آ کے ولد — سامعیں خوش ہوں کہیں نا سنکے سب

پھر نکر خلعت بخشی گری — ہو مبارک تجکو با عیش و طرب

شاد ہوں تیرے احبا دمبدم — اور دشمن ہوویں در رنج و تعب

ای سمو المکان

ہے سموّ المکان وہ عالی جاہ | لعل و دُر جسکے در کے سنگ و سفال
تیغ کی دھاک شرق سے لے غرب | شہر اُسکا جنوب تا بشمال
نہ فقط کا بنے اُسیسے روئیں تن | رو برو رستم اُسکے صورت زال
بہرہ ور جسکے فیض سے آفاق | رونق افزا ہوا وہ مہر خصال
ہے گنور نر سپہر رفعت وہ | جسکا طالع ہے نیر اقبال
کیا ہمم کا بیاں کروں اُسکے | کرے سائل کو ایک پل میں نہال
نورو عادل زماں کہ جو بنتی تھی | پاؤں سے بیل کے نہو پامال
ہوویں مقبول گر یہہ مصرع چند | تو سراسر ہوں یہ زعقد لآل
ہے ولا کی دعا یہہ صبح و مسا | روز افزوں ہو تیرا جاہ و جلال

یہہ جو ہے نوّاب والا نسبت | میرزا قاسم علی جمشید جاہ
گرچہ کیواں ہے وہ اوج جاہ میں | پر اُسے کہتے ہیں سب انجم سپاہ
کوئی علوِ جاہ اُسکا کیا کہے | ذرّہ جس در کا ہو گردوں بارگاہ
اُسکا گر ابر کرم برسے ذرا | تازہ گل پیدا کرے شاخ گیاہ
خانہ دولت میں جب اُسکے ہوئے | دو گرامی گوہر زرّیں کلاہ

اُنکی تاریخ تولّد یہ ہوئی — ہیں نکو پیکر و رشکِ مہر و ماہ
اب دعا پر ختم کرتا ہے ولد — رہیو سایہ اُنپہ تیرا ہر گاہ

ای امیرِ مملکت کوہ کرم گردوں شکوہ — وی کریمِ خلق پرور صاحبِ جود و سخا
بسکہ تیرے فیض سے ہیں اِک عالم مستفیض — خلق میں وہ کون ہے جسپر نہیں تیری عطا
اپنی ہمت کے موافق دے تو جسکو گنجِ زر — ہو وہ رشکِ پنجۂ خورشید انبارِ طلا
جسکے سر پر دستِ بخشش ہو ترا سایہ فگن — پھر اُسے درکار کیا ہے سایۂ بالِ ہما
جب نمازِ عید کو تو ہووے توسن پر سوار — ہمعناں ہو تیرے حفظ خالقِ ارض و سما
تیرے مقدم سے نہو کیوں رونق افزا عیدگاہ — ذات تیری بسکہ ہے مقبول درگاہِ خدا
اِتّقا تیرا ہے وہ ای میرزا قاسم علی — روبرو محرابِ مسجد تیرے دے ہے سر جھکا
ہووے فارغ پڑھ کے جسدم تو نمازِ عید کو — دیں مبارکباد اہلِ عید کر کے یہہ دعا
صد ثوابِ حج و حسناتِ زیارت ہو نصیب — اور بر آوے تیرا جو کچھ کہ ہووے مدعا
دوست ہم آغوش ہو کر شاد ہوں تیرے زماں — اور عدو قربان ہوں توسن کے تیرے گرد آ
یہہ ولد کی ہے دعا حضرت میں تیرے عالیجناب — نت مبارک ہو بصد عز و علا عید الضحیٰ

جود و سخا

جو دوستی ہے تجھیں اور دوست کا بلی ہے — ہے اسم با مسمّی بے شک اسد علی ہے
محبوب دو جہاں ہے مقبول حق تعالی — جسکو دیا یہہ رتبہ مخفی نہیں جلی ہے

سلام

لکھے جو صبح دلبر سلام شاہ نجف — دیکھا وے حق اسے عالی مقام شاہ نجف
سلامی اسکا ہوا گر ہر ایک جن و بشر — کہ جسکو ہووے میسر سلام شاہ نجف
یہہ منہ ہے کسکا بغیر از بتول اور حسنین — کہ روزہ دار کھے بسان صیام شاہ نجف
نہیں تھا ذکر الہی سے ایکدم خالی — تمام عمر ملک صبح و شام شاہ نجف
کیا ہے سجدے میں فرض خدا کو سر سے ادا — زہے نماز و قعود و قیام شاہ نجف
سنو ای مومنو بعد از حدیث پیغمبر کے — وہ معجزہ تھا کہ جو تھا کلام شاہ نجف
ہوا یہہ خلق پہ ظاہر بروز جنگ احد — کہ ہے نشان ظفر از حسام شاہ نجف
بلا حساب وہ جاوے ریاض جنت میں — کہ دل سے جو کوئی ہووے غلام شاہ نجف
غرض یہہ عرض ہے تیری جناب میں یا رب — گناہ بخش ولا کے بنام شاہ نجف

سلام

اگر ہو دل سے محبو غلام شاہ نجف — سلام بھیجو ہمیشہ بنام شاہ نجف
ثبات کون و مکان و رواج دین نبی — ظہور رہا یہ ہے از انتظام شاہ نجف

علی ہے بعد نبی محض خیر خلق خدا　　کہ ہے بس رحمت حق فیض عام شاہ نجف

نماز شام سے بھر نماز ہے مشہور　　نماز رات سحر تک قیام شاہ نجف

نجات اسکو نہ ہووے گی تا بروز جزا　　زباں پہ جسکے نہ آویگا نام شاہ نجف

ہر ایک صبح کو تو بعد الفراغ نماز　　مدام دل سے پڑھا کر سلام شاہ نجف

ندا ہو حشر کو دو بھر کے جام کوثر کا　　کہ صدق دل سے ولا ہے غلام شاہ نجف

سلام

چراغ دودۂ خیر الورا پہ بھیجو سلام　　فروغ دیدۂ شیر خدا پہ بھیجو سلام

سرور سینۂ خیر النسا پہ بھیجو سلام　　برادر حسن مجتبیٰ پہ بھیجو سلام

حسب نسب میں نہیں اس سے دوسرا ہمسر　　دو ہی ہے عز شرف میں ہر ایک سے بہتر

وہ آسمان امامت کا ہے مہر انور　　موالیو اسی بدر دجا پہ بھیجو سلام

اسی نے سر کو رہ دوست میں کٹایا ہے　　اسی نے خاک میں گھر بار سب ملایا ہے

اسی نے ظلم سہا ہے ستم اٹھایا ہے　　غم و بلا بکشت اس مبتلا پہ بھیجو سلام

وفائے وعدۂ حق سر سے وہ بجا لایا　　ہوئے جو خویش و برادر نہ غم کچھ کھایا

سوائے شکر نہ ہرگز زباں پر لایا　　ہمیشہ ہو ہو اس باوفا پہ بھیجو سلام

شہید خرقہ بخون پادشاہ تشنہ لباں　　قتیل و بے سر و مجروح تیغ و تیر و سناں

غریب و بیکس

غریب و بے کس و مظلوم خنجر براں　　شہید ظلم و قتیل جفا پہ بھیجو سلام

بلا پہ شاکر و صابر امام ہر دو سرا　　نہ منہ کو پھیر ادھر سے جدھر سے آئی بلا

حسین ابن علی راہ دین کا راہ نما　　محبو روز و شب اس پہ بھیجو سلام

ولا کے دل میں تمنا یہی ہے یا شہ دین　　کہ ہو وے در پہ تمہارے پہنچ کے خاک نشیں

کرے یہ عرض اسی آستاں پہ رکھ کے جبیں　　شہید معرکہ کربلا پہ بھیجو سلام

سلام

آستانے کا ترے جو کوئی مجرائی ہے　　باغ فردوس کا بے شک وہ تماشائی ہے

ملک کو نہیں سے دل اپنا لگا تھا اس نے　　جس نے جا بیٹھ کے کی در پہ ترے بابائی ہے

رتبہ و قدر کو پہچانے ہے تیرا یا شاہ　　حق پرستی کی جسے تک بھی شناسائی ہے

غیر تسلیم و رضا دم نہیں مارا تو نے　　بات جز شکر زباں پر نہ ترے آئی ہے

اجر کیونکر نہ ملے تجھ کو گرو نکو تیرے　　تو نے گردن رہ معبود میں کٹوائی ہے

سجدہ حق میں جو سر تو نے دیا ہے حسین　　انس و جاں کہتے ہیں یہ ورثہ آبائی ہے

سر گذشت آہ شہادت کی کرو کیا میں بیاں　　تاب سننے کی ہے نہ طاقت گویائی ہے

ہو زیارت ترے روضے کی ولا کو بھی نصیب　　طوف در کا ترے علت جسے تمنائی ہے

روبرو کسکے کروں حال کی اپنے تقریر — وا کروں راہ سخن کسسے بھلا میں دلگیر
کونہ ہمدم ہے نہ ہمدم ہے یہاں انس پذیر — دل کے بھلانے کی آخر میں کروں کیا تدبیر
نالہ کرتا ہوں تو نالہ میں نہیں کچھ تاثیر — گر کروں آہ تو کرتی ہے اثر میں تقصیر
ضبط چاہوں کہ کروں سو تو نہیں طاقت ضبط — سچ کہ دل دادوں کو ہوتی ہے کہیں طاقت ضبط

کیوں کہ خاموش رہوں میں کہ جگر میں ہے درد — گر کروں آہ تو سب لوگ کہیں گے نامرد
ضبط کرتا ہوں تو کچھ رنگ ہوا جاتا ہے زرد — جب کے جب تک میں غرض کھینچوں نہیں تھا دم سرد
نہیں ملتا جو کسی ڈھب سے دل غم پرورد — عاشقانہ سا پڑھوں ہوں میں کوئی مطلع و فرد
نہیں پہنچے ہے جو ہمدرد کوئی مجکو بہم — دل کو کرتا ہوں تہی کہہ در و دیوار سے غم

الغرض صورت وحشت زدہ گاں میں مضطر — جب کہ دیکھوں ہوں کہ کوئی نہ ادھر ہے نہ ادھر
در و دیوار پہ نومیدی سے کر کر کے نظر — کہنے لگتا ہوں بس احوال دل اپنا یکسر
شب تو یوں کٹتی ہے جس وقت کہ ہوتی ہے سحر — باد سے صبح کی کہتا ہوں کہ اے باد اگر
تک گذارا ہو ترا اس گل رعنا کی طرف — تو یہہ کہیو کہ کوئی مفت میں ہوتا ہے تلف

باد تلاش کو

یاد ٹک اسکو دلا دیجیو وہ سب باتیں — وصل کی لینے کہ جسطرح کٹتیں تھیں راتیں
شوق اور رسم ہی ہوتیں تھیں باہم کیا گھاتیں — گر ذرا ہاتھ بڑھاؤں تو چلیں تھیں لاتیں
اور کچھ نظر و نیں ہوتیں تھیں عجب سی گھاتیں — کیا ہی خوش گذریں تھیں القصہ یہاں اوقاتیں
آپ تھے اور یہہ مہجور تھا اور خلوت تھی — آگے ٹک گو وہ پھرے غیر کی کیا طاقت تھی

تھے وہ ایکروز کہ کرتے تھے میرا عز و وقار — بن میرے آپ کو ایکدم بھی نہ آتا تھا قرار
ٹک کہیں رک جاؤں تھا گر آپ مناتے سو بار — پیار اخلاص میں ہوتا تھا بسر لیل و نہار
دخل کیا تھا جو میرے سامنے ہوتے اغیار — کیسا قابو تھا میرا غیر تھے کیسے ناچار
ایکدن یہہ ہیں کہ ہم آ بھی نہیں سکتے ہیں — اُس طرف جائیے جو کوئی تو اُسے تکتے ہیں

شعلہ خو جور و جفا کرنے اب آ تو باز — کہ تیری آتش غم کرتی ہے جوں شمع گداز
امتحاں پر ہے اگر طبع تیری ای طناز — ناز تیرے سے زیادہ وہ ہو کہیں اپنا نیاز
منحرف مجھسے کیا جسنے ہے تجب و ساز — کیا کروں تو ہی بتا مجھکو میرے محرم راز
کسکو احوال دل زار سناؤں اپنا — کون ایسا ہے جسے حال دکھاؤں اپنا

گو کہ زیبندہ ہے سب کچھ تیری رعنائی پر　　لیک مغرور نہو اپنی تو زیبائی پر
تو نے کیا کیا نہ کیا اس دل شیدائی پر　　جور کرتا ہے کوئی اتنا بھی سودائی پر
کام پہنچا یار مرا تو سنئے یہ رسوائی یار تو پر　　کہ ترے ملنے کی اب یاں عدو نے قسم کھائی پر
دل مرا عشق سے تیرے نہیں باز آتا ہے　　سب تجھے اپنے تیری باتیں مجھے سنواتا ہے

نام کس رنگ زباں پر ترے لاؤں ظالم　　دل مرا تیغ جفا سے ہے تری خوں ظالم
کیا کیا سحر و بلا تو نے یہ افسوں ظالم　　کہ ہوا دیکھتے ہی تجکو میں مجنوں ظالم
ہوں ترا وحشی و دیوانہ ترا ہوں ظالم　　شیفتہ گل کا نہ ہوں باغ کا مفتوں ظالم
خوش نہیں آتا ہے تجھ بن گل گلزار مجھے　　ماسوا یار ترے لگتے ہیں سب خار مجھے

کوئی باندھے ہے کمر یوں بھی جفاکاری پر　　مستعد تھا تو اتنا تو دل آزاری پر
چشم تر تو نے نہ کی اس میری خوں باری پر　　دم بدم چشم سے ہے چشمۂ خوں جاری پر
آہ افسوس نہ پہنچا نہ میری زاری پر　　روئے بخت یہ بابا ہے تیری یاری پر
یہاں ہر ایک ظلم یہ ایک تازہ وفاداری ہے　　روز ایسی دو ہاں وضع ستمگاری ہے

ست تجھ بغیر و نکے تجھے جب کہ ہم دیکھیں سے کے　　دیکھے دشمن بھی نہ اس وقت جو ہم دیکھیں کے

کر ہی ظلم

گر یہی ظلم و جفا جو رسم دیکھیں گے / آنکھ موندیں گے سرِ راہِ عدم دیکھیں گے
غیر راحت کریں ہم وا الم دیکھیں گے / سچ ہے ہم دیکھیں گے غم غیر کرم دیکھیں گے
غیرتِ غیر سے آخر ہی ہوئے جاتے ہیں / اور کا نام نہ لیجے کہ موئے جاتے ہیں

غیر سے ربط نہیں آپ کو جانا بہتر / ایسے بد بیں کو نہیں حسن دکھانا بہتر
عیب جینو کو نہیں پاس بٹھانا بہتر / نہیں کم ظرف کو یوں منھ لگانا بہتر
نہیں بے وسوسہ ہر گھر میں پھرا جانا بہتر / آگے مختار رہو تھا ہمکو جتانا بہتر
کیجے غیرہ نہ خود آرائی و خود رائی کا / کچھ رہے وسوسہ بدنامی و رسوائی کا

اس طرح خانہ بخانہ نہ پھرا کیجے آپ / ساتھ ہر بے سر و پا کے نہ رہا کیجے آپ
باتیں خلطے کی نہ ہر یک سے کیا کیجے آپ / لب نہ ہر ہرزہ و بیہودہ سے وا کیجے آپ
سخن غیر پہ کم گوش رکھا کیجے آپ / دوستی سے جو کہیں کچھ تو سنا کیجے آپ
ورنہ یہاں کچھ غرض و مطلب و مقصود نہیں / فائدہ آپ کا ہے بندہ کو کچھ سود نہیں

جان و دل سے ہیں گرفتار رہوں تم جانو ہو / بستۂ طرۂ طرار رہوں تم جانو ہو

چشم بیمار کا بیمار رہوں تم جانو ہو — ان نگاہوں کا دل افگار رہوں تم جانو ہو

بیخود و خود رفتۂ رفتار رہوں تم جانو ہو — سب ہوں پر دشمنِ اغیار رہوں تم جانو ہو

واسطے غیر کے یاروں پہ جفا کرتے ہیں — دوستوں کو یہ دشمن بھی خفا کرتے ہیں

نسے

تمسے امید یہہ ہمکو تھی تمہاری ہی قسم — کہ بلا شرکتِ اغیار رہیں گے باہم

غیر کو راہ نہووے کی زیادہ نے کم — ایک خلوت میں سدا ہوئیں گے صحبت باہم

خاطر اپنی میں جو نقشہ تھا ہوا سو بر ہم — یہہ توقع بخدا تمسے نہ تھی ہمکو صنم

آپ [illegible] صاحب — نیم جان آپ کا صاحب سے بجان ہی صاحب

جو کہ یہاں گذرے ہی کوئی اسے کیا جانے ہی — جو بلا ہم پہ ہی صاحب کی بلا جانے ہی

حالِ دل زخم کشِ تیغِ جفا جانے ہی — ہدفِ تیرِ ستم دردِ مرا جانے ہی

حال میرے کو نہ ہر بے سر و پا جانے ہی — عاشقِ زار ہوں صاحب کا خدا جانے ہی

دلِ ناشاد کو میرے بھی کبھی شاد کرو — کبھی اس خانۂ ویرانکو بھی آباد کرو

ہم پہ یہہ جور تو کچھ آج کا ایجاد نہیں — کچھ سر نو سے یہہ اب ظلم کی بنیاد نہیں

کون سا روز ہی جس روز کہ بیداد نہیں — کونسی وضعِ ستم ہی کہ تجھے یاد نہیں

لیکن

لیک ٹک رحم کہ سینہ ہی یہہ فولاد نہیں | آگر بن تیرے قرار دل ناشاد نہیں
آہ یکلحظہ نہیں چین سے کچھ کام مجھے | ایک پل دیکھے تیرے بن نہیں آرام مجھے

غزل

عجز سے یوں ہی ملاقات اگر ہی منظور | اُس سے خلطہ یوں ہی دن رات اگر ہی منظور
اور سے دوستی کی بات اگر ہی منظور | اُلفت دشمن بد ذات اگر ہی منظور
دمبدم اُسکی مدارات اگر ہی منظور | یہی اب آپکو ہیہات اگر ہی منظور
ہم چلے صحبت اغیار مبارک تمکو | خلوت و جلوت اغیار مبارک تمکو

یاد رکھیے یہہ کیئے جاتے ہیں تمکو آگاہ | دل لگا دینگے کہیں اور بہی ان شاء اللہ
رشک خورشید کوئی ڈھونڈھینگے گر تم ہو ماہ | قابل دوستی ہیں آپ ادھر دیکھیو واہ
تمکو اور دعوی محبوبی ہی سبحان اللہ | سوچیے دل میں کہ کس بات پہ ہو تمسے راہ
آپ فرمائیے نہ آپمیں کیا خوبی ہی | کہئے نہ کون سی رسم و رہ محبوبی ہی
دوہی معشوق کہ ہو جسمیں ذرا کچھ تمکیں | ہو وے شوخی کا بھی
وہی معشوق کہ ہو جسمیں ذرا کچھ تمکیں | اُسکی کم گوئی پہ قرباں ہوں صد لعبت چیں
ٹک ذرا شرم و حیا کا بھی ہو جسمیں آئیں | ہو وے شوخی کا بھی انداز تو موقع پہ کہیں

اسکو احباب سے ہووے نہ سر کش کبہی ۔ نہ کہ یہہ قہر کہ ہر بات پہ ہو چین جبیں

الغرض ایسے ہی معشوق کو دیوینگے دل ۔ حسن ہیں غیرت مہ ہووے وفا ہیں کامل

جا بجا نام کو اسکی ہیں کرونگا مشہور ۔ شعر میں نام تو اسکا بجز غیرت حور

تیرے کوچے کی طرف منہ نکروں تا مقدور ۔ آکے اس کوکے پہروں گرد نہ نزدیک نہ دور

آرزو وصل کی تیرے نکروں ہیں مہجور ۔ اب تیرے در پہ نہیں مسکن ولا منظور

کوچہ ایک اور کا اب قبلہ مقصود کروں ۔ در کسی اور کا جوں کعبہ میں مسجود کروں

میں ہوں اور وہ ہو سدا اور رہے عیش و طرب ۔ خرم و خوش رہیں شب اپنا دل وصل طلب

رو بہ رو بیٹھے پہ سینہ رہے اور لب پر لب ۔ اسطرح گذرے مجھے صبح سے لیکر تا شب

سنکے یہہ باتیں کہے رشک سے تو ہائے غضب ۔ شیفتہ اپنا ہوا مجھو کسی اور پہ اب

الغرض رشک سے تجکو بھی خبردار کروں ۔ چھیڑنے کے لئے تیرے میں اسے پیار کروں

صلح کے بعد کریں گو آپ ہزاروں پیغام ۔ ہر گہڑی بھیج دیے ہر ایک سے پیغام سلام

شوق ملکاوٹ کے مجھے بھیج دیے ہر روز پیام ۔ عجز آمیز سخن کیجیے آکے مدام

کہنا نت

کہیے نت آکے تند فق تغافل کے کلام — لیک باللہ کہ ہرگاہ نہ لوں آپ کا نام
گو لگے جاؤ وسلے منہہ لگاؤں تمکو — گر میاں اسکی بیاں کر کے جلدوں تمکو

باتیں یہہ جھوٹ کی ہیں اسکو نہ کیجے کا یقیں — کون اب ہی کہ جو تمسے زیادہ ہو حسیں
کس میں یہہ ناز یہہ شوخی یہہ حیا یہہ تمکیں — کسکا یہہ چاندسا مکھڑا ہی یہہ ہر سی جبیں
یہہ نمک کسمیں ہی کسکے ہیں یہہ لعل تریں — میں کسی اور کو دل دوں نگاہیں جان نہیں
مجھسے کب ہونا ہی اب ترک محبت تیری — چھوٹ یہہ سکتی ہی دل سے کوئی الفت تیری

مخمس

کس شوخ کا کشتہ ہی میرا دل نہیں معلوم — ہی کونسے جلاد کا مائل نہیں معلوم
کیا پردہ تھا اس چشم کے حائل نہیں معلوم — افسوس دل کشتہ کا قاتل نہیں معلوم
ہی کسکی یہہ شمشیر کا گھایل نہیں معلوم

مذکور نہ سنے پر تو ہوا ہی یہہ میرا حال — آتی جو نظر شکل تو کیا ہوتا بھلا حال
کیا پوچھو ہو کس حور یہہ ہی میرا اپنا حال — دل شیفتہ اُس رشک پری کا ہی کئی تا حال
جسکی مجھے کچھہ شکل و شمایل نہیں معلوم — جسکی مجھے کچھہ

یہہ دست ہوس یار کی گردن میں نہ پہنچا — اکثر وہ ہوئی دست رس اپنی نہ خدایا

کب دست و بغل اُس سے میں ہوں بار الہا	کیا جانیے کس رات مرا دست تمنا

ہو یار کی گردن کا حمایل نہیں معلوم

لبریز ہی وحشت سے یہاں ہر رگ و ریشہ	آوارہ ہوں دشت بدشت ایسا ہی پیشہ

ہر روز نظر آتا ہی ایک تازہ ہی بیشہ	جوں ریگ رواں عشق کی وادی میں ہمیشہ

جاتے ہیں چلے پر ہمیں منزل نہیں معلوم

ایک جا کہ تھا اکثر و عجب مجمع خوباں	ہر ایک تھا عاشق کا عدوے جگر و جاں

ہر ایک سے بس آنکھ لڑاتا تھا میں ناداں	تڑپے ہی بڑا خوش ہی جواب طایر دل یہاں

کس تیر نگہ کا ہی یہہ گھایل نہیں معلوم

واقف نہیں ہوں شہر کے کوچے سے میں شیدا	مدت سے گذر وادیٔ وحشت میں ہی میرا

چھوڑا نہ مرے پاے طلب نے کوئی صحرا	مجنوں کی طرح دشت میں بھٹکوں ہوں میں کب کا

کس سمت کو ہی یار کا محمل نہیں معلوم

دلبر کو جو ڈھونڈھے ہی ہر ایک سمت میں رو رو	دل اُسکا جو لے گیا جدھر دم وفا جو

کس نیند میں اسوقت وہ ناداں گیا تھا سو	ہر گز خبر اُس بت کو نہیں اب جو دل کو

کس خواب میں رہتا ہی یہہ غافل نہیں معلوم

نسیم صبح اودھر کو رواں ہو	وہ تازہ گل جدھر جلوہ کناں ہو

یہہ کہیو

یہہ کہیو کہ ای سرور جان تمکیں ۔ دل بیتاب ہے بے آرام و تسکیں

تیری دوری میں گو نئی جان بلب ہے ۔ کہ مہجوری میں گو نئی جان بلب ہے

عجب صورت بنی ہے زور ہی کت ۔ عیاں پھرتے ہیں آثار و حسرت

وہ کچھ بکتا ہے آپ ہی آپ بیٹھا ۔ بہکتا ہے وہ آپ ہی آپ بیٹھا

نہیں واقف کسے کہتے ہیں آرام ۔ شکیب و صبر کا سمجھے نہیں نام

زبس اٹھتا ہے دل میں دمبدم درد ۔ بھرا کرتا ہے بیٹھا وہ دم سرد

کبھی نالہ کبھی آہ و فغاں ہے ۔ عجب آفت میں اب وہ خستہ جاں ہے

کبھی گر کنج تنہائی میں گھبرائے ۔ یہہ نقشہ پھر تسکیں اسکو یاد آئے

تصور کر کے تیرا پیش دیدہ ۔ ذرا ہلتا ہی دل وہ غم رسیدہ

وہ صورت روبرو کر پا سے تا سر ۔ کرے تسکیں اپنی یوں وہ مضطر

کہ تشریف اسکے گھر میں لائے ہو تم ۔ سفر سے پاس اسکے آئے ہو تم

وہ تمکیں دھیان کر کے وصل کی شب ۔ گلے کرتا ہے روز ہجر کے سب

کرے ہے شکوہ ایام ہجراں ۔ کہ تجھ بن جاں بلب تھا میں مری جاں

کبھی ہوتا ہے وہ قرباں اٹھ کر ۔ کبھی صدقے کرے ہے جاں وہ مضطر

نہ کبھی سمجھے ہے گویا ہو خفا تم ۔ تو کہتا ہے رُکے ہو ہمسے کیا تم

مروں یوں تم پہ ہیں تم یوں خفا ہو — ذرا دیکھو تو کتنے بے وفا ہو
ادھر آئے ہو صاحب بعد مدت — خدا کے واسطے بیٹھو ذرا کے مت
تمہیں کچھ یاد رہی اگلی ملاقات — بہم کتنی تھی کیونکر وصل کی رات
کہ شوخی کی ہنسی تھی ہر سخن پر — نہ یوں تھی مہر خاموشی دہن پر
خدا کے واسطے ہونٹوں کو کھولو — نہ یوں بیٹھے رہو چپ کچھ تو بولو
غرض اس ڈھب سے وہ مہجور ناکام — بسر کرتا تھا مہجوری کے ایام
یوں ہیں کچھ غم میں بیٹھا تھا وہ جان سوز — کہ آیا خط تیرا اس پاس یکروز
جو ہیں پہنچی وہ تیرا نامہ خوب — کہ تھا پیچیدہ مثل زلف محبوب
یہہ گھبرایا اسے قاصد سے لے کر — رکھے تھا چشم پر گہہ گاہ دل پر
غرض اس نامہ پر نامے کو کیا باز — عبارت میں تھا جسکی سر بسر ناز
ہوا وہ منکشف جو کچھ تھا مرقوم — ہوا مضمون اس نامے کا معلوم
کہ لیکر نامہ بر سے خط دلکش — تیرے مہجور کو بس آگیا غش
ہوئی غش سے اسے جس دم افاقت — کہوں کیا اسکی تھی جو کچھ کہ حالت
کہ کرکے یاد تمکو رو رہا تھا — مژہ اسکی سے اشک دریا بہا تھا
بیاں کیجے کہاں تک اسکا احوال — عیاں کیجے کہاں تک اسکا احوال

بہری

یہہ ہے پیغام اب اُس ناتواں کا وہ خط تھا جو تسلی بخش جاں کا
سو وہ اُس خستہ دوری کو پہنچی شہید تیغ مہجوری کو پہنچا
وہ خط جاں فزا یہاں جوں ہی آیا تن مردہ میں اپنے جان لایا
غرض اب عرض اتنی ہے کہ ایجان خدا کے واسطے اتنا کہا مان
رہے تک آپ کی خاطر میں یہہ بات کہ ہووے جب تلک باہم ملاقات
رہِ آمد شدِ خط رہوے جاری بدل تسکیں سے تا ہو بیقراری
یہہ ہے مشہور سمجھو اُسے خوب کہ ہے نصف الملاقات ایک مکتوب
ولہ تا چند قصہ بس ہو خاموش یہاں سے حرف مطلب کر فراموش

BIBLIOTHECA NACIONAL DE LISBOA

7942

J. 4. 26.

2220

№ 26